بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امامی علم فقہ

تبصرۃ المتعلمین

علامہ حلّی

(۶۴۸ھ - ۷۲۶ھ)

ترجمہ وتشریح

از

سید منظور محسن رضوی
صدر الافاضل، ایم۔ اے۔ علیگ
لکچرر شعبہ دینیات (شیعہ) مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ

شعبہ دینیات (شیعہ)
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

کتاب ملنے کا پتہ

پبلیکیشن ڈویژن علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ طبع شد

نوٹ:۔ اس کتاب میں چند ابواب طبع نہیں ہوسکے ہیں آئندہ اشاعت میں ان کو شامل کرلیا جائے گا۔

قیمت آٹھ روپیہ ۵۰ پیسے

فہرست مضامین

طہارت

297.19

نماز

روزہ

اعتکاف

حج

معاشیات

عدلیہ

جنسیات

شکاریات

خورد و نوش کے آداب

میراث کا بیان

سخنہائے گفتنی

تبصرہ المتعلمین کا اُردو ترجمہ حاضر ہے۔ جس کی عرصہ سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ تبصرہ' غیر معمولی صاحب قلم اور عدیم المثال فقیہ علامہ حلی کی تصنیف ہے۔ کتاب کی خصوصیت شدت اختصار ہے مصنف نے اس کتاب میں چھوٹے چھوٹے فقروں میں عبارتیں سمو دیں ہیں۔ اور یہ کتاب " سمندر در کوزہ " محاورہ کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ اس کو حل کرنے میں طلبہ نے اکثر و بیشتر بے انتہا دشواریاں محسوس کی ہیں یہ کتاب شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی کے کلاس بی۔ ٹی۔ ایچ (سال اول) میں داخل ہے۔ اولاً تو کتاب نایاب ہے دوسرے طلبہ کے عربی معیار سے بلند ہے۔ اس لئے ترجمہ کی ضرورت میں مزید شدت محسوس ہوئی۔

میں نے صدر شعبۂ دینیات (شعبہ) مسلم یونیورسٹی علی گڑھ علامہ جناب مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری کی خدمت میں اپنے احساسات پیش کئے موصوف نے ترجمہ کے سلسلہ میں اپنے مفید مشوروں کا وعدہ فرمایا علامہ موصوف کے مفید مشوروں اور میری کوششوں کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ امکان بھر بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اصطلاحات کی تشریح کردی ہے اور فقہ کے قدیم مسائل کے ساتھ جدید مسائل کا بھی اضافہ کردیا ہے۔ آقای محسن الحکیم طاب ثراہ اور علامہ خوئی مدظلہ کے مسائل سے بقدر ضرورت مطابقت کردی ہے۔ اور اپنی پہلی

کوشش کو بنظراستصواب آپ کے سامنے پیش کردیا ہے۔ میں اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب رہا ہوں۔ اس کا فیصلہ آپ کے سپرد ہے۔

ناشکرگذاری ہوگی اگر میں محترم جناب قاضی مظہرالدین صاحب بلگرامی کا تذکرہ نہ کروں جن کی شفقتیں میرے لئے ہر منزل پر خضر راہ ثابت ہوئیں۔

منظور محسن رضوی

کچھ مصنف کے بارے میں...

تبصرہ کے مصنف تاریخ شیعہ کی تاریخ ساز شخصیت علامہ حلی ہیں ان کا پورا نام حسن ابن یوسف ابن علی ابن مطہر ہے۔ وطن کا نام حلہ اور علامہ حلی کے نام سے مشہور ہیں۔ جمال الدین لقب تھا اور آیت اللہ کے خطاب سے شہرت پائی ۱۹ رمضان سنہ ۶۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور شب شنبہ ۱۱ محرم سنہ ۷۲۶ھ میں وفات ہوئی۔ یعنی آپ کی عمر ۷۷ سال ۳ ماہ ہوئی جس خاندان میں آنکھیں کھولیں وہ علوم اھلبیت کے نشر کرنے میں اپنا جواب آپ ہی تھا۔ آپ کے والد شیخ سدیدالدین یوسف ابن مطہر بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کے استاد فقیہ اھلبیت علامہ نجم الدین ابوالقاسم جعفر ابن سعید حلی تھے۔ اور نسبی اعتبار سے آپ کے ماموں تھے علامہ نجم الدین ابوالقاسم محقق اول کے شاگرد تھے۔ گویا چاروں طرف علم کے منارے روشن تھے۔ جن سے اکتساب فیض کے بعد ایک ایسی شخصیت کا اُبھرنا لازمی تھا جو اپنے تاریخی مرتبہ کے اعتبار سے علامہ حلی کے لقب سے مشہور ہوسکے۔ آپ کے علم و فضل کے بارے میں علامہ سید مصطفےٰ تفرشی کا یہ تاثر ناقابل نظرانداز ہے۔

"میں نے ان کے اوصاف و علوم و تصانیف و فضائل کے ذکر کرنے کا ارادہ کیا تو میرے اندازے سے زیادہ نکلا اور میری کتاب میں اس کے احاطہ کی گنجائش نہ ہوسکی"

دیگر علماء کی رائے

علامہ سماھیجی اپنے اجازہ میں لکھتے ھیں

« کہ یہ شیخ (علامہ حلی) گروہ خاصہ (امامیہ) بلکہ سواد اعظم میں اس طرح بلند مرتبہ پرفائز ھیں جیسے نصف النہار کا آفتاب، یہ فقیہ تھے متکلم، حکیم، منطقی، ماھرعلم ھندسہ، عالم ریاضی اور تمام فنون آپ کی ذات میں جمع تھے۔ معقولات و منقولات پر حاوی تھے۔ فقہ اور اصول میں سند تھے۔ زمانہ ان کے تصانیف سے معمور ھے اور ان کی تالیفات و تصنیفات سے معطر ھے۔

ابن داؤد نے اپنی کتاب « رجال » میں علامہ کے مرتبہ اور منزلت پر ان لفظوں میں روشنی ڈالی ھے۔

« وہ شیخ الطائفہ اپنے وقت کے علامہ، محقق اور کثیرالتصانیف تھے۔ مذھب شیعہ کے علوم منقول و معقول کی ریاست ان پر تمام ھوگئی »

بحرالعلوم ان کے بارے میں تحریر فرماتے ھیں۔

« وہ علامہ دوران، فخربنی نوع انسان، اعظم علماء بحیثیت شان تمام علماء میں برتر بحیثیت ادلہ برھان۔ علم و فضل کے سیراب کن سحاب، اور علوم کے بحرنا پید اکنار تھے۔ »

علامہ حلی کی خوش نصیبی تھی کہ اُسی دور میں یکتائے روزگار فیلسوف زمانہ خواجہ نصیرالدین طوسی بھی اپنے علم و فضل سے تحقیق و بالغ نظری کی فضا تیار کر رھے تھے۔

علامہ حلی نے ان سے اور دوسرے ماہرین فن سے عقلی علوم حاصل کئے

اس وقت کا بادشاہ خدا بندہ تحقیق پسند اور علم دوست تھا مذہب حق کی تلاش کیلئے علماء کی ایک کانفرنس اُس نے بلائی مسئلہ طلاق موضوع بحث تھا اور یہ مسئلہ خود اس کی نجی زندگی سے بھی وابستہ تھا۔ اسلام کے تمام مکاتب خیال کے نمائندہ علماء موجود تھے۔ سب نے اپنے مکتبۂ فکر کے لحاظ سے مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ بادشاہ مطمئن نہ ہو سکا۔ فقہ جعفری کی نمائندگی علامہ حلی کر رہے تھے۔ انہوں نے مسئلہ پر ٹھوس اور منطقی دلائل سے اس انداز میں روشنی ڈالی کہ بادشاہ متاثر ہونے بغیر نہ رہ سکا اس تاثر کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ بادشاہ نے مسلک امامیہ اختیار کرلیا۔ اور اپنی قلمرو میں آئمہ علیہم السلام کے اسمائے گرامی خطبہ میں داخل کرا دیئے۔

تصانیف۔ یوں تو علامہ کی بے انتہا تصانیف ہیں لیکن ان میں خاص خاص کتابیں مندرجۂ ذیل ہیں:۔

فقہ میں۔ تبصرۃ المتعلمین، کتاب تحریر، کتاب استقصاء مختلف الشیعہ، تشکیک الا فہام۔

اصول فقہ میں، کتاب النکۃ البدیعہ، غایۃ الوصول و ایضاح السبل، مبادی الوصول۔

حدیث میں۔ مصابیح الانوار، کتاب الدرر و المرجان۔

تفسیر قرآن میں۔ کتاب نہج الایمان، کتاب القول الوجیز فی تفسیر کتاب العزیز۔

کلام میں «انوار الملکوت فی شہرالیا قوت، منتہی الوصول الی علم الکلام والاصول، کشف المراد فی شرح تجرید الا عتقاد، معارج الفہم فی شرح النظم، نہایۃ المرام کشف الفوائد، الابحاث المفیدہ فی تحصیل العقیدہ۔

حج پر «کتاب المنہاج فی مناسک الحاج۔

منطق میں «کتاب القواعد و المقاصد، کتاب الاسرار الخفیہ فی علوم العقلیہ، کاشف الاستار فی شرح کشف الاسرار، قواعد جلیہ۔

ان کے علاوہ دیگر موضوعات پر بہت سی تصانیف ہیں۔ مختصر یہ کہ علامہ حلی فقہ جعفری کے ایک اہم ستون تھے۔ اور ان کی تصانیف فقہ جعفری کی تشریح کے لیئے بے مثال اہمیت رکھتی ہیں۔

مسائل اجتہاد و تقلید

مذہب کے احکام دو طرح کے ہیں

۱ - جن کا تعلق صرف عقیدہ سے ہے -

۲ - جن کا تعلق عقیدہ کے ساتھ، عمل سے بھی ہے -

پہلی قسم کو اصول دین کہتے ہیں - اور دوسری قسم کو فروع دین ، موجودہ دور میں جبکہ امام غائب ہیں - احکام اسلام کو معلوم کرنے کے لیے ایسے شخص سے رجوع کرنا ضروری ہے جو کتاب و سنت سے استنباط کرکے حکم شریعت معلوم کرسکے - لیکن یہ رجوع، صرف فروع دین ہی تک محدود ہے اصول دین میں رجوع کرنا جائز نہیں - اصول دین کو دلیل کے ذریعہ ماننا ضروری ہے - اور فروع دین کے لئے ضروری ہے - کہ یا تو انسان میں ضروریات مذہب کے علاوہ ایسے مسائل جن میں اختلاف ہوتا ہے ان کو کتاب اور سنت سے خود حل کرسکے ورنہ کسی مجتہد سے رجوع کرے -

ایک صورت یہ بھی ہے کہ انسان بطور احتیاط اس طریقہ سے عمل کرے کہ اس کو یہ احساس ہو جائے - کہ میں نے اپنی ذمہ‌داری کو پورا کر دیا ہے - جیسے بعض مجتہدین کسی کام کو حرام جانتے ہوں اور بعض کہتے ہوں کہ حرام نہیں ہے تو ایسی صورت میں، احتیاط یہ ہے کہ ایسے کام کو نہ کرے - اس کے برعکس دوسری صورت یہ ہے کہ بعض مجتہدین کسی

فعل کہ واجب سمجھتے ہوں۔ اور بعض مستحب تو احتیاط یہ ہے کہ اس فعل کو بجا لائے اور جو لوگ نہ خود مجتہد ہیں اور نہ احتیاط پر عمل کرسکتے ہیں۔ ان کے لئے واجب ہے کہ وہ کسی مجتہد کی تقلید کریں۔

شرائط مجتہد:

(۱) مرد ہونا۔ (۲) بالغ ہونا۔ (۳) عاقل ہونا۔
(۴) شیعہ ہونا۔ (۵) حلال زادہ ہونا۔
(۶) زندہ ہونا۔ (۷) عادل ہونا۔

عادل سے مراد یہ ہے کہ اس کے اندر یہ ملکہ ہو کہ وہ اپنے افعال میں توازن قائم رکھ سکے۔ یعنی جو چیزیں اس پر واجب ہوں۔ انہیں بجا لاتا ہو، اور جو چیزیں حرام ہوں ان سے پرہیز کرتا ہو۔ اگر اس کے ہمسایہ سے پوچھا جائے کہ وہ کیسا آدمی ہے تو وہ اس کی اچھائی کی تصدیق کریں۔ ایسے مجتہد کی تقلید کرنا چاہئے جو تمام مجتہدین میں أعلم ہو۔

مجتہد کو پہچاننے کے طریقے:

(۱) خود اتنا علم ہو جس کے ذریعہ یہ معلوم کرسکے کہ فلاں شخص مجتہد اور أعلم ہے۔

(۲) دو عالم جو عادل بھی ہوں۔ اور ان میں یہ صلاحیت ہو کہ وہ اجتہاد کی خصوصیات سے واقف ہوں۔ یہ بتلائیں کہ فلاں شخص مجتہد اور اعلم ہے۔

(۳) علماء کا ایک گروہ کسی کے اعلم ہونے کے بارے میں بتائے اور ان کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے۔

(۴) اگر اعلم کو شناخت کرنے میں دشواری ہو تو ایسے شخص کی تقلید کرنی چاہیے جس کے بارے میں گمان ہو کہ وہ اعلم ہے۔

(۵) اگر چند مجتہدین ایسے ہوں جو علم میں برابر ہوں تو ان میں سے کسی ایک کی تقلید کی جا سکتی ہے۔ لیکن احتیاطاً ان میں سے اس شخص کی تقلید کرنی چاہئے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔

مجتہد سے فتویٰ حاصل کرنے کے طریقے:

(۱) خود مجتہد سے اس کے مسائل معلوم کرے۔

(۲) دو عادل شخصوں سے جو اس مجتہد کے فتوے بیان کرتے ہوں سن لے۔

(۳) کسی ایک انسان کے کہنے پر اطمینان ہو جائے یا مجتہد کا فتویٰ سنے۔

(۴) اس مجتہد کی کوئی کتاب ہو جس کے ذریعہ سے اطمینان ہو جائے۔

ضروری اشارے:

(۱) جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ فلاں مسئلہ میں اس مجتہد کا جس کی ہم تقلید کر رہے ہیں فتویٰ تبدیل نہیں ہوا ہے۔ اس وقت تک عمل میں تبدیلی نہیں کرنی چاہئے۔

(۲) جس مجتہد کی تقلید کر رہے ہیں اگر وہ کسی مسئلہ میں فتویٰ دے تو مقلد اس مسئلہ میں دوسرے مجتہد کے فتوی پر عمل نہیں کرسکتا - نہ ہی اس مجتہد کے فتوے پر عمل کرنی چاہئے - جو مجتہد کہ اعلم سے کم ہو -

(۳) جس مجتہد کی تقلید کر رہے ہیں اگر اس کا انتقال ہو جائے تو پھر زندہ مجتہد میں جو اعلم ہو اس کی تقلید کرنی چاہئے بشرطیکہ زندہ مجتہد مردہ مجتہد سے اعلم ہو - لیکن اگر دونوں برابر ہیں تو اختیار ہے چاہے مردہ کی تقلید کرے یا زندہ کی بہتر یہ ہے کہ زندہ کی تقلید کرے لیکن اگر مردہ مجتہد زندہ مجتہدوں سے اعلم تھا تو مردہ مجتہد کی تقلید واجب ہے -

(۴) ضروری مسائل جو عام طور سے در پیش رہتے ہیں ان کا سیکھنا واجب ہے -

---

علوم دینی، ادبی و عقلی کا دریائے ذخار

آیت اللہ علامہ حلی (۶۴۸ - ۷۲۶ھ)

(از استاد العلماء محقق اعظم حضرت علامہ سید مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری مجتہدالعصر صدر شعبۂ دینیات ۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

گھر سے مدرسہ تک روشنی ہی روشنی :— آیت اللہ جمال الدین ابو منصور حسن بن سدیدالدین یوسف ابن علی ابن مطہر ۔ علامہ حلی نے بخود نوشت حالات میں اپنی تاریخ ولادت شب جمعہ ۲۹ رمضان سنہ ۶۴۸ھ لکھی ہے (خلاصۃ الرجال حلی)

علامہ حلی کا پہلا گہوارہ تربیت ان کا پدری و مادری خاندان تھا ۔ ایسا نورانی ماحول شاذ و نادر ہی نصیب ہوتا ہے ۔ باپ علامہ سدیدالدین یوسف ابن حلی تھے ۔ ماں محقق نجم الدین یکتائے روزگار فقیہ کی بہن تھیں ۔ والدین کی حکیمانہ تربیت نے علامہ حلی کی ذہنی نشو و نما میں بڑی شاندار خدمت انجام دی حقیقی ماموں محقق نجم الدین صاحب شرائع و مختصر نافع و معتبر کی اپنے بھانجے سے گرویدگی و شفقت مثالی تھی ۔ تذکرہ نگاروں اور تاریخ نویسوں نے اس غیر معمولی شغف و فریفتگی کو محسوس کیا ہے ۔

علامہ حلی کے اساتذہ کی فہرست میں یکتائے روزگار علماء کے نام ملتے ہیں ۔ لیکن علامہ حلی کی ذہن سازی میں سب

سے زیادہ حصہ محقق نجم‌الدین کا ہے۔ محقق نجم‌الدین کی قیمت کا اندازہ ان کی تصانیف اور ان کے حلقۂ درس کے ان روشن ستاروں سے ہوسکتا ہے۔ جن کے افادات سے اسلامی کتب خانے جگمگا رہے ہیں۔ علامہ کے اساتذہ میں ان کے چچیرے ماموں شیخ نجیب‌الدین یحییٰ صاحب «جامع» بھی ہیں علامہ نے مختلف رنگ و بو کے گلستان سے گل چینی کی۔ علامہ کے ذہن کو تنوع پسند جدت طراز حقائق دوست ان کی فطری صلاحیتوں کے علاوہ ان کے اساتذہ کے گوناگوں افکار و آراء نے بھی بنایا ان کے اساتذہ میں مختلف مکاتب فکر کے ماہرین تھے۔ اساتذہ میں خاندانی اساتذہ کے علاوہ تاجدار حکمت و فلسفہ خواجہ نصیرالدین طوسی بھی تھے۔ اس کا ذکر علامہ نے مقدمہ کشف المراد شرح تجدید اعتقاد میں فرمایا ہے۔

سید جمال‌الدین احمد ابن طاؤس علوی اور ان کے بھائی سید رضی‌الدین علوی، شیخ میثم ابن علی ابن میثم بحرانی اور حسن بن علی بن سلیمان بحرانی بھی آپ کے اساتذہ میں تھے۔

اہلسنت حضرات میں نجم‌الدین، علامہ کا تبی قزوینی شافعی سے بھی آپ کو تلمذ حاصل تھا علامہ محمد ابن محمد ابن احمد متکلم فقیہ شافعی اور شیخ برہان‌الدین نسفی اور شیخ عزیزالدین فاروقی اور تقی‌الدین عبد اللہ ابن جعفر ابن علی کوفی بھی علامہ کے استاد تھے۔

عہد افادیت :۔ علامہ کی تعلیم و تربیت سے دلچسپی سے کون واقف نہ ہوگا۔ موصوف نے تشنگان علم کی سیرابی کے لیے

علم و فن کے دریا بہا دیئے ۔ آپ کے حلقۂ درس میں بڑی نمایاں شخصیتیں نظر آتی ہیں ۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں ۔

۱ ۔ سید مہنا ابن سنان مدنی (علامہ نے حلہ میں سنہ ۷۰۲ھ میں ان کو اجازہ دیا) ۲ ۔ علامہ کے فرزند فخرالدین محمد (۳ ۔ ۴) آپ کے دونوں بھانجے سید عمیدالدین و سید ضیاءالدین حسینی ۵ ۔ سید جلیل احمد بن ابراهیم ابن محمد ابن حسن ابن زہرہ مجلسی ۶ ۔ قطب‌الدین رازی شارح شمسیہ ۷ ۔ شیخ رضی‌الدین ابوالحسن علی بن احمد مزیدی ۸ ۔ شیخ زین‌الدین ابوالحسن علی ابن احمد طراد مطاربادی ۹ ۔ سید تاج‌الدین حسن وغیرہ

آپ کے تلامذہ میں کیسے فاضل لوگ تھے اس کا اندازہ کچھ اس طرح ہوسکتا ہے کہ شہید اول اپنے وطن سے ہجرت کرکے آپ سے استفادہ کے لیئے حلہ تشریف لے گئے لیکن اس وقت پہنچے جب علامہ کی وفات ہو چکی تھی شہید کو بہت ہی افسوس ہوا انہوں نے بطور تبرک علامہ کے صاحبزادے شیخ فخرالدین سے استفادہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں انیس بیس کا فرق تھا۔ شیخ فخرالدین نے خود فرمایا ہے ۔

استفدت منه اکثر مما استفادمنی

تخلیقات :۔ علامہ کی کتابوں کی فہرست اور مطالب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے تحقیقات اور تخلیقات کے کیسے کیسے چمن کھلائے ہیں۔ کسی ایک فقہ پر مجتہدانہ

عبور آسان بات نہیں چہ جائیکہ تمام فقہی مکاتب کا جائزہ لیا جائے۔ لیکن علامہ نے یہ کام کیا اور سب کے افکار و آراء کا تقابلی مطالعہ کیا اور اپنا قول فیصل درج کیا۔

علامہ کی کتاب منتہی المطالب فی تحقیق المذہب، فقہی دنیا کا ایک شاندار کارنامہ ہے۔ تہذیب النفس فی معرفتہ المذاہب الخمس، بھی اپنی نوعیت کی اہم کتاب ہے، مختلف الشیعہ کی بڑی تحقیقی اہمیت ہے، الدروالمرجان فی احادیث الصحاح و الحسان، استقصاء الاعتبار مصابیح الانوار وغیرہ

تصانیف پر بعض تنقیدیں :۔ علامہ کی تصانیف پر کچھ لوگوں نے غلط فہمی سے اور کچھ نے تعصب و عناد سے اعتراض بھی کئے ہیں۔ اور ان کے بعض نقائص کی طرف اشارہ کیا ہے مثلاً یہ کہ وہ زود تالیف تھے اس لیے ان کی کتابوں میں کچھ سقم رہ جاتا تھا۔ کوئی کتاب تالیف کرتے وقت سرسری طور پر جو رائے اختیار کرتے لکھ دیتے۔ اس کے بعد جب دوسری کتاب لکھتے اور وہی مسئلہ پھر سامنے آتا تو یہ یاد نہ رہتا کہ اس سے پہلی کتاب میں کیا رائے اختیار کی تھی۔ اس لئے ان کے فتاوی میں ثبات و قرار نہ رہا اور فتوے مختلف ہوگئے اور حریفوں کو نکتہ چینی کا موقع مل گیا۔ (لولورة البحرین) لیکن اس الزام کا کوئی علمی وزن نہیں ہے۔ مزید مصادر پر اطلاع یا دلائل پر نظر کی وجہ سے علماء و فقہاء کی تصانیف میں اختلاف رائے اور اختلاف فتاوی' کی کمی نہیں ہے تجدید

نظر کی وجہ سے خود ایک فقیہ کی رائے میں اختلاف ہونے کی مثالیں بے شمار ہیں۔ تحقیق ضمیر و ذہانت کا معاملہ ہے۔ استفراغ وسعت اور پوری کوشش کے بعد بھی کبھی کبھی حقیقت کے چہرے سے نقاب نہیں اُٹھتی۔ محقق و فقیہ پوری کوشش کے بعد جس نتیجہ سے مطمئن ہوتا ہے اسے اختیار کرتا ہے پھر اس پر ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی رائے صحیح نہ تھی تو وہ دوسری رائے اختیار کرلیتا ہے۔ علامہ تلاش حقیقت کو ایک مقدس عمل سمجھتے تھے تجدید نظر کے بعد اپنی غلطی کے اقرار میں کبھی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ انسان کی کمزوری یہ ہے کہ جب اس پر حق واضح ہوجاتے تو وہ لوگوں کے طعنہ کے ڈر سے اپنی غلطی کی صحت پر اصرار کرتا رہے۔ علامہ سے جری و محقق سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنی غلطیوں پر پردہ ڈال کر لوگوں کو گمراہی میں مبتلاء رکھتے۔ وہ خدا کو حاضر و ناظر سمجھتے تھے ان کا ضمیر روشن تھا۔ ان کا ہر قدم احتیاط کے ساتھ اٹھتا تھا۔ ان کی احتیاط کی حالت یہ تھی۔ کہ انہوں نے وفات کے وقت اپنے فرزند شیخ فخرالدین سے وصیت فرمائی کہ میری نمازوں، روزوں اور حج کی میرے بعد قضا کی جائے۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ علامہ بغیر کافی تحقیق کے سلف کا اتباع کرتے تھے۔ «خلاصۃ الرجال» سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے رجال شیخ نجاشی، اور رجال شیخ طوسی سے بعینہ عبارتیں نقل کرلی ہیں۔ دوسری کتابوں کا بھی یہی حال ہوگا۔ لیکن یہ فضول سی بات ہے۔ «خلاصۃ الرجال» میں نجاشی و شیخ طوسی

کی بعض عبارتوں کا اقتباس قابل اعتراض بات نہیں ہے کتب رجال کی یہی روش ہے ۔ جن آراء میں اتحاد ہوتا ہے انہیں نقل کرایا جاتا ہے اگر مسامحہ ہوتا ہے یا رائے میں اختلاف ہوتا ہے تو اسے لکھ دیا جاتا ہے ۔

علامہ کے وقت سے اج تک کتب اجال کی یہی روش ہے۔ اخباری علامہ کے بڑے مخالفت تھے ۔ اخباریوں کے سر خیل محمد امین استرابادی نے " فوائد مدنیہ " کے آخر میں علامہ پر بڑی تنگدلی سے حملے کئے ہیں ۔ علامہ کی اجتہادی کتابیں اخباریت کی جڑیں اکھیڑ دیتی ہیں ۔ اس لئے اخباریوں نے بڑی دردی کے ساتھ طنز و تعریض سے کام لیا ۔ محمد امین نے تہذیب الاصول پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ مختصر صاجی کا اختصار ہے اور وہ احکام آمدی ' کا اختصار ہے اور " احکام آمدی " " محصول رازی " کا اختصار ہے جو کہ محمد ابوالحسن بصری تکلم معتزلی کا اختصار ہے اس اعتراض کا مقصد یہ ہے کہ علم اصول فقہ کے مسائل علامہ نے دوسرے مکاتب فکر سے قبول کئے ہیں ۔ یہ خیال نا واقفیت پر مبنی ہے ۔ علامہ حلی سے پہلے شیخ طوسی کی کتاب اصول فقہ میں موجود تھی ۔ جو کہ ابوالحسن بصری کے معاصر تھے شریف مرتضےٰ کی کتاب " الذریعہ " اجد شیخ مصنید کی کتاب بھی موجود تھی یہ دونوں حضرات ابوالحسن بصری ، کے مقدم ہیں ۔ پھر یہ کہنا کہ علامہ نے غیر شیعی مصادر کو اپنا منبہ بنایا ہے کیا علامہ پر تہمت نہیں ہے ؟

علامہ حلی مسلم مکاتت فکر کی نظر میں :۔

کمال جب اپنے عروج پر پہنچ جاتا ہے تو اس کی تہدید

بسا تعارف میں فکر و نظر کو کافی دشواری محسوس ہوتی ہے۔ اس کا کچھ اندازہ صدیوں میں علامہ کے تعارف کی کوششوں سے ہوسکتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ان کے اوصاف اتنے زیادہ اور معروف ہیں کہ انکا ذکر کرنا ہمارے مقدور میں نہیں۔ انکا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے کہ ان کے اوصاف کا احاطہ نہیں ہو سکتا مگر نا ممکن کی وجہ سے ممکن کو نہیں چھوڑا جاتا۔ کسی نے اوصاف کی ایک قطار کھڑی کرکے سیرت کی عکاسی چند خطوط سے کی، کسی نے بے نظیر کہا۔ کسی نے تشبیہوں اور استعاروں سے ان کی عظمت کا اظہار کیا۔ کسی نے علامہ عالم فخر نبی آدم کہا۔ ہمارا شاہین فکر فضا کی آخری حد میں داخل ہوگیا۔ کسی نے ذہن کی ذکاوت کی ثنا و صفت کی کسی نے علم کی۔ کسی نے وسعت علم کی کسی نے جامعیت کے بعد کسی نے تقویٰ کی۔ ذہن کی اس شدید تگ ورد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک غیر معمولی انسان کے صفات ظاہری و باطنی کی تصویر کشی میں۔ مصور اپنی برکاری سے مطمئن نہیں ہے۔ علامہ حلی کے بارے میں چند علماء کے تعارف کے اقتباسات سامنے رکھے جاتے ہیں تاکہ مختلف تعبیرات سے ممدوح کی شخصیت کی گہرائی و جامعیت اور وسعت کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

(۱) علامہ حسن ابن داؤد (مولود ۶۴۷ ھ) نے علامہ کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

" شیخ الطائفہ علامہ دھر، صاحب تحقیق و تدقیق، کثیر

التصانیف، معقول و منقول میں مرجع امامیہ تھے» (اعیان الشیعہ علامہ محسن امین آملی ۲۸۲ -)

قاضی نوراللہ شوستری :-

«حامئی بیضۂ دین ماحی آثار مفسدین، ناشر ناموس ہدایت کا سرناقوس غوایت، متمم قوانین عقلیہ، حاوی اصالیب فنون نقلیہ، محیط دائرہ درس و فتویٰ، مرکز دائرۂ شرع و تقویٰ- مجدد مآثر شریعت مصطفویہ، مجدد جہات طریقہ مرتضویہ» (مجالس المومنین) -

علامہ حرّ عاملی :-

«حسن ابن یوسف، فاضل، عالم، محقق، مدقق، ثقہ، فقیہ، محدث، متکلم ماہر، جلیل القدر عظیم الشان، رفیع منزلت، علوم و فنون عقلیات و نقلیات میں بے نظیر، ان کے فضائل و مناقب لاتحصیٰ، عامہ و خاصہ کی بڑی جماعت سے تحصیل کی»

مرزا عبداللہ آفندی :-

«عامل، فاضل، کامل، شاعر، ماہر علامہ علماء، فہامہ فضلاء استاد الدنیا علامہ مطلق، علم و فہم میں مشہور آفاق فرقہ امامیہ پر ان کے تدریسی و بیانی و تالیفی حقوق بہت ہیں- جامع انواع علم تھے اقسام علوم کے مصنف تھے- حکیم، متکلم، فقیہ، محدث اصولی و ادیب و شاعر و ماہر تھے انہوں نے ہر فرقہ کے علماء سے استفادہ کیا- ہر فرقہ میں ان کے شاگرد تھے»

فاضل تنکابنی (مرزا محمد م ۱۳۰۲ھ) :-

«مرکز دائرہ شرع متین قطب کرۂ دین مبین، منتہائے فضائل

اولین و آخرین ۔ موسس قواعد ارباب دین، تذکرہ خواطر مومنین، تبصرہ مہدیین مسالک منہاج یقین، منہاج کرامت اکرمین »

بحر العلوم سید مہدی طبا طبائی :-

« علامہ عالم، فخر بنی آدم، شان کے لحاظ سے علماء میں اعظم »

شیخ عبداللہ مامقانی :-

« علماء کا اتفاق ہے تمام علوم و فنون میں ان کا علم وافق تھا ۔ زور تصنیف تھے، اخباریوں کے دلوں پر پتھر سے زیادہ بار تھے ۔ »

شیخ الا سلام علامہ ابن حجر عسقلانی :-

« علامہ حلی علوم عقلی کے ماہر تھے ۔ علوم حکمت میں صاحب تصانیف تھے ۔ ان کی تصانیف مشہور ہوئیں ۔ علماء کی ایک جماعت ان کے حلقہ درس سے نکلی، مختصر ابن حاجب کی بے حد حسین شرح کی، فقہ امامیہ پر کتابیں لکھیں، آئمہ شیعہ کی امامت پر ایک کتاب لکھی ۔

طہارت

پانی کے اقسام

پانی کی دو قسمیں ہیں: (۱) آب مطلق۔ (۲) آب مضاف

(۱) آب مطلق: یعنی خالص پانی۔

(۲) آب مضاف: جس کو فقط پانی نہ کہہ سکیں (بلکہ کوئی دوسری لفظ[1] بھی ساتھ میں آئے)

آب مطلق خود بھی پاک ہے اور دوسری نجس چیزوں کو بھی پاک کرتا ہے نجاست کے گرنے کے اعتبار سے احکام کی نوعیت کی بنیاد پر اس کی چند قسمیں[2] ہیں۔

آب جاری، جیسے دریا[3]، چشمہ[4] وغیرہ کا پانی،

۱۔ جیسے گلاب کا پانی۔ اگرچہ آب خالص کے ساتھ بھی دوسری لفظوں کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کنویں کا پانی، دریا کا پانی، لیکن یہ نسبت ماہیت کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ ظرف کے اعتبار سے ہے۔

۲۔ ۱۔ آب جاری، ۲۔ آب راکد، ۳۔ آب چاہ، ۴۔ آب باران، ۵۔ آب قلیل۔

۳۔ نہر اور دریا کے کنارہ پر جو پانی کسی جگہ ٹھہر جائے اور اس کا اتصال دریا سے ہو تو اس ٹھہرے ہوئے پانی کا بھی وہی حکم ہے جو آب جاری کا ہے۔

۴۔ اور ایسا چشمہ بھی جو جاری نہیں ہے۔ لیکن اس حالت میں ہے کہ اگر اس سے کچھ پانی لے لیں تو پھر برابر ہو جائے اور کمی کا احساس نہ ہو وہ بھی آب جاری کے حکم میں ہے۔

جب تک نجاست سے اس کا رنگ بو اور مزہ نہ بدل جائے۔ نجس نہیں ہوتا۔ اگر ان میں سے ایک چیز (رنگ، بو، یا مزہ) بدل جائے تو اسی قدر پانی نجس ہوگا۔ جس قدر متغیر ہوا ہے۔ آس پاس کا پانی نجس نہیں ہوگا۔

بارش کا پانی:

اس کا حکم بھی وہی ہے جو آب جاری کا ہے۔ اور آب حمام بھی اسی حکم میں ہے۔ بشرطیکہ حمام کے لئے کوئی[1] مادہ (خزانہ) ہو۔

آب راکد:

(ٹھہرا ہوا پانی) جیسے حوض کا پانی اور برتنوں کا پانی اگر اس کی مقدار ایک کر ہے[2] تو نجاست کے ملنے سے اس وقت تک نجس نہیں ہوگا جب تک تینوں صفتوں (رنگ، بو، مزہ) میں سے کوئی ایک صفت نہ بدل جائے۔

پانی کو پاک کرنے کا طریقہ:

نجس پانی میں اگر ایک دم[3] ایک کر پانی ڈال دیا جائے اور تغیر ختم ہو جائے تو پانی پاک ہو جائے گا۔

---

۱ - یعنی وہ پانی جو حمام کے چھوٹے حوضوں میں کر سے کم ہوتا ہے، اگر وہ پانی کے کسی ذخیرہ سے متصل ہو تو نجاست کے ملنے سے نجس نہیں ہوتا۔

۲ - یعنی ایک درمیانی انسان کے ہاتھ کے حساب سے ساڑھے تین بالشت لمبائی ساڑھے تین بالشت چوڑائی، اور ساڑھے تین بالشت گہرائی میں سما جانے والا پانی۔

۳ - ایک دم، کا مطلب یہ ہے کہ سلسلہ منقطع نہ ہونے پائے۔ ورنہ بیک وقت پورا پانی ڈالنا تو ممکن ہی نہیں ہے م-م

آب چاہ

کنویں کا پانی اگر نجس ہو جائے اور اس کی تینوں صفتوں میں سے کوئی ایک صفت بدل جائے تو اتنا پانی کھینچنے سے پاک ہوجائے گا جس سے تغیر ختم ہو جائے۔ اگر کوئی صفت نہ بدلے تو پانی نجس نہیں ہوگا۔

بعض علماء کے فتویٰ کے مطابق کنویں کا پانی نجاست کے ملتے ہی نجس ہو جاتا ہے اس نظریہ کے مطابق مختلف نجاستوں کے گرنے سے مختلف مقدار میں پانی کھینچنے پر کنویں کا پانی پاک ہوتا ہے تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) نشہ آور چیز جو سیال بھی ہو (جیسے شراب، جو کی شراب) اور دوسری نجس چیزیں جیسے منی، خون حیض، خون استحاضہ، خون نفاس گرجائے یا اونٹ گرکر مرجائے تو تمام پانی کھینچنا چاہیے[۱]۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ صبح سے لیکر شام تک چار آدمی دو دو کرکے پانی کھینچے

(۲) گدھا، گائے اور انکے برابر کے جانور کے لئے۔۔ایک کر

(۳) آدمی مرجائے .... ستر ڈول

(۴) خون کثیر (خون حیض، خون استحاضہ، اور نفاس کے علاوہ) ——————————— پچاس ڈول

---

۱ - اس طرح کہ سلسلہ نہ ٹوٹنے پائے

(۵) خشک پاخانہ یا خون قلیل ـــــــــــ دس ڈول

(۶) پرندہ مرجائے ، چوہا مر کر پھٹ جائے یا پھول جائے ۔ یا اس بچہ کا پیشاب گر جائے جو شیر خوار نہو (صبی) یا وہ شخص نہا لے جسپر غسل جنابت واجب ہو لیکن بدن پر منی نہو یا کتا گر کر زندہ نکل آئے ـــ سات ڈول

(۷) پرندہ کی بیٹ کے لئے ـــــــــــ پانچ ڈول

(۸) چوہے اور سانپ کے لئے ـــــــــــ تین ڈول

(۹) چڑیا ، اس کے مثل دوسرے پرندے کے مرجانے پر اور شیرخوار بچہ کے پیشاب گرنے پر ـــــــ ایک ڈول

نوٹ :۔ مصنف کے نزدیک یہ تمام تفصیلات مستحب ہیں ۔

جانوروں کے بدن سے چھو جانے والا پانی پاک ہے ۔ بشرطیکہ وہ جانور کتا سور (کافر) نہوں

آب مضاف[1] :۔ کسی چیز سے نچوڑا ہوا پانی ـــ جیسے پھول وغیرہ کا رس ـــ یا خالص پانی کسی چیز سے اتنا مل جائے

---

۱ ۔ اگر آب مضاف نجس ہوجائے تو اس میں آب کر یا اس قدر آب جاری مل جائے کہ اسے آب مضاف نہ کہا جاسکے تو اس کی نجاست ختم ہوجاتی ہے وہ پانی جو آب مطلق تھا اس کے بارے میں معلوم نہو کہ مضاف ہوا یا نہیں اس کا حکم آب مطلق کا ہے یعنی اس سے وضو اور غسل کرنا صحیح ہے اس کے برعکس وہ پانی جس کے بارے میں

[بقیہ صفحہ ۵]

کہ اسے خالص پانی نہ کہ سکیں۔ یہ تھوڑی سی نجاست ملنے پر بھی نجس ہوجاتا ہے۔ اس سے غسل یا وضوء وغیرہ کرنا اور نجاست کا دور کرنا جائز نہیں ہے خواہ آب مضاف پاک ہی کیوں نہو

وضوء :۔

اسباب وضوء۔ مندرجہ ذیل اسباب سے وضوء واجب ہوتا ہے

(۱) پیشاب (۲) پاخانہ (۳) نیند (جس میں سننا اور دیکھنا موقوف ہو جائے) (۴) بیہوشی (۵) جنون (۶) نشہ (۷) استحاضۂ قلیلہ

[باقی صفحہ ۴]

یہ معلوم ہو کہ وہ مضاف تھا لیکن اس کا علم نہو کہ وہ آب جاری وغیرہ سے مل کر آب مطلق ہو گیا یا نہیں اسے آب مضاف ہی سمجھا جائیگا یعنی اس سے نہ تو کوئی چیز پاک کیجاسکتی ہے اور نہ وضوء اور غسل کیا جاسکتا ہے۔

جس پانی کے بارے میں یہ معلوم نہو کہ وہ مطلق ہے یا مضاف تو اس سے نہ تو نجاست کو دور کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی غسل اور وضوء کیا جا سکتا ہے البتہ اگر وہ کر ہے یا اس سے زیادہ ہے اور اس میں نجاست گر جاتی ہے تو اسے نجس قرار نہیں دیا جائیگا — وضوء اور غسل تو اس لئے نہیں کرسکتے کہ اس کے آب مطلق ہونے کا یقین نہیں اور نجس اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ اس کے مضاف ہونے کا یقین نہیں۔ م

کیفیت وضوء :- وضوء میں کچھ چیزیں واجب ہیں اور کچھ مستحب

واجبات وضوء (۱) نیت - منہ دھوتے وقت قصد قربت کے ساتھ وضوء کا ارادہ کرنا (اگر وضوء کے واجبی اجزاء کے ساتھ مستحب اجزاء بھی بجالا رہا ہے یعنی گٹوں تک ھاتھ دھونا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا) تو گٹوں تک ھاتھ دھوتے وقت بھی نیت کیجاسکتی ہے - نیت پر وضوء کے اختتام تک برقرار رھنا ضروری ہے -

(۲) منہ دھونا :

لمبائی میں سر کے بالوں کے اگنے کی جگہ سے ٹھڈی تک اور چوڑائی میں وہ حصہ جو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان آجائے، اس کا[۱] دھونا -

---

۱ - اگر کسی شخص کا ھاتھ معمول سے چھوٹا یا بڑا ہو اسے دیکھنا چاھئے کہ عام طور سے لوگ کتنا چہرہ دھوتے ہیں- ایسے ہی اگر کسی شخص کی پیشانی پر بال اُگے ہوں یا پیشانی کے اوپر بھی بال نہ ہو تو اسے دیکھنا چاھئے کہ عام طور سے لوگوں کی پیشانی کتنی ہے، وہ شخص اس حساب سے اپنی پیشانی دھوئے گا -

اگر بالوں کے نیچے کھال نظر آرھی ہو تو کھال کا دھونا واجب ہے لیکن اگر بال گھنے ہوں تو بالوں کا دھونا ہی کافی ہے کھال تک پانی پہونچانا ضروری نہیں- اگر بہ تعین کرنے

[بقیہ صفحہ ۷ پر]

(۳) دونوں ھاتھوں کا کہنیوں سے انگلیوں کے سرے تک دھونا۔

ھاتھوں کے دھونے میں ابتداء کہنی کی طرف سے کرکے انگلیوں تک دھونا ضروری ھے انگلیوں سے کہنی کی طرف پانی لے جانا جائز نہیں ھے[1]

[صفحہ ٦ کا بقیہ]

میں دشواری ھو کہ کھال ظاھر ھے یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ھے کہ بالوں کو دھوئے اور پانی کو کھال تک بھی پہونچائے۔

ناک کا اندرونی حصہ اور لب و چشم کے وہ اندرونی حصے جو ھونٹ یا آنکھ بند کرنے پر دکھائی نہیں دیتے ان کا دھونا واجب نہیں ھے۔

۱۔ یہ یقین حاصل کرنے کے لئے کہ کہنی پوری دھل گئی ھے۔ ضروری ھے کہ کہنی کے کچھ اوپر سے پانی ڈالا جائے۔ جس شخص نے چہرہ اور کہنیوں تک ھاتھ دھونے سے پہلے تین بار گٹوں تک ھاتھ دھوئے ھوں۔ اس کے لئے ضروری ھے کہ کہنی تک ھاتھ دھوتے وقت بھی گٹوں کو دھوئے۔ گٹوں کو چھوڑ دینے سے وضو باطل ھو جائے گا۔

وضو کرنے میں چہرہ اور دونوں ھاتھوں کا ایک مرتبہ دھونا واجب ھے اور دوسری مرتبہ مستحب لیکن بائیں ھاتھ کے لئے احتیاط واجب یہ ھے کہ دوسری مرتبہ نہ دھوئے — ان چیزوں کو تیسری بار دھونا حرام ھے۔

۴ - سر کا مسح[1] :

یعنی سر کے اگلے حصے کا مسح۔ یہ ہاتھ کی بقیہ تری سے کرنا چاہئے۔ نیا پانی لینا جائز نہیں ہے۔ الٹا مسح بھی جائز ہے۔ یعنی سر کے اگلے حصہ پر اس طرح بھی مسح کیا جاسکتا ہے کہ انگلیاں پیشانی کی طرف آئیں۔ لیکن احتیاط[2] یہ ہے کہ الٹا مسح نہ کرے۔

۵ - دونوں پاؤں کے اوپری حصہ کا مسح :

انگلیوں کے سرے سے لے کر قدموں کی بلندی تک مسح کرنا۔ الٹا مسح بھی جائز ہے لیکن احتیاطاً نہ کرنا چاہئے۔

۶ - ترتیب :

جو ترتیب بیان کی گئی ہے اسی کے مطابق وضو کرنا چاہئے (ترتیب بدلنے پر وضوٗ باطل ہو جائے گا)۔

۷ - موالات :

بغیر کسی تاخیر کے مسلسل (پے در پے) افعال وضوٗ کا

---

۱ - ضروری نہیں ہے کہ مسح کھال کے اوپر ہی ہو بلکہ بالوں پر بھی مسح کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ بال حد سے سے آگے نہ بڑھے ہوں۔ اگر بال اتنے بڑے ہیں کہ سر کے دوسرے حصے تک پہونچتے ہوں تو بالوں کی جڑوں میں مسح کرنا چاہئے۔ یا مانگ نکال کر سر کی کھال پر مسح کرنا چاہئے۔

۲ - آقائے حکیم کے نزدیک اس احتیاط کی ضرورت نہیں ہے۔

بجا لانا بھی راجت ہے۔ (اتنی دیر لگانا کہ یہ نہ معلوم ہو کہ وضو کر رہا ہے اس سے وضوؤ باطل ہو جائے گا۔

مستحبات:

۱ - اگر انسان سونے یا پیشاب کرنے کے بعد وضو کرے تو پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے[۱] سے پہلے گٹوں تک ہاتھ دھونا۔

۲ - پاخانے کے بعد وضو کرنے سے پہلے دو بار ہاتھ دھونا اگر غسل جنابت کررہا ہے تو تین بار۔

۳ - پانی کا برتن داھنی جانب رکھنا[۲]۔

۴ - بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا۔

۵ - تین مرتبہ کلی کرنا۔

٦ - تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا۔

۷ - جن اعضاء کا وضو میں ایک مرتبہ دھونا واجب ہے۔ ان کو دوبار دھونا (بائیں ہاتھ کے لئے یہ حکم نہیں ہے)۔

۸ - دونوں ہاتھوں کی پشت پر پانی ڈالنا۔

---

۱ - اس زمانے میں عرب برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی نکالتے تھے۔

۲ - اس سے مراد طشت وغیرہ ہیں۔ جن کو داھنی طرف رکھ کر وضو کیا جاسکتا ہے۔

مکروہات:

۱ - اعضائے وضو کو کپڑے سے خشک کرنا۔

۲ - وضو میں کسی دوسرے سے مدد لینا۔

محرمات:

کسی دوسرے کی مدد سے وضو کرانا[1]۔

متعلقہ مسائل:

۱ - بغیر وضو کے قرآن کے حروف کو چھونا جائز نہیں۔

۲ - اگر حدث کا یقین ہو اور طہارت میں شک ہو تو طہارت (وضو یا غسل یا تیمم) کرے گا۔

۳ - اگر وضو کے افعال میں سے کسی فعل کے بجا لانے میں شک ہو اور حالت وضو پر باقی ہو تو مشکوک فعل کو اور اس کے بعد کے افعل کو بجا لانے گا۔ اور اگر وضو کرچکا ہے تو اس شک کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

غسل

غسل:

اسباب غسل چھ ہیں اور انہیں کے نام سے یہ غسل منسوب ہیں (۱) جنابت، (۲) حیض، (۳) استحاضہ، (۴) نفاس، (۵) میت، (٦) مس میت۔

ان میں حیض، استحاضہ اور نفاس صرف عورتوں سے

---

۱ - جیسے کسی آدمی کو حکم دینا کہ وہ ہاتھ پر پانی ڈالے - م م

مخصوص ہے ، بقیہ تین غسل مرد ، عورت دونوں کے لئے مشترک ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر امور کے لئے غسل سنت ہے۔

جنابت :

۱ - منی کے خارج ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے۔

۲ - جماع سے واجب ہوتا ہے یعنی آلۂ تناسل قبل میں داخل ہو یا دبر میں ، مرد کے ساتھ جماع ہو یا عورت کے ساتھ ، انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

واجبات :

۱ - نیت - سر دھوتے وقت یا ہاتھ دھوتے وقت (غسل سے پہلے ہاتھوں کا دھونا مستحب ہے) اور آخر غسل تک اسی نیت پر باقی رہنا (یعنی ایسا نہ ہو کہ غسل کا کچھ حصہ بجا لاکر ارادہ بدل جائے)

۲ - بدن کا اس طرح دھونا کہ پہلے سر اور گردن کو دھوئے پھر بقیہ بدن کو دو حصوں میں تقسیم کرکے پہلے داہنا حصہ دھوئے اور پھر بایاں حصہ اس طرح کہ بدن کا کوئی حصہ خشک نہ رہنے پائے۔

۳ - تخلیل :

یعنی جو چیزیں پانی پہونچنے سے مانع ہوں۔ انہیں الگ کرنا جیسے انگوٹھی اور چھلہ وغیرہ۔ (اس طریقہ کو غسل ترتیبی کہا جاتا ہے)

دوسرا طریقہ

نیت کرکے پانی میں غوطہ لگانا۔ اس کو اصطلاح میں غسل ارتماسی کہا جاتا ہے۔

مستحبات:

۱ - استبراء یعنی غسل سے پہلے پیشاب کرنا۔
۲ - تین بار کلی کرنا۔
۳ - تین بار ناک میں پانی ڈالنا۔
۴ - کم سے کم ایک صاع یعنی ساڑھے تین سیر پانی سے غسل کرنا۔
۵ - چھلہ وغیرہ اگرچہ پانی کے جلد تک پہونچنے میں مانع نہ ہو تب بھی اسے اتار دینا۔

محرمات:

۱ - غسل سے قبل سورۂ ھائے عزائم (الم سجدہ، حم سجدہ، والنجم اور اقراء) کا پڑھنا۔
۲ - قرآن مجید کے حروف کو اور ان چیزوں کو چھونا جن پر اللہ کا انبیاء کا اور آئمہ کا نام لکھا ہو۔
۳ - مساجد میں داخل[1] ہونا البتہ مسجد میں سے ہوکر گزر جانا جائز ہے۔ لیکن مسجد حرام اور مسجد نبوی سے گذرنا بھی جائز نہیں۔
۴ - مسجد میں کوئی چیز رکھنا۔

---

۱ - آقای حکیم کے نزدیک مسجد میں سے حالت جنابت میں کوئی چیز اٹھا لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مکروھات :

۱ ۔ قرآن مجید کو چھونا اور اُٹھانا۔

۲ ۔ بغیر کلی کے کھانا پینا[1]

۳ ۔ بغیر وضو کے سونا اوو خضاب لگانا ۔

۴ ۔ سات آیات سے زیادہ پڑھنا[2]۔

حیض

سیاہ اور غلیظ خون جو سوزش اور گرمی کے ساتھ عورت کو نو برس کے سن سے پچاس برس (اگر عورت غیر قرشی ھے) یا ساٹھ برس (اگر عورت قرشی ھے) کی عمر تک ہر ماہ آتا ھے۔ اگر کسی عورت کو نو برس سے پہلے (خواہ قرشی ھو یا غیر قوشی) اور قرشی کو ساٹھ برس، غیر قرشی کو پچاس برس کے بعد کوئی خون آتا ھے۔ تو وہ خون حیض نہیں ھے۔

مدت :

حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ھوتی ھے۔ اس کے درمیان میں عادت کے مطابق خون

---

۱ ۔ آقائے حکیم کے نزدیک ناک میں پانی ڈالنے یا ھاتھوں کو دھو لینے سے بھی کراھت ختم ھوجاتی ھے۔

۲ ۔ بغیر غسل کئے ھوئے دوسری بار جماع کرنا بھی مکروہ ھے۔

حیض آتا ہے۔ اگر خون دس دن سے زیادہ آئے اور اس عورت کو مخصوص دنوں کی عادت ہو تو وہ عادت کے دنوں کی مدت کو زمانہ حیض قرار دے گی۔ اگر پہلے پہل خون دیکھا ہے۔ یا کوئی عادت مقرر نہیں ہے یا بھول گئی ہے تو اس صورت میں اگر خون کو پہچان سکتی ہے۔ تو پہچان پر عمل کرے گی اور اگر پہچان بھی نہیں سکتی تو ماں، بہن کی عادت پر عمل کرے گی۔

اگر ماں، بہن بھی نہ ہوں۔ تو ہمسنوں کی عادات پر، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہر ماہ میں حیض کے سات دن قرار دے گی۔ یا ایک ماہ میں تین دن اور دو مہینے میں دس دن۔

احکام............محرمات۔

۱ ۔ مسجدوں میں ٹھہرنا حرام ہے البتہ گذرنا جائز ہے۔ سوائے مسجد نبوی اور مسجد حرام (ان مسجدوں میں گزرنا جائز نہیں ہے)

۲ ۔ سورہ ہائے عزائم کا پڑھنا۔

۳ ۔ حروف قرآن مجید کا چھونا۔

۴ ۔ شوہر سے جنسی تعلق قائم کرنا۔

۵ ۔ اگر عمداً تعلق قائم کرلیا جائے تو مستحق سزا ہے اور کفارہ[1] دینا بھی واجب ہے۔

---

۱ ۔ عورت کے حیض کی مدت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ مثلاً کسی عورت کو چھ دن خون آتا ہے تو

[بقیہ صفحہ ۱۵ دیکھیئے]

۶ - نماز، روزہ اور ایسی طہارت جو[1] حدیث کو دور کرے - اور طواف و اعتکاف کا بجالانا، (البتہ نماز میت پڑھ سکتی ہے)۔

۷ - دوران حیض طلاق دینا۔

حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں ہے البتہ روزہ کی قضا واجب ہے۔

مکروہات:

۱ - سورۂ ہائے عزائم کے علاوہ قرآن پڑھنا۔

۲ - کاغذ یا قرآن مجید کی جلد کو چھونا یا اسے اٹھانا۔

۳ - خضاب لگانا۔

۴ - نہانے سے پہلے جنسی تعلق قائم کرنا (یعنی خون آنا بند ہوچکا ہو لیکن ابھی غسل نہ کیا ہو)۔

مستحبات:

۱ - ہر نماز فریضہ کے وقت وضوء کرکے جانماز پر

[باقی صفحہ ۱۴ کا]

دو دو دن کے تین حصے مقرر کئے جائیں گے۔ اگر شوہر پہلے حصہ میں یعنی شروع کے دو دن میں مقاربت کرتا ہے۔ تو اس کا کفارہ ہے۔ سونے کے ۱۸ چنے۔ دوسرے حصے کا کفارہ ہے۔ ۹ سنہرے چنے اور تیسرے حصے کا کفارہ ہے۔ ساڑھے چار سنہرے چنے۔ م - م

۱ - غسل وضوء، تیمم - م - م

بیٹھنا اور اتنی دیر ذکر خدا کرنا جتنی دیر نماز پڑھی جاتی ہے -

استحاضہ

یہ خون زیادہ تر زرد، ٹھنڈا اور پتلا ہوتا ہے ایام حیض اور نفاس کے بعد اور سن یاس کے بعد آتا ہے - اس کی تین قسمیں ہیں -

قلیلہ[1] - متوسطہ[2] - کثیرہ[3] -

۱ قلیلہ :-

خون تھوڑا ہے یعنی روئی پر ظاہر ہو لیکن اس میں سرایت نہ کرے اس صورت میں ہر نماز کے لئے روئی کا بدلنا اور وضوء کرنا واجب ہے[1] -

۲ متوسطہ :-

خون کی اتنی مقدار جو روئی کے اندر تک پہونچ جائے - لیکن کپڑے تک نہ پہونچے - ایسی حالت میں روئی کا بدلنا اور وضوء کرنا اور اسی کے ساتھ ساتھ نماز صبح کے لئے غسل کرنا واجب ہے[2] -

۳ خون کثیرہ :-

خون اتنا زیادہ ہو کہ کپڑے کو لگ جائے اس صورت میں روئی تبدیلی کے ساتھ ساتھ صبح کا غسل کرے اور ایک

---

۱ - تمام پیشاب کا دھونا بھی واجب ہے

۲ - چوبیس گھنٹے میں ایک بار غسل کرنا چاہئے

غسل ظہر اور عصر کے لئے اور ایک مغرب و عشاء کے لئے اور ظہر و عصر کی نمازیں ملاکر پڑھے اور مغرب و عشاء کی[1]۔

نفاس[2] :۔

ولادت کے ساتھ جو خون آتا ہے اُسے نفاس کہتے ہیں۔ کمی کی کوئی حد نہیں ۔ زیادہ سے زیادہ دس دن آتا ہے ۔ اس کے احکام وہی ہیں جو حائضہ کے ہیں ۔

غسل میت :

اس میں پانچ بحثیں ہیں ۔

۱ ۔ احتضار : (جانکنی)

جانکنی کے وقت میت کا منہ قبلہ کی طرف کر دینا واجب ہے اس طرح کہ مردہ چت لیٹا ہوا ہو اور اس کا

---

۱ ۔ اگر ظہر اور عصر کی نمازوں میں فاصلہ دے یا مغرب اور عشاء کی نماز میں فاصلہ دے تو ہر نماز کے لئے الگ الگ غسل کرنا ہوگا ۔ جس عورت کو استحاضہ متوسطہ یا کثیرہ آ رہا ہو اُسے وضوء بھی کرنا چاہئے اور غسل بھی۔ وضوء اور غسل میں سے کسی ایک کو بھی پہلے بجا لا سکتی ہے ترتیب کی شرط نہیں ہے ۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے وضوء کرے اور بعد میں غسل ۔ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا باطل ہے۔

۲ ۔ بچہ کی ولادت کے وقت بچہ کے پہلے حصہ کے اخراج کے وقت سے یہ خون شروع ہوتا ہے اس سے پہلے جو خون آئے وہ نفاس نہیں ہے ۔ نفاس کے لئے شرط نہیں ہے کہ بچہ کی تخلیق پوری ہو چکی ہو ۔ اگر خون دس دن سے زیادہ آجائے تو وہ نفاس نہیں ہے بلکہ خون استحاضہ ہے ۔

منہ اور پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں (مرنے والا) چاہے مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بزرگ، سب کے لئے یہی حکم ہے[۱]

مستحبات:

(۱) تلقین شہادتین۔ (۲) آئمہ کا اقرار۔ (۳) کلمات فرج (دعائیہ کلمات) پڑھنا۔ (۴) قرآن مجید پڑھنا (۵) آنکھوں کو اور منہ کو بند کر دینا۔ (٦) ہاتھوں کو سیدھا کرنا۔ (۷) مومنین کو اطلاع دینا۔ (۸) غسل اور کفن میں جلدی کرنا (اگر موت میں شبہ ہو تو جلدی نہ کرنا چاہئے)۔

مکروہات:

۱ - جنب اور حائضہ کا اس کے قریب آنا۔

۲ - اس کی پیٹھ پر لوہا رکھنا۔

۳ - زیادہ باتیں بنانا۔

۲ غسل:

میت کے لئے تین غسل واجب ہیں۔

---

۱ - اگر قبلہ کے طرف لٹانا ممکن نہ ہو تو جس قدر قبلہ رخ کرنا ممکن ہو اسی قدر لٹا دیا جائے۔ اگر لٹانا بالکل نا ممکن ہو تو قبلہ رو بٹھا دیا جائے۔

اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو داھنی یا بائیں کروٹ سے لٹا دیا جائے اور چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے۔ مرنے والے کو قبلہ رو کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اگر ممکن ہو تو خود مرنے والے سے اجازت لی جائے ورنہ اس کے وارثوں سے اجازت لی جائے۔

۱ - آب سدر[1] (بیری کے پتوں) سے ۲ - آب کافور[2] سے ۳ - آب خالص سے

تینوں غسل، غسل جنابت کی طرح دیئے جائیں گے - اگر میت کی کھال پھٹنے کا خوف ہو تو تیمم کرا دیا جائے گا -

آداب غسل :-

غسل دینے والے کو چاہئے کہ داھنی طرف کھڑا ہو اور اس کے پیٹ کو پہلے در غسلوں میں تھوڑا سا دبائے - (اگر میت حاملہ ہے تو پیٹ کو نہ دبانا چاہئے -)

مستحبات :-

۱ - ذکر خدا کرنا ۲ - میت کے لئے طلب مغفرت

---

۲ - ۳ - سدر اور کافور نہ اتنے زیادہ ہوں کہ غسل کے پانی کو مضاف بنادیں اور نہ اتنے کم ہوں کہ سدر اور کافور ملنے کا اطلاق نہ ہوسکے

سدر اور کافور جس قدر لازم ہیں اگر اتنے مہیا نہ ہو سکیں تو جس قدر مہیا ہوں اتنا ہی پانی میں ملا دینا چاہئے - اگر یہ دونوں چیزیں یا ان میں سے ایک مہیا نہ ہوسکے یا مہیا تو ہوں لیکن استعمال جائز نہ ہو (غصبی ہوں) تو جو چیز مہیا نہ ہو اس کے بدلہ آب خالص سے غسل دینا چاہئے۔

۴ - ضروری ہے کہ غسل دینے والا مسلمان، اثناعشری، بالغ اور عاقل ہو - اگر نابالغ ہے تو مسائل غسل سے واقفیت رکھتا ہو

غسل دینے میں نیت قربت ہو - ہر غسل کے لئے الگ الگ نیت ہو۔

کرنا۔ ۳۔ پانی کے لئے ایک گڑھا تیار کرنا ۴۔ سایہ کے نیچے غسل دینا۔ ۵۔ میت کو قبلہ رو لٹانا۔ ۶۔ میت کے جسم کو بیری کے پتے کے کف سے دھونا ۷۔ شرمگاہ کو اشنان سے دھونا۔

مکروہات :۔

۱۔ میت کو بٹھانا۔ ۲۔ ناخن کاٹنا ۳۔ بالوں میں کنگھی کرنا

محرمات :۔

۴۔ کافر اور اس کی اولاد کو غسل دینا۔ ۵۔ مرد کا عورت کو غسل دینا اور عورت کا مرد کو البتہ زوجہ اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔ ۶۔ میت کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا۔ لیکن اگر کوئی شخص نظر ڈالے تو گنہگار ہوگا۔ البتہ غسل صحیح ہے۔ ۷۔ غسل کی اُجرت لینا۔

۳۔ کفن :۔

واجبات۔ میت کو تین کپڑوں کا کفن دینا واجب ہے۔ ۱۔ لنگ[1] ۲۔ پیراھن ۳۔ سر سے پاؤں تک کی چادر جس کو لفافہ بھی کہتے ہیں۔[2]

۱۔ لنگ اتنی بڑی ہو کہ ناف سے رانوں تک بدن کو چھپالے بہتر یہ ہے کہ سینہ سے پیر تک ہو

۲۔ اس کی لمبائی اس قدر ہو کہ اس کو دونوں طرف باندھا جاسکے اور چوڑائی میں اس قدر ہو کہ ایک طرف کا حصہ دوسری طرف پہنچ جائے۔

اعضائے سجدہ یعنی دونوں ہتھیلی، دونوں گٹے اور پیشانی اور پاؤں کے انگوٹھوں پر کافور ملنا واجب ہے[1]

مستحبات:

(۱) مرد کے لئے برد یمانی جس پر سونے کے نقش نہ ہوں (۲) ران پیچ (۳) عمامہ (جس میں تحت الحنک ہو) کا اضافہ کرنا مستحب ہے۔

عورت کے لئے سینہ بند اور ایک چادر، عمامہ کے بدلہ میں مقنع کا اضافہ کرنا سنت ہے۔

مستحب ہے کہ کفن[2] روئی کے کپڑے کا ہو اور سفید ہو، کفن کو ضریرہ (ایک خوشبو) سے معطر کرنا۔

جریدتین یعنی کھجور یا بیری کی دو شاخیں کفن میں رکھنا، سینہ بند، پیراهن اور لفافہ پر میت کا مع ولدیت اور اس کے عقائد کے لکھنا۔

---

۱ - اگر کافور مہیا نہ ہو یا مقدار میں اتنا کم ہو کہ اس سے غسل نہ ہوسکے تو حنوط لازم نہیں ہے اگر اتنا کافور ہے کہ غسل سے زیادہ ہے۔ لیکن ساتوں اعضاء کے لئے کافی نہیں ہے تو پیشانی پر ملنا چاہئے اس کے بعد جتنا بچے دوسرے اعضاء پر ملے۔

۲ - عورت کا کفن شوہر پر واجب ہے۔ خواہ عورت خود مالدار کیوں نہ ہو، میت کا کفن اس کے ترکہ میں سے لینا چاہئے۔

مکروہات :

(۱) سیاہ کپڑے کا کفن دینا ۔ (۲) آنکھوں اور کانوں پر کافور رکھنا اور عطر لگانا ۔

۴ ۔ نماز میت :

ہر مسلمان میت پر یا اس میت پر جو مسلمان کے حکم میں ہو (جیسے چھ برس سے زیادہ کا مسلمان کا بچہ) نماز میت پڑھنا واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت ۔

اگر بچہ چھ برس سے کم کا ہے تو اس کی میت پر نماز پڑھنا سنت[1] ہے مستحب ہے کہ میت کی میراث کا جو زیادہ حقدار ہے وہی نماز پڑھے ۔

کیفیت نماز :

نماز کی نیت کے بعد پانچ تکبیریں کہے اور ان کے درمیان چار دعائیں پڑھے ۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد شہادتیں پڑھے اور شہادتیں کی صورت اختصار یہ ہے :

اشہد ان لاالہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ

دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھے ۔ تیسری تکبیر کے بعد مومنین کے لئے دعا کرے چوتھی تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کرے بشرطیکہ مومن کی میت ہو ۔

---

۱ ۔ وہ بچہ جو مردہ پیدا ہوا ہو اس پر نماز پڑھنا مستحب بھی نہیں ہے ۔

اگر بچہ ہے تو خدا سے دعا کرے کہ اس بچہ کو اس کے ماں، باپ کے لئے باعث ثواب قرار دے۔

اگر میت کے بارے میں واقفیت نہ ہو تو دعا کرے کہ خدا اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ کرے جن کو وہ پیشوا سمجھتا ہے۔

پانچویں تکبیر کہہ لینے کے بعد جنازہ اُٹھا لیا جائے[1]۔

---

۱ - نماز میت کا ماثور طریقہ یہ ہے:

نیت کے بعد تکبیر کہے اور یہ پڑھے: «اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ ارسلہ بالحق بشیراً و نذیراً بین یدی الساعہ.

دوسری تکبیر کے بعد یہ کہے: اللھم صل علیٰ محمد و بارک علی محمد وآل محمد و ارحم محمد او ال محمد کافضل ماصلیت و بارکت و ترحمت علیٰ ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید و صل علیٰ جمیع الانبیاء و المرسلین و الشھداء و الصدیقین و جمیع عباد اللہ الصالحین۔

تیسری تکبیر کے بعد یہ پڑھے۔

اللھم اغفر للمومنین و المومنات و المسلمین و المسلمات الاحیاء منھم و الا موات تابع بیننا و بینھم بالخیرات انک مجیب الدعوات انک علی کل شئ قدیر۔

چوتھی تکبیر کے بعد اگر مرد کی میت ہو تو یہ کہے۔ «اللھم ان ھذا عبدک و ابن عبدک و ابن امتک نزل بک و انت خیر منزول بہ۔ اللھم انا لانعلم منہ الا خیرا و انت اعلم

[بقیہ صفحہ ۲۴]

نماز میت ایک دعاء ہے۔ اس میں سورۃ حمد یا اور کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھا جاتا اور نہ ہی رکوع سجود اور سلام ہوتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اس میں طہارت کی شرط نہیں ہے البتہ اگر طاہر ہو تو بہتر ہے۔

متعلقہ مسائل

۱۔ غسل و کفن کے بعد میت پر نماز پڑھنا چاہئے۔

۲۔ ایک جنازہ پر دو مرتبہ نماز پڑھنا مکروہ[۱] ہے۔

۳۔ اگر میت پر نماز نہیں پڑھی ہے تو قبر پر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

مستحب ہے کہ امام مرد کے وسط میں (بیچو بیچ) کھڑا ہو اور عورت کے سینے کے پاس

[باقی صفحہ ۲۳]

بہ منا اللھم ان کان محسناً فزد فی احسانہ و ان کان مسیئاً فتجاوز عنہ و اغفرلہ۔ اللھم اجعلہ عندک فی اعلی علیین وا خلف علی اھلہ فی الغابرین و ارحمہ برحمتک یا ارحم الرحمن۔

لیکن اگر عورت کی میت ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد پڑھے۔ اللھم ان ھذہ امتک وابنۃ امتک و ابنۃ عبدک نزلت بک و انت خیر منزول بھا اللھم انا لانعلم منھا الا خیرا وانت اعلم بھا منا اللھم ان کانت محسنۃً فزد فی احسانھا و ان کانت مسیئۃ فتجاوز عنھا و اغفر لھا۔ اللھم اجعلھا عندک فی اعلیٰ علیین وا خلف علی اھلھا فی الغابرین وار حمھا بر حمتک یا ارحم الراحمین

۱۔ البتہ اگر میت اہل علم و تقوی کی ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

۴۔ اگر عورت اور مرد دونوں کے جنازے موجود ہیں۔ تو مرد کا جنازہ امام کی طرف رہے گا اور عورت کا قبلہ کی طرف۔

۵۔ میت کا سر نماز پڑھنے والے کی داھنی طرف رہنا واجب ہے۔

۵۔ دفن :[1] ۔

میت کو اس قدر گہرائی میں دفن کرنا واجب ہے کہ وہ حشرات الارض اور درندوں سے محفوظ رہے اور آدمیوں تک اس کی بو نہ پہنچے۔ داہنے پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ میت کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔

مستحبات :۔

۱۔ جنازہ کے پیچھے یا کسی جانب کو چلنا۔

۱۔ اگر ماں مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو۔ تو اس کو باہر نکال لینا چاہئے اگر میت کا زمین میں دفن کرنا ممکن نہ ہو۔ تو واجب ہے کہ اس کو کسی عمارت یا تابوت میں رکھدے

اگر میت کشتی یا جہاز وغیرہ میں ہو۔ اور جسم کے فاسد ہونے کا ڈر نہ ہو تو خشکی تک پہونچنے کا انتظار کیا جائے۔ اور اُسے زمین میں دفن کیا جائے ورنہ کشتی ہی میں غسل و کفن دے کر نماز پڑھ کر اس کے پاؤں میں کوئی وزنی چیز باندھ کر دریا میں چھوڑ دیں۔ ممکن ہو تو میت کو ایسی جگہ چھوڑیں کہ جہاں وہ فوراً ہی حیوانات کی غذا نہ بن سکے۔

۲۔ جنازہ تربیع (چاروں گوشوں کو چار آدمی اُٹھاتے ہوں) سے اُٹھانا۔

۳۔ مرد کی میت کو قبر میں سر کی طرف سے اور عورت کو عرض میں اتارنا۔ قبر کو میت کے قد کے مطابق کھودنا، بہتر یہ ہے کہ قبر کو شق (بغلی قبر) کی صورت میں نہ کھودے۔ بلکہ لحد کی صورت میں کھودے۔ لحد میں اتنی کشادگی ہونی چاہئے کہ اس میں آدمی بیٹھ سکے۔

۴۔ قبر میں اُتارتے وقت اور لحد میں رکھتے وقت ذکر خدا کرنا۔

۵۔ میت کو اُتارنے والے کا سر و پا برہنہ رہنا۔

۶۔ بند کفن کھولنا۔

۷۔ میت کے رخسار کو مٹی پر رکھنا۔

۸۔ میت کے ساتھ خاک شفا رکھنا۔

۹۔ خدا کی وحدانیت نبی کی نبوت اور آئمہ کی امامت کی تلقین کرنا۔

۱۰۔ چند اینٹوں کا لحد پر چننا۔

۱۱۔ قبر کے پائین سے باہر آنا۔

۱۲۔ حاضرین کا پشت دست سے مٹی ڈالنا۔

۱۳۔ قبر پر دعاء کے لئے ہاتھ رکھنا۔

۱۴۔ قبر کو چوکور بنانا۔

۱۵- قبر پر گھوم کر پانی ڈالنا اور دعاء مغفرت کرنا۔

۱۶- سب لوگوں کے چلے جانے کے بعد میت کے ولی کا تلقین شہادتین پڑھنا[1]۔

مکروہات

۱- قبر میں بہت قریبی عزیز کا اُترنا اور مٹی دینا۔

۲- بغیر ضرورت کی ساگوان کے لکڑی کا فرش دینا۔

۳- قبر کو گیج (پختہ) بنانا۔

۴- قبر کے ٹوٹ جانے کے بعد اُس کو دوبارہ بنانا۔

۵- دو میتوں کا ایک ساتھ قبر میں دفن کرنا۔

۶- مشاهد مشرفہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ لے جانا۔

متعلقہ مسائل

۱- دریا میں سفر کے دوران اگر کوئی مرجائے تو میت پر کوئی بھاری چیز رکھکر دریا میں ڈالدینا چاھئے۔

۲- غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کریں۔ البتہ وہ غیر مسلم عورت جو مسلمان سے حاملہ ہو۔ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں پشت بقبلہ کرکے دفن کرسکتے ہیں۔

۱- مستحب ھے کہ میت کو سب سے قریبی قبرستان میں دفن کریں۔ البتہ وہ قبرستان جو دور ھے لیکن وھاں عام طور سے بلند مرتبہ لوگ دفن ھوں۔ یا فاتحہ کے واسطے لوگ زیادہ تر جاتے ھوں وھاں دفن کرنا بھی سنت ھے۔

اگر عورت کی میت ھو تو قبر میں اُتارتے وقت پردہ کرنا۔ اور میت کو اُتارنے والے کا پاک ھونا سنت ھے۔

۳۔ شہید کو غسل و کفن نہ دیں بلکہ اُس پر نماز پڑھکر اُنھیں کپڑوں میں دفن[1] کردینا چاھئیے۔

۴۔ میت کے سینہ کا حکم وہی ھے جو پوری میت کا ھے۔ اگر سینہ کے علاوہ کوئی دوسرا عضو ہو تو جس میں ھڈی ھو اس کو غسل دے کر کفن پہنا کر دفنا دینا چاھئیے۔

۵۔ چار مہینے یا اس سے زیادہ کے حمل کا بھی یہی حکم ھے۔ اگر اس میں ھڈی نہ پڑی ھو تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے۔ چار ماہ سے کم کے حمل کا بھی یہی حکم ھے۔

٦۔ قرض اور وصیت ادا کرنے سے پہلے اصل ترکہ سے کفن خریدنا چاھئیے۔

۷۔ زوجہ کا کفن شوھر پر واجب ھے خواہ زوجہ مالدار ھی کیوں نہ ھو۔

۸۔ حالت احرام میں میت کے وھی احکام ھیں۔ جو حالت احرام کے علاوہ عام حالات میں ھوتے ھیں۔ البتہ حالت احرام میں اس کے لئے کافور کا استعمال نہ ھوگا۔

۱۔ غصبی جگہ میں میت کو نہیں دفن کرنا چاھئیے ایسی جگہ دفن کرنا جو دفن کے لئے وقف نہ ھو جائز نہیں ھے۔

میت کو مسجد میں دفن کرنا۔ اگر اس سے نقصان پہونچتا ھو یا نماز میں رکاوٹ ھوتی ھو تب بھی جائز نہیں ھے بلکہ بنا پر احتیاط واجب، میت کو مسجد میں دفن ھی نہ کرنا چاھئیے۔ ایسی زمین میں جو مسجد کی طرح دفن کے علاوہ دوسری چیزوں کے لئے وقف ھو دفن کرنا جائز نہیں ھے۔

غسل مس میت

انسان کی میت کو ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل سے پہلے یا آدمی کے بدن کے حصے کو جس میں ہڈی ہو خواہ وہ حصہ زندہ انسان سے جدا ہوا ہو یا مردہ سے؛ چھو لینے سے غسل واجب ہے۔

اگر انسان کے بدن کے حصے میں جسے مس کیا ہے ہڈی نہ ہو یا مردہ جانور کے بدن کا حصہ ہو تو صرف ہاتھ دھو لینا کافی ہے۔ طریقۂ غسل وہی ہے جو غسل جنابت کا ہے۔

سنتی غسل :-

۱- جمعہ کے دن غسل کرنا (اس کا وقت صبح کی اذان سے زوال آفتاب تک ہے۔

۲- رمضان کی پہلی، پندرھویں، سترھویں، انیسویں، اکیسویں اور تیئسویں شب کا غسل کرنا۔

۳- عیدین کے دنوں کا غسل۔

۴- رجب اور شعبان کی پندرھویں تاریخ کی شب کا غسل۔

۵- ستائیس رجب کا غسل۔

۶- عید غدیر کا غسل۔[1]

۷- عید مباہلہ کا غسل۔

۸- غسل برائے احرام۔

۱- اس کا وقت صبح کی اذان سے ظہر تک ہے۔

۹ - نبی و آئمہ کی زیارت کا غسل۔

۱۰ - نماز کسوف کی قضا کے واسطے غسل کرنا (بشرطیکہ جان بوجھ کر یہ ترک ہوئی ہو اور پورا گرہن ہوا ہو۔

۱۱ - غسل برائے توبہ۔

۱۲ - غسل برائے نماز حاجت و استخارہ۔

۱۳ - حرم، مسجد حرام، مکہ، کعبہ، مسجد نبوی، اور مدینہ میں داخلہ کے وقت غسل کرنا۔

۱۴ - بچہ کی پیدائش کے بعد اُسے غسل دینا۔

۱۵ - جس شخص نے میت کو بعد غسل مس کیا ہو اُسے بھی غسل کرنا[۱]۔

تیمم

مندرجہ ذیل سات جگہوں پر وضوء اور غسل کے بدلہ تیمم کرنا چاہئے۔

۱ - بقدر وضوء یا غسل پانی مہیا نہ ہو۔

۲ - بڑھاپے یا جانور یا چور وغیرہ کے خوف سے یا کوئی ایسا ذریعہ نہ ہونے کی بنا پر جس سے پانی نکال سکے۔

۳ - پانی کے استعمال سے جان کے لئے خطرہ ہو۔

---

۱ - نوٹ - شب عید فطر کا غسل اول مغرب سے اذان صبح تک کرنا چاہئے۔ عید فطر اور عید قربانی کا غسل اذان صبح سے غروب آفتاب تک کرسکتے ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ نماز عید بجا لانے سے پیشتر کیا جائے۔

۴- یہ خطرہ ہو کہ پانی سے وضوء یا غسل کرلینے کے بعد وہ شخص یا اس کے بال بچے یا رفیق پیاس کی شدت سے مر جائیں گے- یا پیاس ناقابل برداشت ہو گی-

۵- کسی کا بدن یا لباس نجس ہو اور پانی اتنا کم ہو کہ اگر اس سے وضوء یا غسل کرے تو بدن یا لباس کی طہارت کے لئے پانی باقی نہ رہے گا- تو ایسی صورت میں پانی سے بدن یا لباس کو پاک کرلینا چاہئے اور نماز کے لئے تیمم کرنا چاہئے-

۶- پانی یا اس کا برتن غصبی ہو-

۷- وقت اتنا تنگ ہو کہ وضو یا غسل کرنے کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے-

متعلقہ مسائل:-

۱- اگر پانی قیمت سے حاصل ہو سکتا ہو تو اُسے حاصل کرنا واجب ہے-

۲- پانی کی تلاش واجب ہے-

ہموار زمین کی دو تیروں کی مسافت بھر اور نا ہموار زمین میں ایک تیر کی مسافت بھر پانی تلاش کرنا چاہئے-

جن چیزوں پر تیمم صحیح ہے-

۱- خالص مٹی- ۲- چونے اور پتھر کی زمین ۳- بالو، ڈھیلے اور پتھر پر-

نوٹ- شورہ دار زمین اور ریت پر تیمم مکروہ ہے-

کیچڑ کے علاوہ کوئی اور چیز نہ ملے تو کیچڑ کو خشک کرے اور اگر خشک کرنا ممکن نہ ہو تو ویسے ہی تیمم کرے۔

کیفیت تیمم :-

تیمم کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ تیمم برائے وضوء :- نیت کرکے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور جھاڑ دے۔ ہاتھوں سے بالوں کے اُگنے کی جگہ سے لےکر ناک کی جڑ تک مسح کرے۔ پھر داھنے ہاتھ کی پشت پر بائیں ہتھیلی سے مسح کرے۔ (گٹوں سے لےکر انگلیوں کے سرے تک) اسی طرح بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے مسح کرے۔

۲۔ تیمم بدل غسل :- زمین پر دو بار ہاتھ مارے۔ ایک مرتبہ چہرہ کے واسطے۔ دوسری بار ہاتھوں کے واسطے۔

مبطلات تیمم :-

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اُن سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور پانی کا دستیاب ہونا بھی تیمم کو توڑ دیتا ہے۔

مسائل :-

۱۔ دوران نماز اگر پانی مل جائے۔ تو نماز تمام کرے اور بعد والی نماز وضوء کرکے پڑھے۔

۲ - وقت نماز سے پہلے تمیم جائز نہیں ہے - تنگی کے وقت میں تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے -

۳ - احتیاط یہ ہے کہ تیمم آخر وقت میں ہی کرنا چاہئے - خواہ زوال عذر کی امید ہو یا نہ ہو -

---

نجاسات - دس ہیں

۱ - پیشاب ،

۲ - پاخانہ ، اس حرام جانور کا جو خون جہندہ[1] رکھتا ہو -

۳ - منی ، ایسے جانور کی جو خون جہندہ رکھتا ہے - خواہ اس کا گوشت حرام ہو یا حلال -

۴ - مردار[2]

۵ - ایسے جانور کا جو خون جہندہ رکھتا ہو بلا لحاظ حلال و حرام[3] -

۶ - کتا

---

۱ ایسا خون جو وقت ذبح اچھل کر نکلے -

۲ ایسے حیوان کا مردہ جو خون جہندہ رکھتا ہو خواہ اپنی موت مر گیا ہو یا کسی نے اس کو مار دیا ہو بشرطیکہ مطابق شرع ذبح نہ کیا ہو -

۳ جو جانور خون جہندہ نہ رکھتا ہو اس کا خون نجس نجس نہیں ہے -

۷ - سور[1] ۸ - کافر ۹ - نشہ آور سیال (بہنے والی) چیزیں - ۱۰ - شراب -

نوٹ - حرام جنابت کا پسینہ اور نجاست خوار حیوان کا پسینہ بھی نجس ہے -

معاف نجاستیں

نمازی کے لئے ضروری ہے کہ اس کے کپڑے اور اس کا بدن نجاسات سے پاک ہو - اگر خون حیض، نفاس اور استحاضہ کے علاوہ اتنا خون ہو جو درہم بغلی[2] سے کم ہے -

نجس العین خون کے علاوہ اگر پھوڑے اور زخم کا خون جاری ہو وہ بھی معاف ہے -

ایسا کپڑہ جو لباس کے زمرہ میں نہیں جیسے ازار بند، موزہ، ٹوپی کی نجاست بھی معاف ہے -

بچہ کی پرورش کرنے والی عورت کے پاس اگر صرف ایک لباس ہے تو اس کو رات اور دن میں صرف ایک بار دھونا کافی ہے -

---

۱ کتا اور سور جو کہ خشکی میں زندگی گزارتے ہوں وہ نجس ہیں ان کے بال ھڈی، پنجہ، ناخون سب نجس ہیں - البتہ دریائی کتا اور سور پاک ہیں -

۲ انگوٹھے کے اوپر کی پور کے برابر خون -

متعلقہ مسائل

۱ - اگر معلوم ہو کہ کس قدر لباس نجس ہے تو اسی قدر دھونا واجب ہے - اگر معلوم نہیں ہے تو پورا لباس دھونا ہوگا -

۲ - نجس لباس پاک لباس میں مل کر مشتبہ ہوگیا ہو تو دونوں میں ایک ایک بار نماز پڑھنی چاھئے -

۳ - نجس لباس کو پاک کرنا ممکن نہ ہو تو برھنہ نماز پڑھے لیکن دو شرطیں ہیں -

۱ - کوئی دوسرا لباس نہ ہو -

۲ - کوئی دوسرا آدمی دیکھ نہ رہا ہو -

۴ - جاڑے کا خوف ہو تو نجس لباس میں ھی نماز پڑھ لینی چاھئے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے -

۵ - نجس لباس میں بلا عذر جان بوجھ کر نماز پڑھ لینے پر نماز کو دوبارہ پڑھنا چاھئے - خواہ وقت باقی ہو یا گزر چکا ہو -

۶ - اگر نماز پڑھتے وقت نجاست فراموش ہوجائے تو اگر وقت نماز باقی ہے تو اعادہ کرے گا - اگر نماز سے پہلے معلوم ھی نہ تھا کہ لباس نجس ہے اور بعد میں معلوم ہو تو وقت ہونے کے باوجود اعادہ نہیں کرے گا -

۷ - پیشاب یا کوئی اور نجاست زمین، مکان، چٹائی یا بوریہ پر لگ جائے تو آفتاب کی تمازت سے خشک ہوجانے پر

یہ چیزیں پاک ہوجائیں گی بشرطیکہ اصل نجاست زائل ہوگئی ہو۔

۸ - موزہ، جوتے اور پاؤں کے تلوے راستہ چلنے پر زمین پاک کر دیتی ہے۔ بشرطیکہ اصل نجاست دور ہوچکی ہو۔

۹ - پتھر اور ریتیلی زمین کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۰ - برتن نجس ہو جائیں تو اُن کا پاک کرنا واجب ہے۔

۱۱ - کسی برتن کو کتا چاٹ لے تو تین مرتبہ دھونا واجب ہے۔ ایک مرتبہ مٹی سے اور دو مرتبہ پانی سے دھوئے۔

۱۲ - سور اگر برتن چاٹ لے تو سات بار دھونا چاھئے۔

۱۳ - شراب اور چوھے کے مرنے سے برتن نجس ہوجائے تو تین بار اور بہتر یہ ہے کہ سات بار دھوئیں۔

۱۴ - مذکورہ بالا چیزوں کے علاوہ اگر دوسری چیزوں سے برتن نجس ہوا ہے تو ایک مرتبہ دھونا کافی ہے اور تین مرتبہ دھونا بہتر ہے۔

۱۵ - سونے اور چاندی کے برتنوں کا کھانے پینے میں استعمال حرام ہے۔ ایسا برتن جس پر چاندی کا ملمع ہو اس کا استعمال مکروہ ہے

۱۶ - کفار کے برتن پاک ہیں بشرطیکہ تری کے ساتھ ان کا استعمال نہ ہوا ہو۔

نماز

مقدمات نماز — نمازوں کی تعداد

۱ - نماز پنجگانہ - پانچ نمازیں دن رات میں واجب ہیں۔

ظہر، چار رکعت عصر چار رکعت مغرب تین رکعت
عشاء چار رکعت صبح دو رکعت

(نوٹ) - حالت سفر میں چو رکعتی نمازیں قصر ہوکر دو رکعتی رہ جاتی ہیں - نافلہ نمازیں شب و روز میں چونتیس رکعتیں سنت ہیں -

آٹھ ظہر سے پہلے
آٹھ عصر سے پہلے
چار مغرب کے بعد
دو عشاء کے بعد جن کا شمار ایک ہوگا - (بیٹھ کر)
نافلۂ شب کی آٹھ رکعتیں جن کو تہجد بھی کہا جاتا ہے -
وتر کی ایک رکعت
صبح کی دو رکعت

حالت سفر میں دن کے نوافل اور عشاء کے نوافل ساقط ہیں -

۲ - نماز جمعہ[۱]

---

۱ - غیبت امام میں نماز جمعہ واجب عینی نہیں ہے کچھ لوگ واجب تخییری کے قائل ہیں اور کچھ علماء رجاء مطلوبیت کے واجب تخییری ماننے کی صورت میں اختیار ہے کہ نماز جمعہ پڑھے یا نماز ظہر لیکن جمعہ افضل ہے اور ظہر احوط ہے سب سے زیادہ احوط یہ ہے کہ نماز جمعہ اور ظہر دونوں پڑھی جائے - ان میں سے ایک نیت قربت سے پڑھی جائے رجاء مطلوبیت کی صورت میں نماز ظہر واجب کی نیت سے پڑھنا چاہئے -

۳ - نماز عیدین
۴ - سورج گرہن کی نماز
۵ - چاند گرہن کی نماز۔
٦ - زلزلہ کی نماز۔
۷ - نماز آیات۔
۸ - نماز طواف۔
۹ - نماز میت۔
۱۰ - نذر کی نماز۔

ان کے علاوہ باقی نمازیں مستحب ہیں۔

اوقات نماز:

ظہر کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے اتنا وقت جس میں چار رکعتیں ادا ہوجائیں ظہر کے لئے مخصوص ہیں[1]۔ اور غروب ہونے میں اتنا کہ چار رکعتیں ادا ہوسکیں۔ نماز عصر سے مخصوص ہے ان کے درمیان کا وقت دونوں نمازوں کے لئے مشترک ہے۔

---

۱ - ظہر کے وقت کی پہچان یہ ہے کہ زمین پر کوئی لکڑی یا اس قسم کی چیز گاڑ دی جائے صبح کے وقت اس کا سایہ مغرب کی طرف ہوگا اور جیسے جیسے سورج چڑھتا جائے گا۔ سایہ گھٹتا رہے گا۔ جب آفتاب بالکل سر پر آجائے گا۔ تو سایہ سب سے کم ہوگا۔ جیسے ہی آفتاب مغرب کی طرف چلے گا۔ لکڑی کا سایہ مشرق کی طرف بڑھنا شروع ہوگا۔ یہی زوال آفتاب ہے اور اس سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اس لکڑی کو شاخص کہتے ہیں۔

مغرب کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے غروب آفتاب کی پہچان یہ ہے کہ مشرق کی سرخی زائل ہو جائے۔ غروب آفتاب سے اتنا وقت جس میں تین رکعتیں ادا ہو جائیں نماز مغرب سے مخصوص ہے۔

عشاء کا وقت نصف شب تک رہتا ہے اور نصف شب میں جب اتنا وقت رہ جائے کہ جس میں چار رکعتیں ادا ہو سکیں تو یہ وقت نماز عشاء سے مخصوص ہے۔

مغرب اور عشاء کے مخصوص اوقات کے درمیان کا وقت دونوں نمازوں کے لئے مشترک ہے۔

نماز فجر کا وقت طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے۔

اوقات نوافل

نافلۂ ظہر کا وقت زوال آفتاب سے اس وقت تک ہے جب تک کسی شئی کا سایہ اس کے برابر ہوجائے۔ اگر اتنا وقت گزر گیا اور نافلہ کی ایک رکعت بھی نہیں پڑھی تو واجب نماز شروع کرے گا اور اگر ایک رکعت پڑھ لی ہے تو نافلہ کو مکمل کرے گا۔

نافلہ عصر کا وقت ظہر کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور جب تک کسی چیز کا سایہ دوگنا نہ ہوجائے اس وقت تک باقی رہتا ہے۔ اگر اس وقت تک ایک رکعت بھی پڑھ لی ہے تو نافلہ تمام کرے گا۔ اور اگر ایک بھی نہیں پڑھی نماز فریضہ شروع کر دے گا۔

نافلہ مغرب کا وقت نماز مغرب کے بعد سے مغرب کی سرخی ختم ہونے تک ہے اگر سرخی ختم ہوجائے اور نماز نافلہ نہیں پڑھی ہے تو عشاء شروع کرے گا۔

نافلہ عشاء (اسے وتیرہ بھی کہتے ہیں) کا وقت نماز عشاء کے بعد سے آخر وقت عشاء تک ہے۔[1]

نافلۂ شب (تہجد) اس کا وقت آدھی رات کے بعد سے (اور اذان صبح تک رہتا ہے) صبح سے جس قدر قریب ہوگا اسی قدر بہتر ہے اگر نافلۂ شب کی چار رکعتیں پڑھ چکا ہے اور صبح طلوع ہو جائے تو نافلۂ شب کو مکمل کرے گا پھر نماز صبح پڑھے گا۔ نافلۂ شب کی قضا بھی کرسکتا ہے۔[2]

متعلقہ مسائل:۔

نماز یومیہ کے علاوہ دیگر نمازوں کو کسی وقت بھی پڑھ سکتا ہے یہ نمازیں خواہ ادا ہوئی یا قضا۔ ان کے لئے کوئی وقت مخصوص نہیں بشرطیکہ ان کی وجہ سے نماز حاضرہ کا وقت تنگ ہوجائے نوافل یومیہ کے علاوہ دیگر نوافل اس وقت تک پڑھ سکتا ہے جب تک نماز واجب نہ ہو جائے۔

۱۔ بہتر یہ ہے کہ نماز عشاء کے بعد بلا فاصلہ پڑھ لے

۲۔ مسافر اور جس شخص کے لئے آدھی رات کے نافلہ شب کا پڑھنا دشوار ہو وہ نافلۂ شب کو رات کے پہلے حصہ میں بھی پڑھ سکتا ہے۔

مکروہات :-

سنتی نمازوں کو آفتاب کے طلوع و غروب کے وقت اور دوپہر کو (سوائے روز جمعہ کے) اور نماز عصر کے بعد شروع کرنا مکروہ ہے۔

نماز زیارت اور حاجت کے علاوہ دیگر نمازوں کو چند مقامات[1] کے علاوہ اول وقت پڑھنا افضل ہے۔

نماز کو وقت سے پہلے پڑھنا اور وقت کے بعد تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔

قبلہ

خانۂ کعبہ کو کہتے ہیں۔ خانۂ کعبہ ان لوگوں کے لئے قبلہ ہے جو مکہ میں ہیں۔ دور والوں کے لئے سمت کعبہ ہی قبلہ ہے۔ خانۂ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے والا کسی طرف رخ کرکے نماز پڑھ سکتا ہے۔ چھت پر نماز پڑھنے والا بعض سقف کو چھوڑ کر نماز ادا کرے گا دور رہنے والی قوموں

۱- (۱) کسی شخص کو آخر وقت تک اُمید ہو کہ عذر زائل ہوجائے گا۔
(۲) روزہ دار جس کا کچھ لوگ روزہ کے لئے انتظار کررہے ہوں۔
(۳) خود روزہ دار کا نفس افطار کا مشتاق ہو اور یہ اشتیاق نماز کے خضوع و خشوع میں خلل انداز ہوتا ہو۔
(۴) جو شخص صبح کے موقع پر عرفات سے مشعر کی طرف کوچ کا ارادہ رکھتا ہو۔
(۵) جماعت ہونے والی ہو

کے لئے اپنے رکن کی طرف رخ کرنا ضروری ہے ۔ عراق اور اس کی سمت کے ممالک کے لوگوں کو رکن عراقی کی طرف بھی رخ کرنا چاہئے ۔ یمن اور اس کی سمت کے ممالک کے لئے رکن یمن ہے ۔ اہل عرب کے لئے رکن اعرابی اہل شام کے لئے رکن شامی ۔

اگر قبلہ کی طرف سے عمداً منحرف ہوجائے تو نماز دوبارہ پڑھے گا خواہ نماز کا وقت باقی ہو یا گزر چکا ہو البتہ ظن کی بنا پر منحرف ہونے پر اعادہ نہیں ہے ۔

اگر قبلہ کی طرف پشت ہوگئی ۔ تو نماز کا اعادہ ہر حال میں ہوگا سواری پر واجب نماز نہیں پڑھ سکتا بشرطیکہ اختیار ہو ۔ البتہ نافلہ میں کوئی حرج نہیں ۔

لباس

ستر عورتین واجب ہے ۔ لباس روئی کا ہو یا کتان کا یا زمین سے اُگنے والی گھاس کی قسم کا یا حلال گوشت جانور کی کھال یا بال کا بشرطیکہ جانور ذبح کیا گیا ہو ۔ مردہ جانور کے چمڑے کا لباس نماز کے لئے جائز نہیں خواہ اسے رنگ دیا گیا ہو ۔

خالص ریشمی لباس میں نماز جائز نہیں ہے ۔ البتہ جنگ کے موقع پر جائز ہے ۔

عورت کے لئے ریشم کا استعمال جائز ہے ۔ ریشم پر بیٹھنا اور اُسے فرش بنانا جائز ہے ۔ غصبی لباس میں نماز جائز نہیں ۔

مکروہات :-

۱ - نماز میں عمامہ، موزہ اور عبا کے علاوہ دوسرا سیاہ لباس پہننا مکروہ ہے - مذکورہ چیزوں کے علاوہ سیاہ لباس پہننا حالت نماز کے علاوہ بھی مکروہ ہے -

۲ - نماز میں کرتے کے اوپر لنگی باندھنا - برہنہ لوہے کا ساتھ رکھنا - ڈھاٹا باندھنا اور کسی کپڑے کا اس طرح پہننا کہ کپڑے کے دونوں سرے بغلوں سے نکل کر دونوں کاندھوں پر پڑ جائیں، مکروہ ہے -

دوسری نجاستوں کے لباس پر موجود ہونے کی صورت میں نماز درست نہیں ہے - لباس اپنی ملکیت ہو - یا ملکیت کے حکم میں ہو یعنی کسی سے اجازت لے لی ہو - تو جائز ہے مرد کے لئے شرمگاہ کا چھپانا ضروری ہے -

عورت کے لئے پورے جسم کا چھپانا لازمی ہے - البتہ عورت کا منہ کھلا رہنا - پہونچے تک دونوں ہاتھوں کا - اور دونوں قدموں کا کھلا رہنا جائز ہے - کنیز یا نابالغ بچی سر بھی کھلا رکھ سکتی ہے -

مستحبات :-

۱ - مرد کے لئے تمام بدن کا چھپانا - سوائے ایسے اعضا کے جو ہمیشہ کھلے رہتے ہیں - جیسے منہ ہاتھ وغیرہ -

۲ - ردا اوڑھنا ،

۳- عورت کے لئے کرتہ، پیراھن پہننا۔

(نوٹ) اگر کوئی کپڑا نہ ہو اور کوئی دیکھنے والا بھی نہ ہو تو کھڑے ہوکر (برھنہ) اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ھے- ورنہ بیٹھ کر اشارہ سے پڑھے گا۔

مکان:-

۱- شرط ھے کہ مکان غصبی نہ ہو

۲- اگر اپنی ملکیت نہیں ھے تو دوسرے کی اجازت حاصل ہو-

۳- پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو۔

مستحبات:-

۱- فریضہ نمازوں کا مسجد میں ادا کرنا۔

۲- مستحب نمازوں کا گھر پر ادا کرنا۔

مکروھات:-

۱- حمام، صحرائے ضجنان، شقرہ، بیداء ذات صلاصل (ان تمام جگہوں کے نام ھیں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ھیں-) میں نماز پڑھنا مکروہ ھے۔

۲- قبروں کے درمیان، بالو پر، زمین شور پر، اونٹوں کے قیام گاہ پر، چیونٹیوں کے سوراخوں پر، وادی کے بیچ میں جہاں پانی بہتا ھے- عام راستوں پر، واجب نماز کا کعبہ میں، آتش پرستوں کے گھروں میں، جس جگہ آگ روشن

رہتی ہے، جہاں عورت سامنے یا بغل میں نماز پڑھ رہی ہو۔ سامنے کا دروازہ کھلا ہوا ہو۔ سامنے آگ روشن ہو، ایسی دیوار ہو جس سے نجاست ٹپک رہی ہو۔ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسائل :۔

۱۔ احتیاط واجب ہے کہ جہاں عورت نماز پڑھ رہی ہو اس کے پیچھے یا برابر میں دس ہاتھ کے فاصلہ تک (مرد) نماز نہ پڑھے۔

۲۔ زمین یا ایسی چیز جو زمین سے اُگتی ہے (لیکن کھائی اور پہنی نہیں جاتی) کے علاوہ کسی چیز پر سجدہ جائز نہیں ہے۔ غصبی اور نجس چیز پر بھی سجدہ جائز نہیں ہے۔

۳۔ سجدہ گاہ کے علاوہ اگر دوسرے مقام نجس ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جگہ خشک ہو۔ اور نمازی کے بدن اور لباس کے نجس ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

۴۔ زمین سے نہ اُگنے والی چیز جیسے چمڑا، کپڑا وغیرہ پر سجدہ جائز نہیں ہے۔

۵۔ زمین نہ ہونے کی صورت میں برف یا تارکول وغیرہ پر سجدہ کرسکتے ہیں۔

٦۔ اتنی گرمی ہو کہ زمین پر سجدہ نہ کرسکے تو کپڑے پر اور اگر کپڑا بھی نہ ہو تو ہاتھ پر سجدہ کرسکتے ہیں۔

اذان و اقامت :-

اذان اور اقامت پانچوں نمازوں میں (ادا ہو یا قضا، تنہا پڑھ رہا ہو یا جماعت سے، مرد ہو یا عورت) سنت[1] ہے۔ (عورت کے لئے لازم ہے کہ وہ آہستہ پڑھے)

نماز جہریہ (بلند آواز والی نماز) میں خاص طور سے صبح اور مغرب کی نمازوں میں زیادہ تاکید ہے۔[2]

نماز صبح کے علاوہ وقت سے پہلے اذان کہنا صحیح نہیں ہے نماز صبح میں بھی وقت نماز داخل ہونے کے بعد دوبارہ اذان کہنا سنت ہے۔

اذان و اقامت میں ترتیب شرط ہے۔

مستحبات

۱ - موذن خوش آواز ہو، عادل ہو، اُسے وقت کی شناخت ہو

۲ - بلندی پر کھڑا ہو، با طہارت ہو،

۳ - اذان میں اطمینان ہو اور اقامت میں جلدی کیجائے۔

۴ - اذان و اقامت کے درمیان ایک نشست ایک سجدہ یا ایک قدم کا فاصلہ دینا[3]

---

۱ - نماز پنجگانہ کے علاوہ دیگر نمازوں میں مستحب ہے کہ تین مرتبہ الصلوٰۃ کہے

۲ - ولایت حضرت امیرؑ کی گواہی اذان و اقامت میں داخل نہیں ہے البتہ بقصد قربت درست ہے۔

۳ - موذن رو بقبلہ ہو، کانوں پر ہاتھ رکھے ہو اور اذان کے دوران بات نہ کرے

مکروہات

۱ - چلتی ہوئی سواری پر اذان کہنا۔

۲ - ہر فقرہ کے آخر میں اعراب ظاہر کرنا۔

۳ - اذان و اقامت کے بیچ میں بات کرنا ۔

۴ - کسی فقرہ کو دو مرتبہ سے زیادہ کہنا (البتہ اذان میں اللہ اکبر کو چار بار کہنا چاہئیے)۔

محرمات[1]

اذان[2] میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا۔

---

۱ - آواز میں گٹگری پیدا کرکے اذان کہنا

۲ - اذان اور اقامت کا کسی دوسری (غیر عربی) زبان میں ترجمہ کرکے بطور اذان کہنا صحیح نہیں ہے ۔

نوٹ :- مندرجہ ذیل مواقع پر اذان ساقط ہے

۱ - جمعہ کے روز نماز عصر کے لئے

۲ - روز عرفہ (نوذی الحجہ) نماز عصر کے لئے

۳ - شب عیدالضحیٰ نماز عشاء کے لئے لیکن یہ حکم صرف اس شخص سے مخصوص ہے جو مشعر حرام میں ہو

۴ - جس عورت کو خون استحاضہ آرہا ہو اس کے لئے نماز عصر اور عشاء کے لئے اذان و اقامت کہنا

۵ - جس شخص کو پیشاب و پاخانہ روکنے پر اختیار نہ ہو اسے نماز عصر و عشاء کی اذان و اقامت کہنا

بقیہ صفحہ ۴۸ پر

کیفیت نماز

واجبات نماز — نماز میں آٹھ چیزیں واجب[1] ہیں

۱ - نیت - تکبیرۃالاحرام سے پہلے (متصل) نماز کا قصد کرنا نیت میں نماز کی تعیین، وجوب و سنت کی تعیین، قصد قربت اور نیت کا آخر نماز تک باقی رکھنا واجب ہے -

۲ - تکبیرۃالاحرام رکن[2] نماز ہے - نیت کے ساتھ

بقیہ صفحہ ۴۷ کا

۶ - ان مذکورہ نمازوں میں اگر ظہر و عصر کو بلا فاصلہ ادا کرے تو شخص اذان ساقط ہے

۷ - اگر نماز جماعت کے لئے اذان و اقامت کہی بھی ہو تو جو شخص ان نمازوں میں شریک ہو اس پر اذان و اقامت ساقط ہے

۸ - کوئی شخص مسجد میں نماز ادا کرنے جائے اور وہاں جماعت ہوچکی ہو - جبتک جماعت کے افراد وہاں موجود ہوں اس وقت اذان و اقامت ساقط ہے -

۱ - آقائے محسن الحکیم نے گیارہ واجب چیزوں کا ذکر کیا ہے اُنھوں نے مندرجہ ذیل تین چیزیں بیان کی ہیں

۱ - ذکر یعنی افعال نماز ادا کرتے وقت ذکر کرنا

۲ - ترتیب ۳ - موالات

۲ - نماز کے واجبات کی دو قسمیں ہیں

۱ - واجب رکنی وہ واجب ہے جسے عمداً یا سہواً فراموش کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے

۲ - واجب غیر رکنی وہ واجب ہے جسے عمداً ترک کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے - سہواً ترک سے نماز باطل نہیں ہوتی

اللہ اکبر کہنا ۔ اس کا ترجمہ کرنا کافی نہیں ہے ۔ اور بوقت تکبیر کھڑا[1] ہونا شرط ہے

گونگا آدمی تصور کر کے اشارہ کرے گا ۔

دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرنا سنت ہے ۔

۳ ۔ قیام ۔ یہ بھی رکن نماز ہے بغیر حرکت سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے مجبوری کی حالت میں سہارے سے کھڑا ہوگا ۔ یہ بھی ممکن نہو ۔ تو بیٹھ کر اور یہ بھی ممکن نہو ۔ تو کروٹ لے کر اشارہ سے پڑھے ۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہو ۔ تو چت لیٹ کر اشارہ سے پڑھے ۔

۴ ۔ قرائت ۔ دو رکعتی نماز کی دونوں رکعتوں اور دیگر نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعتوں میں سورۂ حمد اور دوسرا سورہ[2] پڑھنا واجب ہے ۔ اگر صحیح نہ پڑھ سکے تو امکان بھر سیکھنا واجب ہے ۔ اگر بالکل ہی نہ پڑھ سکتا ہو تو سورۂ حمد کے بعد اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہے ۔

گونگے شخص کے لئے کافی ہے کہ زبان کو حرکت دے اور دلمیں پڑھے

---

۱ ۔ تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت بدن کا ساکن رہنا واجب ہے ۔ اگر بدن ہل رہا ہے تو نماز باطل ہوگی ۔

۲ ۔ اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا چور یا درندہ سے نقصان پہونچانے کا ڈر ہو تو سورہ پڑھنا واجب نہیں ہے ۔

تیسری اور چوتھی رکعت میں اختیار ہے کہ سورۂ حمد پڑھے یا تسبیحات اربعہ (سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر) ان تسبیحات کو تین مرتبہ احتیاطاً پڑھنا چاہئے۔

صبح اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں آواز کو بلند رکھنا واجب ہے۔ واجب نماز میں سورہ ہائے عزائم اور ایسا لمبا سورہ پڑھنا جس میں وقت ختم ہوجائے اور الحمد کے بعد دو سورے پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مستحبات:-

۱۔ نماز اخفاتی (آہستہ) میں بسم اللہ کا باآواز بلند پڑھنا

۲۔ نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھنا۔

۳۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں اگر سورۂ حمد پڑھے تو بسم اللہ کو احتیاطاً آہستہ پڑھے۔[1]

سورۂ حمد کے آخر میں آمین کہنا جائز نہیں ہے اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔[2]

۱۔ مستحب ہے کہ تمام نمازوں میں پہلی رکعت میں بعد الحمد سورۂ انا انزلنا اور دوسری رکعت میں سورۂ قل ھواللہ پڑھے۔ سورۂ قل ھواللہ کے بعد ایک بار یا دو بار یا تین بار کذالک اللہ ربی پڑھنا مستحب ہے سورۂ الحمد کے بعد الحمدللہ رب العالمین کہنا مستحب ہے۔

۲۔ مکروہات: (۱) شب و روز کی پانچوں نمازوں میں سے کسی ایک نماز میں بھی قل ھواللہ نہ پڑھنا (۲) سورۂ

بقیہ صفحہ ۵۱ پر

رکوع :-

رکن نماز ہے۔ نماز آیات کے علاوہ ہر رکعت میں ایک بار رکوع واجب ہے۔ رکوع میں اس قدر جھکنا واجب ہے کہ ہتھیلیاں گھٹنوں تک پہونچ جائیں۔ اور اگر اس قدر نہ جھک سکتا ہو۔ تو جس قدر ممکن ہو اسی قدر جھک جائے۔ بہتر یہ ہے کہ اس قدر جھکے کہ کمر سیدھی ہو جائے اگر بالکل نہ جھک سکتا ہو تو اشارہ سے رکوع کرے۔ واجب ہے کہ رکوع میں اتنی دیر ٹھہرے کہ کم از کم تین مرتبہ سبحان اللہ یا ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم و بحمدہ[1] کہا جاسکے۔

مستحبات :-

۱۔ رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہنا
۲۔ انگلیاں کھلی رکھنا
۳۔ گھٹنوں کو پیچھے کی طرف ہٹانا
۴۔ پشت سیدھی کرکے گردن کو بڑھانا

بقیہ صفحہ ۵۰ کا

کو ایک سانس میں پڑھنا۔ (۳) جو سورۃ پہلی رکعت میں پڑھا ہے اسے دوسری رکعت میں پڑھنا۔ سوائے سورۃ قل ھواللہ کے۔

۱۔ جو شخص بیٹھکر نماز پڑھ رہا ہو اسے اتنا جھکنا چاھئے کہ جتنا وہ حالت قیام میں رکوع کے لئے جھکتا۔ بہتر یہ ہے کہ اس کی کمر سیدھی ہوجائے۔

۵ - منقول دعاؤں کو پڑھنا

٦ - ایک مرتبہ سے زیادہ تسبیح (تین بار یا پانچ بار) پڑھنا[1]

مکروہ :-

رکوع میں ہاتھ کپڑوں میں رکھنا مکروہ ہے۔ رکوع سے سر اُٹھاکر سمع اللہ لمن حمدہ کہنا چاہئے۔

٦ - سجدہ :- (دونوں سجدے ملاکر ایک رکن ہوتا ہے)

واجبات :-

۱ - ہر رکعت میں دو سجدے کرنا۔

۲ - ہر سجدہ میں سات اعضاء[2] یعنی پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے زمین پر رکھنا۔

۳ - سجدہ گاہ کا کھڑے ہونے کے مقام سے چار انگشت سے زیادہ بلند نہ ہونا۔

۴ - سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اشارہ کرنا یا کوئی چیز اُٹھا کر اُسپر سجدہ کرنا۔ یہ بھی نا ممکن ہو تو صرف اشارہ کرنا

۵ - سبحان ربی الاعلی وبحمدہ یا تین بار سبحان اللہ کے بقدر سجدہ میں ٹھہرنا۔

---

۱ - عورتوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ رکوع کرتے وقت ہاتھوں کو گھٹنے سے اوپر رکھیں۔

۲ - ذکر سجدہ کرتے وقت اگر عمداً اعضاء سجدہ میں سے کسی ایک کو اُٹھائے تو نماز باطل ہے۔

۶ - دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔

۷ - ایسی چیز پر سجدہ کرنا جس پر سجدہ¹ صحیح ہے۔

مستحبات

۱ - سجدہ میں جاتے وقت اور سر اُٹھاتے وقت تکبیر کہنا

۲ - قیام سے سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے زمین پر ہاتھ ٹیکنا۔

۳ - خاک پر ناک پوچھانا۔

۴ - منقول دعا کا پڑھنا۔

۵ - دوسرے سجدہ کے بعد ٹھہرنا اور دونوں سجدوں کے مابین استغفراللہ ربی و اتوب الیہ پڑھنا۔

۶ - گھٹنے اُٹھانے سے پہلے دونوں ہاتھ ٹیک کر کھڑا ہونا۔

مکروہ

کتے کی طرح بیٹھنا۔

---

۱ - جن چیزوں پر سجدہ صحیح ہے وہ یہ ہیں

(۱) زمین

(۲) وہ چیزیں جو زمین سے اُگتی ہوں اور عادتاً کھائی نہ جاتی ہوں جیسے لکڑی درخت کا پتہ وغیرہ جو چیزیں بعض مقامات پر کھائی جاتی ہوں اور بعض جگہوں پر نہ کھائی جاتی ہوں۔ اُنپر سجدہ صحیح نہیں ہے۔

(۳) وہ کاغذ جو روئی وغیرہ سے نہ بنا ہو۔

(۴) ہر چیز سے بہتر خاک شفا ہے

۷ - تشہد

۱ - واجبات - دو رکعتی نماز میں ایک اور تین اور چار رکعتی نماز میں دو بار تشہد پڑھنا -

۲ - تشہد کی مقدار بھر بیٹھنا

۳ - بعد شہادتین درود پڑھنا

مستحبات

۱ - متورک بیٹھنا (اس طرح کہ دونوں پاؤں داہنی طرف نکلیں اور بایاں تلوا داہنے پاؤں کی پشت پر ہو)

۲ - تشہد کے پہلے اور بعد میں منقول دعاؤں کا پڑھنا -

۸ - سلام

اس کے وجوب میں اختلاف ہے - صحیح، مشہور اور محتاط قول یہ ہے کہ واجب ہے - اس کی صورت یہ ہے -

السلام[1] علیک ایہاالنبیؐ و رحمۃ اللہ و برکاتہ

السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

---

۱ - اگر نماز میں سلام بھول گیا ہو اور اس وقت یا وہ کہ صورت نماز بھی باقی ہو اور صورت حال یہ ہو کہ جان بوجھکر یا بھولے سے کوئی ایسا کام بھی نہیں کیا ہے جس سے نماز باطل ہو جائے تو سلام پڑھ لینا چاہئے - نماز صحیح رہے گی

مستحبات

۱ - اگر کوئی شخص فرادہ نماز پڑھ رہا ہو - تو سلام قبلہ کی طرف ہی منہ کرکے پڑھے اور گوشۂ چشم سے داھنی طرف اشارہ کرے -

۲ - جماعت کی صورت میں امام داھنی طرف منہ سے اشارہ کرے اور ماموم بھی -

۳ - اگر ماموم کے بائیں طرف کوئی آدمی ہو تو بائیں طرف بھی اشارہ کرے -

مستحباتِ نماز پانچ ہیں

۱ - نماز کی ابتداء میں سات تکبیریں کہنا اور ان کے درمیان تین دعائیں پڑھنا - ان سات تکبیروں میں سے ایک کو تکبیرۃ الاحرام قرار دینا -

۲ - ہر نماز میں دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے حمد اور سورۃ کے بعد ھاتھ اُٹھا کر منقول[1] دعا پڑھنا - اگر بھول جائے تو رکوع کے بعد قضا بجا لائے -

۳ - قیام کی حالت میں سجدہ گاہ کی طرف، قنوت کی حالت میں ہتھیلیوں کی طرف، رکوع کی حالت میں قدموں کی طرف، حالت سجود میں ناک کی طرف اور بیٹھنے کی صورت میں گود کی طرف دیکھنا -

---

۱ - اسے دعائے قنوت کہتے ہیں -

۴ - حالت قیام میں دونوں ہاتھوں کا رانوں پر، گھٹنے کے مقابل رکھنا حالت قنوت من چہرہ کے سامنے، حالت رکوع میں گھٹنے پر اور حالت سجود میں کان کے برابر اور بیٹھتے وقت زانوں پر رکھنا۔

۵ - تعقیبات پڑھنا:

کم سے کم تسبیح زہراؑ پڑھنا۔ زیادہ کی کوئی انتہا نہیں ہے منقول دعائیں پڑھنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

مبطلات نماز

۱ - جو چیزیں طہارت کو توڑتی ہیں وہ نماز کو بھی باطل کرتی ہیں۔ جیسے پیشاب[1] پاخانہ۔ نیند[2]۔

۲ - عمداً قبلہ کی طرف سے رخ پھیر لینا۔

۳ - کلام کرنا (دو حرف ہوں یا دو سے زیادہ)۔

۴ - قہقہہ مار کر ہنسنا۔

---

۱ - البتہ جو پیشاب پاخانہ کو نہیں روک سکتا اس سے اگر پیشاب پاخانہ صادر ہوجائے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ یعنی اسے سلسلۃ البول کا مرض ہو۔

۲ - جسے بے اختیار نیند آگئی ہو اور یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی حالت میں نیند آئی ہے۔ یا بعد میں تو اسے دوبارہ نماز پڑھنی چاہئے۔ لیکن اگر نماز کا ختم کرنا یاد ہے لیکن شک اس میں ہے کہ نیند حالت نماز میں آئی یا بعد میں، تو نماز صحیح ہے۔

۵ - فعل کثیر، یعنی نماز کے افعال کے علاوہ شغلاً کوئی اور فعل کرنا۔

٦ - دنیاوی امور کے لئے رونا۔

۷ - ہاتھ باندھنا۔

۸ - جماہی اور انگڑائی لینا۔

۹ - انگلیاں چٹخانا۔[1]

مکروہات[2] نماز :-

بول و براز (پیشاب و پاخانہ روکنا یعنی نماز سے قبل رفع حاجت کرلینی چاہئیے)

مباحات :-

۱ - حالت نماز میں چھینکنے پر دعا کرنا۔

---

۱ - (۱) بعد سورۃ الحمد عمداً آمین کہنا (۲) دو رکعتی سہ رکعتی یا چہار رکعتی نماز کی ابتدائی دو رکعتوں کی تعداد میں شک ہونا (۳) عمداً یا سہواً کسی رکن کو ترک کرنا (۴) کھانا پینا۔

۲ - (۱) نماز میں تھوڑا سا بھی داھنی یا بائیں طرف چہرہ موڑنا (۲) آنکھوں کا بند رکھنا یا پتلیوں کو داھنی یا بائیں طرف پھیرنا (۳) ڈاڑھی اور ھاتھوں سے کھیلنا (۴) انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسانا (۵) تھوکنا (٦) خط قران خط کتاب یا خط انگشتری پر نگاہ کرنا (۷) کسی بات کو سننے کے لئے چپ ہو جانا۔ ہر وہ کام کرنا جو خضوع و خشوع کے منافی ہو

۲ - سلام کا جواب دینا -

۳ - کوئی دعا کرنا -

(نوٹ) نمازی کو اگر کوئی سلام کرے تو جواب میں سلام علیک ھی کہنا واجب ھے -

نماز جمعہ :-

یہ دو رکعت نماز ھے - نماز ظہر کے بدلہ پڑھی جاتی ھے - اس کا وقت زوال آفتاب کے بعد سے شروع ھوکر اس وقت تک رھتا ھے جب تک سایہ برابر ھوجائے

شرائط :-

۱ - امام بادشاہ عادل ھو یا ایسا شخص جس کو بادشاہ عادل مقرر کرے -

۲ - کم سے کم پانچ آدمیوں کا ھونا -

امام کو دو خطبے پڑھنا چاھئے جس میں حمد خدا، رسولؐ اور آلِ رسولؐ پر درود، وعظ اور قرآن کا ایک چھوٹا سورہ ھو -

یہ نماز جماعت سے ھوگی اور دوسری نماز جمعہ تین میل کے اندر واقع نہ ھوگی - شرائط پائے جانے پر ھر مکلف، آزاد جو بیمار، اندھا، لنگڑا اور بہت بوڑھا و مسافر نہ ھو، پر نماز جمعہ واجب ھے - اگر کسی شخص میں اور اس جگہ میں جہاں نماز جمعہ پڑھائی جاتی ھے چھ میل کا فاصلہ ھو تو اس

شخص پر نماز جمعہ واجب نہیں۔ نماز جمعہ نہ پڑھنے کی صورت میں نماز ظہر واجب ہے۔

دونوں خطبوں کا زوال کے بعد، نماز جمعہ سے پہلے پڑھنا اور خطیب کا حتی الا مکان کھڑا ہونا واجب ہے۔

مستحبات:۔

۱۔ خطبہ پڑھتے وقت باطہارت ہونا۔

۲۔ خطیب کا بلیغ ہونا اور نماز جمعہ کا ہمیشہ پابند ہونا۔

۳۔ ردا اوڑھنا اور عمامہ باندھنا۔

۴۔ عصا، تلوار یا کسی اور چیز کا سہارا لینا۔

۵۔ لوگوں کا دھیان سے دونوں خطبے سننا۔

متعلقہ مسائل:۔

۱۔ روز جمعہ عصر کی اذان بدعت ہے۔

۲۔ اذان کے بعد خرید و فروخت حرام ہے۔

۳۔ غیبت امام میں اگر اجتماع ممکن ہو تو نماز جمعہ مستحب ہے۔

بقیہ مستحبات:۔

نافلہ کی بیس رکعتیں پڑھنا، سر منڈانا، ناخن کٹانا، مسجد کی طرف آہستہ اور باوقار چلنا، اچھا لباس پہننا، خوشبو

۱۔ نماز عید فطر و عید قربان حضور امامؑ میں واجب ہے۔ لیکن زمانۂ غیبت میں سنت ہے ظہور امامؑ میں جماعت سے پڑھنا واجب ہے۔

ملنا، دعاء پڑھنا، اور نماز جمعہ میں حمد و سورہ بلند آواز سے پڑھنا۔

نماز عیدین[1]:۔

اس کے وجوب کے بھی وہی شرائط ہیں جو نماز جمعہ کے ہیں۔ شرائط نہ ہونے کی صورت جماعت اور فرادی دونوں صورتوں میں سنت ہے۔

وقت:۔

طلوع آفتاب سے زوال آفتاب تک ہے۔

کیفیت

رکعتوں کی تعداد دو ہے۔ پہلی رکعت میں (سورہ حمد) کے بعد سورۂ اعلیٰ، بڑھنا چاہئے۔ دوسری رکعت میں الحمد، کے بعد سورۂ و الشمس پڑھنا چاہئے۔

ہر رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں۔ ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت ہے چھٹی تکبیر کے بعد رکوع اور دو سجدے بجا لائے۔ پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوکر سورۂ حمد اور سورۂ والشمس کے بعد چار تکبیریں کہے۔ ہر تکبیر کے بعد قنوت[1] پڑھے۔

۱۔ قنوت یہ ہے۔ اللھم اھل الکبریاء والعظمۃ و اھل الجود و الجبروت و اھل العفو و الرحمہ و اھل التقویٰ و المغفرہ اسئلک بحق ھذا الیوم الذی جعلتہ للمسلمین عیداً و لمحمد ذخراً

(بقیہ صفحہ ٦١ پر)

پانچویں تکبیر کے بعد رکوع اور سجدے بجا لائے اور تشہد اور سلام کے بعد نماز تمام کردے۔

مستحبات

١۔ نماز کے لئے پا برہنہ (پیدل) آہستہ اور با وقار جانا سنت ہے۔

٢۔ عیدالفطر میں نماز کے لئے جانے سے پہلے کچھ کھانا اور عیدالضحیٰ میں آنے کے بعد قربانی کا گوشت کھانا

٣۔ عیدالفطر میں چار نمازوں کے بعد تکبیریں[1] کہنا۔ ان کی ابتداء شب عید کی نماز مغرب سے ہوگی اور نماز عید پر انتہا ہے۔

عیدالضحیٰ میں اگر مقام منیٰ میں ہو تو پندرہ نمازوں کے بعد تکبیریں کہنا۔ ابتداء عید کے روز سے ہوگی ورنہ دس نمازوں کے بعد سے

[بقیہ صفحہ ٦٠ کا]
وکرامتہ و وشر فا و مزیدا ان تصلی علی محمد و آل محمد و ان تد خلنی فی کل خیر ادخلت فیہ محمداً و ال محمد و ان تخر جنی من کل سوء اخرجت منہ محمدً و آل محمد صلواتک علیہ وعلیھم اجمعین اللھم انی اسئلک خیر ما سئلک بہ عبادک الصالحون و اعوذ بک مما استعاذ منہ عبادک المخلصون۔

١۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اللہ اکبر علی ما ھدا نا

متعلقہ مسائل

۱۔ نماز عید سے پہلے اور اس کے بعد نافلہ مکروہ ہے البتہ جو شخص مسجد نبوی میں ہو وہ عید سے پہلے نافلہ پڑھ سکتا ہے

۲۔ بعض علماء کے نزدیک قنوت اورقنوت سے پہلے کی تکبیریں واجب نہیں ۔

۳۔ نماز کے بعد دو خطبے پڑھنا واجب ہیں

۴۔ عید کے روز طلوع آفتاب کے بعد نماز عید سے پہلے سفر کرنا حرام ہے ۔ طلوع آفتاب سے پہلے مکروہ ہے ۔

نماز آیات

سورج گرہن ، چاند گرہن ، آندھی اور زلزلہ کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے ۔

کیفیت

اس نماز کی دو رکعتوں میں دو رکوع اور چار سجدہ ہیں ۔ اس طرح کہ نیت کرکے تکبیر کہے ۔ سورۃ حمد پڑھے اور کوئی دوسرا سورۃ پڑھے (سورۃ کی بعض آیتیں بھی پڑھ سکتا ہے) اس کے بعد رکوع میں جائے پھر سیدھا کھڑا ہو اور سورۃ حمد پڑھے ۔ اگر پہلے سورۃ پڑھا تھا تو دوسرا سورہ پڑھے اور اگر کسی سورہ کی چند آیتیں پڑھی تھیں تو اس مرتبہ اُس کے بعد کی چند آیتیں پڑھے اور قنوت پڑھے پھر رکوع

میں جائے اس طرح پانچ رکوع بجالائے پانچویں رکوع کے بعد کھڑا ہو کر سجدہ میں جائے اور دو سجدہ بجالائے اسی طرح دوسری رکعت بھی بجالائے۔ اور تشہد پڑھ کر سلام پڑھے۔

مستحبات

۱۔ بڑے سورہ پڑھنا

۲۔ نماز جماعت سے ادا کرنا۔

۳۔ وقت باقی ہو تو دوبارہ پڑھنا

۴۔ رکوع سے سیدھا ہونے وقت تکبیر کہنا

۵۔ پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہنا

۶۔ پانچ مرتبہ قنوت[۱] پڑھنا

وقت

اس کا وقت گرہن شروع ہونے سے اس کے پورا ہونے تک رہتا ہے دیگر نماز آیات کا وقت اُس سبب کے باقی رہنے تک رہتا ہے جس کی وجہ سے نماز واجب ہوتی ہے

۱۔ دوسرے، چھوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے قبل قنوت پڑھنا۔ اگر صرف دسویں رکوع سے قبل قنوت پڑھ لے جب بھی کافی ہے۔

(نوٹ) ۱ ۔ نماز آیات کا ہر رکوع ہے۔ جس کی عمداً یا سہواً یا زیادتی سے نماز باطل ہوتی ہے۔

(نوٹ) ۲ ۔ نماز آیات مین اذان و اقامت کے بدلے ثواب کی نیت سے تین مرتبہ الصلواۃ کہنا مستحب ہے۔

نماز زلزلہ کا وقت تمام عمر ہے۔ اگر ان نمازوں کو عمداً یا سہواً ترک کر دے تو قضا بجالانی چاہئے۔

اگر چاند گرہن نہیں اور سورج گرہن سے واقفیت نہ ہو سکے اور بعد میں پتہ چلے کہ گرہن پورا ہوا ہے تو قضا بجالائے ورنہ نہیں۔

اگر نماز آیات اور نماز فریضہ کا وقت ٹکرا جائے تو اختیار ہے جسے چاہے پہلے پڑھے بشرطیکہ اُنمیں سے کسی کا وقت تنگ نہ ہو رہا ہو۔ جس نماز کا وقت تنگ ہو۔ اس کو پہلے پڑھے اگر دونوں کا وقت تنگ ہے تو نماز یومیہ بجا لائے اس حالت میں نماز آیات کی قضا نہیں ہوگی[۲]۔

سنتی نمازیں

۱۔ نماز استسقاء	۲۔ نافلۂ رمضان
۳۔ نماز شب عید فطر	۴۔ نماز عید غدیر
۵۔ نماز شب نیمۂ شعبان	٦۔ شب بعثت و روز بعثت کی نماز

۲۔ اگر نماز آیات میں شک ہو کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری اور کوئی فیصلہ نہ کرسکے تو نماز باطل ہے اگر رکوع میں شک ہو مثلاً یہ صورت ہو کہ چوتھا رکوع ہے یا پانچواں اگر سجدہ کے لئے خم ہو گیا ہے تو شک کا اعتبار نہ کرے اور خم نہیں ہوا ہے تو چوتھا رکوع قرار دے کر نماز جاری رکھے گا۔ اور اسی حساب سے نماز مکمل کرے۔

۷- حضرت علی، جناب سیدہ اور جناب جعفر طیار سے منسوب نمازیں

۱- نماز استسقاء :-

نماز عید کی طرح پڑھی جائے گی لیکن اس میں بارش کی دعاء ہو گی نماز سے پہلے تین دن تک روزے رکھنا چاہئے اس طرح کہ تیسرا روز جمعہ یا دو شنبہ ہو۔ جمعہ اور دوشنبہ کے روز نماز کے لئے صحرا جانا چاہئے۔ بچوں کو ماں سے جدا کر دینا چاہئے۔ رداؤں کو الٹ لینا چاہئے۔ نماز کے بعد قبلہ رخ ہو کر امام سو مرتبہ تکبیر کہے پھر داہنی طرف سو مرتبہ سبحان اللہ پھر بائیں طرف رخ کر کے سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پھر آدمیوں کی طرف رخ کر کے سو مرتبہ الحمد للہ اگر دعاء قبول ہونے میں دیر ہو جائے تو نماز کے لئے دوبارہ جانا چاہئے۔

نافلۂ رمضان :-

یہ تعداد میں ایک ہزار رکعتیں ہیں۔ ہر شب کو بیس رکعتیں شبہائے قدر یعنی ۱۹، ۲۱ اور ۲۳ کی شب میں سو سو رکعتیں اور رمضان کے آخری عشرہ میں تیس تیس رکعتیں۔

سہو :-

نماز کے واجبات میں سے اگر کسی شئی کو عمداً ترک کردے تو نماز باطل ہے خواہ مسئلہ سے واقف ہو یا ناواقف

ہو۔ اسی طرح ایسی کوئی ایسی چیز بجا لائے۔ جس کا ترک کرنا واجب ہے، تب نماز باطل ہے اگر بھولے سے نماز کے کسی رکن کو ترک کردے تو جب تک رکن کا محل باقی ہے یعنی دوسرے رکن میں داخل نہیں ہو جاتا۔ تو رکن بجا لائے ورنہ نماز کا اعادہ کرے۔

اگر عمداً یا بھولے سے رکن زیادہ ہوجائے تو نماز دوبارہ پڑھے۔

اگر نماز کی ایک یا دو رکعتیں بھولے سے کم پڑھ لے اور نماز تمام کرکے بات کرنے لگے یا پشت بقبلہ ہو جائے اور اسے پھر یاد آئے کہ ایک رکعت کم پڑھی ہے تو نماز دوبارہ پڑھے۔ اگر بغیر طہارت کے نماز پڑھ لے یا وقت سے پہلے یا قبلہ کی طرف پشت کرکے نماز پڑھے تو نماز کو دوبارہ پڑھنا چاہئے خواہ یہ چیزیں عمداً ہوئی ہوں یا بھولے سے اگر علم کے باوجود غصبی جگہ پر یا غصبی لباس میں یا نجس کپڑے میں نماز پڑھے یا نجس جگہ پر سجدہ کرے تو نماز باطل ہے دوبارہ پڑھے۔

اگر ترک کیا ہوا فعل رکن نہیں ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ نماز صبح میں کوئی شخص الحمد اور سورہ بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے۔ یا جہاں آہستہ نماز پڑھنا چاہئے وہاں زور سے پڑھنے لگے۔ یا

جہاں زور سے پڑھنا چاہئے وہاں آہستہ پڑھنے لگے یا ذکر رکوع فراموش کرجائے یا رکوع میں ٹھرنا بھول جائے۔ یا رکوع سے سر اُٹھانا، ذکر سجدہ کرنا، سجدہ کے وقت سات اعضا میں کوئی ایک عضو مس کرنا بھول جائے تو نماز باطل نہ ہوگی۔ بلکہ صحیح رہے گی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو سورۃ پڑھتے ہوئے یاد آئے کہ الحمد نہیں پڑھا۔ تو الحمد پڑھے پھر سورہ کا اعادہ کرے یا سجدہ سے پہلے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا۔ اور قیام میں یاد آئے کہ ایک سجدہ نہیں کیا تو بیٹھ جائے اور سجدہ کرے۔ اور دو سجدہ سہو بجا لائے۔

تشہد اگر بھول جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر سلام کے بعد یاد آئے کہ تشہد یا درود بھول گیا تھا۔ تو ان کی قضا بجالائے اور سجدۂ[1] سہو کرے

۱۔ پانچ چیزوں کے لئے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ (۱) دوران نماز سہواً بات چیت کرے۔ (۲) جس جگہ سلام کا محل نہو وہاں سلام پڑھے (۳) ایک سجدہ فراموش کرجائے (۴) تشہد بھول جائے۔ (۵) کسی شخص کو چو رکعتی نماز میں دو سجدوں کے بعد شک ہو کہ چوتھی رکعت ہے یا پانچویں اور کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو چوتھی رکعت قرار دے کر بعد میں سجدہ بجالائے۔

[بقیہ صفحہ ٦٨ پر]

تیسری صورت «شک» ہے۔ دو رکعتی، سہ رکعتی، چہار رکعتی نماز کی پہلی دو رکعتوں کی تعداد میں شک ہو تو نماز دو بارہ پڑھے۔ اگر یہ معلوم نہیں کہ کل کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تب بھی دوبارہ نماز پڑھے۔ اگر کسی فعل میں شک ہے اور اس کا محل باقی نہ رہا ہو تو اس شک کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور اگر محل باقی ہے تو مشکوک فعل بجالائے۔

اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی چیز ترک کردی ہے اور اس کو بجالائے پھر یہ یاد آئے کہ یہ فعل ترک نہیں ہوا تھا۔ تو اب دیکھنا ہوگا کہ وہ فعل رکن ہے یا نہیں۔ اگر رکن ہے تو نماز دوبارہ پڑھے ورنہ کوئی حرج نہیں۔

اگر چو رکعتی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں شک ہو اور کسی طرح بھی گمان نہ ہو تو زیادہ پر بنا کر کے نماز تمام کرے اور نماز احتیاط بجالائے جیسے کسی کو شک ہو کہ دو رکعتیں پڑھیں یا تین، تین پڑھیں یا چار، تو دو اور تین کی شک کی

[بقیہ صفحہ ۶۷ کا]

مزید تشریح

اگر کسی شخص کو اشتباہ ہو جائے کہ نماز تمام ہوگئی اور وہ بات چیت کرنے لگے۔ پھر معلوم ہو کہ نماز پوری نہیں ہوئی تو اس پر دو سجدہ سہو واجب ہیں اگر تشہد بھول جائے اور تیسری رکعت کے رکوع سے قبل یاد آجائے تو بیٹھکر تشہد پڑھے۔ پھر کھڑا ہوکر تیسری رکعت شروع کرے اور نماز تمام ہونے کے بعد دو سجدۂ سہو بجالائے۔

صورت میں تین پر بنا رکھے اور تین اور چار کی شک کی صورت میں چار پر بنا رکھے اور بعد سلام ایک رکعت کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھکر نماز احتیاط پڑھے۔

دو اور چار میں شک ہو تو چوتھی رکعت قرار دے کر بعد سلام دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے

دو، تین اور چار، میں شک ہو تو چار پر بنا رکھے اور چوتھی رکعت قرار دے کر نماز تمام کرے اور بعد سلام دو رکعت کھڑے ہو کر اور دو رکعت بیٹھ کر نماز احتیاط پڑھے

متعلقہ مسائل

۱۔ جس شخص کو متواتر سہو ہوتا ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

۲۔ امام اور ماموم کے سہو کا بھی اعتبار نہیں بشرطیکہ انمیں سے کوئی ایک یاد رکھے۔

۳۔ اگر سہو ہو کہ مجھے بھول ہو گئی تھی تو اس کا بھی اعتبار نہیں ہے۔

سنتی نمازوں میں شک ہونے کی صورت میں کم پر بھی بنا رکھ سکتا ہے اور زیادہ پر بھی۔

۴۔ نماز میں بھولے سے بات کرنے، بیٹھنے کی جگہ کھڑے ہونے، کھڑے ہونے کی بیٹھ جانے یا سلام بیجا پر (جیسے چو رکعتی نماز پڑھتے ہوئے دوسری رکعت میں سلام پڑھ جائے) سجدہ سہو واجب ہے۔

اگر چار اور پانچ میں شک ہو تو چونھی رکعت قرار دے کر دو سجدۂ سہو بجا لائے

سجدہ سہو

کیفیت اور قضا

کیفیت

مقام سہو کی تعیین کر کے سجدۂ سہو کی نیت کرے اور سجدہ میں یہ دعا پڑھے۔ بسم اللہ و با اللہ اللھم صلّ علی محمدؐ و اٰل محمدؐ پھر بیٹھکر مختصر تشہد پڑھے اور مختصر سلام پڑھکر نماز تمام کر دے۔

قضا

اگر خواب یا نشہ کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے یا نماز میں عمداً یا بھولے سے خلل پیدا ہوجائے تو قضا بجا لانا واجب ہے۔

اگر نماز کے وقت بے ہوش تھا۔ یا کافر تھا (اور اسی حالت میں وقت گزر جائے) تو قضا واجب نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص مرتد ہونے کے بعد مسلمان ہو جائے۔ تو زمانۂ ارتداد کی قضا واجب ہے۔

اگر کسی شخص کو پانی ملے اور نہ مٹی تو اس سے نماز ساقط ہے۔ اگر فریضہ کا وقت داخل ہو جائے اور کوئی قضا نماز بھی ذمہ ہو تو اختیار ہے کہ جس کو چاہے پہلے پڑھے

لیکن اگر نماز حاضرہ کا وقت تنگ ہو تو پہلے نماز حاضرہ پڑھے۔

قضا نماز کیفیت کے اعتبار سے ادا کے مثل ہے۔

اگر کسی شخص سے ایک نماز قضا ہو جائے لیکن اسے یہ یاد نہ رہے کہ کونسی نماز قضا ہوئی ہے تو ایک سہ رکعتی نماز پڑھے ایک چار رکعتی ایک دو رکعتی۔

اگر سفر میں قصر نماز قضا ہوجائے تو حضر میں بھی قصر بجا لائے۔ اور اگر حضر میں نماز قضا ہوجائے تو حالت سفر میں نماز پوری ہی ادا کرے گا۔ نافلہ یومیہ کی قضا سنت ہے۔

اگر بیماری کی وجہ سے نافلہ قضا ہو جائیں۔ تو ہر دو رکعت کے بدلہ میں ایک مدگیہوں صدقہ کرنا سنت ہے۔

اگر اتنی حیثیت نہ ہو تو ایک دن کے بدلہ میں ایک مدگیہوں دے۔

نماز جماعت :۔

نماز جمعہ اور نماز عیدین کے شرائط وجوب اگر موجود ہیں تو ان نمازوں کو جماعت سے پڑھنا واجب ہے۔

اگر عیدین کے شرائط نہیں ہیں تو اس کو اور دیگر واجب نمازوں اور نماز استسقاء کو با جماعت پڑھنا سنت ہے۔[1]

۱۔ نماز جماعت کا ثواب یہ ہے کہ اگر جماعت میں امام کے ساتھ ایک ماموم ہو تو ان دونوں کی ہر رکعت پچاس نمازوں کا ثواب رکھتی ہے۔ دو شخص ہوں تو ان کی ایک

[بقیہ صفحہ ۷۲ پر]

شرائط :-

۱- جماعت کے لئے شرط ہے کہ کم از کم دو آدمی موجود ہوں (لیکن جمعہ کی نماز میں امام کو ملاکر پانچ آدمیوں کا ہونا ضروری ہے -)

۲- امام اور ماموم کے بیچ میں کوئی چیز حائل نہ ہو جس کی وجہ سے ماموم کو امام نظر نہ آ سکے - سوائے عورت کے (عورت اور امام کے بیچ میں اگر پردہ ہو تو نماز صحیح ہے -)

۳- امام کی جگہ اتنی بلند نہ ہو جو غیر فطری محسوس ہو - لیکن اس کے بر عکس جائز ہے -

۴- ماموم اور امام میں عادت سے زیادہ فاصلہ نہ ہو - البتہ اگر درمیان میں صفیں ہیں تو کوئی حرج نہیں -

احکام :-

۱- جماعت میں شامل ہونے کی آخری حد رکوع ہے -

[بقیہ صفحہ ۷۱ کا]

رکعت ۶۰۰ نمازوں کے برابر ہیں - اسی طرح جتنے زیادہ لوگ ہونگے ثواب اسی اعتبار سے بڑھتا رہے گا - اگر بارہ ہو جائیں تو ان کا ثواب یہ ہے کہ اگر تمام آسمان کاغذ بنجائیں تمام دریا روشنائی بنجائیں - تمام درخت قلم بنجائیں اور تمام ملائکہ و جن وانس کاتب بنجائیں تب بھی ایک رکعت کا ثواب تحریر نہیں کرسکتے -

اگر ماموم امام کو رکوع میں پالے تو جماعت میں شریک ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

۲۔ ماموم کو پہلی اور دوسری رکعت میں الحمد اور سورہ نہ پڑھنا چاہئے۔

۳۔ نماز میں کوئی فعل امام سے پہلے نہ بجالائے۔

۴۔ اقتداء کی نیت ضروری ہے۔

۵۔ امام اور ماموم کی نمازوں میں اختلاف جائز ہے۔ (یعنی اگر امام عصر نماز کی پڑھ رہا ہے تو ماموم ظہر کی پڑھ سکتا ہے اور امام ادا پڑھ رہا ہے تو ماموم قضا پڑھ سکتا ہے۔)

۶۔ اگر ماموم ایک ہے تو مستحب ہے کہ امام کے داھنی طرف کھڑا ہو۔

۷۔ اگر جماعت ہے تو امام کے پیچھے ہو۔

۸۔ اگر عورتیں، مردوں کے ساتھ نماز پڑھ رہی ہوں تو وہ ان کے پیچھے رہیں گی۔

شرائط امامت:۔

۱۔ مکلف ہونا۔ ۲۔ عادل ہونا ۳۔ حلال زادہ ہونا کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والوں کی قیادت بیٹھ کر پڑھنے والہ نہیں کرسکتا۔ اُمی قاری کی امامت نہیں کرسکتا۔

لکنت والا صحیح زبان والے کی امامت نہیں کرسکتا۔

عورت مرد اور خنثیٰ کی امامت نہیں کرسکتی۔

ہاشمی اور صاحب مسجد اور صاحب مکان قابل ترجیح نہیں

جس کی قرأت سب سے اچھی ہو وہ سب پر مقدم ہوگا۔ پھر جو سب سے زیادہ فقیہ ہو، پھر جس نے (دار الکفر سے) سب سے پہلے ہجرت کی ہو، پھر جو سب سے زیادہ خوبصورت ہو۔

مکروہات :۔

۱۔ حاضر کا مسافر کے پیچھے نماز پڑھنا۔

۲۔ جس شخص نے وضوء یا غسل کیا ہو۔ اس کا تیمم کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا۔

۳۔ تندرست کا مبروص اور جذامی کے پیچھے نماز پڑھنا۔

۴۔ اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جس پر حد جاری ہو چکی ہو اور اُس نے توبہ کرلی ہو۔

۵۔ جس سے ماموین کراہیت کریں اس کے پیچھے نماز پڑھنا۔

۶۔ اعرابی کا مہاجرین کے پیچھے نماز پڑھنا۔

متعلقہ مسائل

۱۔ اگر دوران نماز امام کا وضوء ٹوٹ جائے تو اُسے چاہئے کہ وہ اپنا نائب مقرر کرے۔ اور اگر مرجائے یا بے ہوش ہو جائے تو مقتدی اپنے میں سے کسی ایک کو آگے بڑھا کر امام بنالیں گے۔ بشرطیکہ اس میں شرائط پائے جاتے ہوں۔

۲۔ جس شخص کو خوف ہو کہ جماعت تک پہونچنے پر رکعت نہ مل پائیگی اُسے چاہئے کہ جس جگہ ہے وہاں

ہی نیت کرلے اور چل کر جماعت میں شریک ہو جائے (بہتر ہے کہ ایسی صورت میں پاؤں گھسیٹتا ہوا چلے)

۳- اگر امام تکبیرۃ الا حرام کہے اور کوئی شخص نافلہ پڑھا رہا تو نماز نافلہ کو وہ شخص ختم کردے، اور اگر نماز واجب پڑھ رہا ہے تو اس کو نافلہ سے بدلکر توڑ دے اور جماعت میں شریک ہو۔

اگر امام اصل موجود ہوں تو نماز واجب کو بھی توڑ کر امام کی متابعت کرے گا۔

۴- اگر امام کچھ رکعتیں پڑھ چکا ہے تو ماموم بقیہ میں شرکت کرکے اپنی نماز کی ابتداء قرار دے گا جب امام اپنی نماز تمام کرے تو ماموم اٹھکر اپنی نماز پوری کرے گا۔

مسجد

۱- مستحب ہے کہ مسجد کی عمارت کھلی ہوئی ہو

۲- مقام طہارت دروازے کے پاس ہو

۳- منارہ (جائے اذان) دیوار کے قریب ہو۔

۴- مسجد میں چراغ جلایا جائے۔

۵- مسجد گر جائے تو تعمیر کرایا جائے۔

محرمات

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں استعمال کرنا جائز ہے۔ لیکن مسجد کو رنگنا۔ اس پر نقش و رنگار بنانا

مسجد کی زمین کو اپنی ملک یا راستہ میں شامل کرنا، اس میں نجاست داخل کرنا، اور اس میں سے (حصے) نکالنا حرام ہے، اگر نکال لیا ہے تو اسے واپس لانا چاہئے۔

مکروہات :-

مسجد کو بلند بنانا، اس کی دیوار میں محراب بنانا، کنگرہ بنانا، مسجد کو راستہ قرار دینا، اس میں خرید و فروخت کرنا، حد جاری کرنا، شعر پڑھنا، صنعتوں کا کام کرنا، مسجد میں سونا، تھوکنا، دیوانوں کو مسجد میں بٹھانا، احکام نافذ کرنا۔

داخلہ کے احکام :-

مسجد میں داخل ہوتے وقت داھنا پاؤں پہلے رکھنا اور نکلتے وقت بایاں پاؤں رکھنا سنت ہے، مسجد کو جھاڑنا سنت ہے۔

نماز خوف :-

نماز خوف قصر[1] ہے بسفر میں ہو یا حضر میں جماعت سے پڑھے یا منفرد۔

شرائط :-

۱۔ مسلمان اتنے ہوں جن کو دو فوجوں پر تقسیم کیا جا سکے اور ہر حصہ دشمن کا مقابلہ کرے۔

۱۔ یعنی یہ نماز مختصر پڑھی جائے گی۔

۲۔ دشمنوں کی اتنی تعداد ہو کہ ان سے خوف محسوس ہوتا ہو۔

۳۔ دشمن قبلہ کی طرف نہ ہو۔

طریقہ :۔

امام پہلی جماعت کے ساتھ ایک رکعت بجالائے اور دوسری رکعت کے لئے ٹہر جائے۔ تاکہ یہ جماعت دوسری رکعت کو فرادی پڑھکر نماز تمام کردے۔

دوسری جماعت امام کی اس طرح قائم ہوگی کہ فوج کا دوسرا حصہ نماز پڑھے۔ امام دوسری رکعت اس جماعت کے ساتھ پڑھے گا اور تشہد پر جاکر ٹہر جائے گا۔ چونکہ دوسری جماعت کی یہ پہلی رکعت ہوگی۔ اس لئے وہ دوسری رکعت فرادی پڑھے گی اور جب تشہد تک پہونچ جائے تو امام ان کے ساتھ تشہد اور سلام پڑھے۔

اگر سہ رکعتی نماز ہے تو امام پہلی جماعت کے ساتھ ایک رکعت دوسری جماعت کے ساتھ دو رکعتیں ادا کرے گا۔ یہ بھی جائز ہے کہ پہلی کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اور دوسری کے ساتھ ایک۔

ہتھیار ساتھ رکھنا واجب ہے بشرطیکہ ہتھیار واجبات ادا کرنے میں مانع نہ ہو۔ اگر ہتھیار واجبات کی ادائیگی میں مانع ہو رہا ہے تو صرف ضرورت بھر رکھنا چاہئے۔ شدت خوف کی نماز جیسے ممکن ہو ویسے ہی ادا کی جائے گی۔

یعنی کھڑے ہوکر، چلتے ہوئے، یا سواری کی حالت میں جیسے بھی ممکن ہو۔ اگر گھوڑے پر سوار ہوں تو زمین پر سجدہ ہوگا پیدل ہو تو صرف اشارہ کرے، اشارہ بھی ممکن نہ ہو تو صرف تسبیح پڑھ لے، ہر رکعت کے بدلے سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کہے، کیچڑ میں پھنسا ہوا اور ڈوبتا ہوا انسان اشارہ سے نماز پڑھے۔ نماز، سفر یا خوف میں بھی قصر پڑھی جاسکتی ہے۔

نماز مسافر

کیفیت:۔

سفر میں چو رکعتی نمازیں دو رکعتی ہو جاتی ہیں۔

شرائط:۔

۱۔ مسافت[۱] یعنی ۸ فرسخ[۲] جانے کا ارادہ ہو۔ یا چار فرسخ جاکر اسی روز واپسی کا ارادہ ہو،[۳]

۱۔ تقریباً سوا ستائس میل

۲۔ ایک فرسخ شرعی ساڑھے پانچ کلو میٹر کے برابر ہوتا ہے۔

۳۔ اگر کسی کو یہ نہ معلوم ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اُسے نماز پوری پڑھنی چاہئے اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اور وہ نماز قصر پڑھے پھر معلوم ہو کہ آٹھ فرسخ نہیں ہے تو جو نماز پڑھ چکا ہے اُسے دوبارہ پوری پڑھے۔ اور اگر وقت گزرگیا ہے تو قضا پڑھے۔ مسافر کے لئے ضروری ہے کہ ایک ہی بستی میں قیام کرے۔ اگر کسی شخص کا ارادہ ہو کہ وہ اس دن کربلا اور کوفہ میں گزارے گا تو اس صورت میں نماز قصر نہ ہوگی۔

۲۔ سفر اس جگہ پر ختم نہ ہو رہا ہو جس کو وطن بنا کر چھ ماہ یا اس سے زیادہ رہ چکا ہو۔

۳۔ قیام :۔ دس دن ٹھرنے کا ارادہ نہ ہو۔ اگر دس دن ٹھرنے کا ارادہ ہے تو وہاں پوری نماز پڑھے گا۔

۴۔ سفر مباح ہو، حرام سفر میں نماز قصر نہ ہوگی۔

۵۔ کثیر السفر نہ ہو۔ یعنی سفر کرنا اس کا پیشہ نہ ہو جیسے ملاح، چرواہے، بدو، تاجر، یا ایسے لوگ جو دس دن کسی جگہ قیام نہ کرتے ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی اپنے شہر میں یا دوسرے شہر میں دس دن ٹھرے تو جس جگہ وہ ٹھرے گا وہاں پوری نماز پڑھے اور وہاں سے نکل کر قصر پڑھے۔

۶۔ بستی کی دیواریں نظروں سے پوشیدہ ہو جائیں یا اذان کی آواز نہ سنائی دے ان شرائط کے پائے جانے کی صورت میں نماز کا قصر کرنا واجب ہے۔ البتہ مسجد نبوی، مسجد کوفہ، حرم پیغمبر، مسجد حرام، روضہ آئمہ پر اختیار ہے کہ چاہے پوری پڑھے یا قصر پڑھے[1]۔

۱۔ پوری نماز پڑھنا افضل ہے اور قصر پڑھنا احوط ہے البتہ اگر ان مسجدوں کے اس حصہ میں نماز پڑھنا چاہے جو پہلے زمانہ میں مسجد کا جزو نہ رہا ہو لیکن بعد میں شامل کر لیا گیا ہو تو احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ نماز قصر پڑھے

ان مقامات کے علاوہ حالت سفر میں اگر کوئی شخص عمداً پوری نماز پڑھے تو اس کا اعادہ[1] کرنا چاھئیے۔

جاھل مسئلہ پر اعادہ واجب نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد سفر شروع کرے اور وقت نماز باقی بھی ہو تو اُسے قصر پڑھنا چاھئیے اگر کوئی شخص ایسے وقت گھر پہونچا ہے جبکہ نماز کا وقت باقی ہے تو اُسے پوری نماز پڑھنا چاھئیے۔

اگر کسی جگہ دس دن قیام کا اردہ ہے تو نماز پوری پڑھیگا۔ اور اگر قیام میں تردو ہو تو تیس دن تک قصر اس کے بعد پوری نماز پڑھیگا۔

روزہ

پہلا باب

نیت

خوشنودی خدا کی خاطر اپنے نفس کو اُن چیزوں سے روکنا جو روزہ ٹوٹنے کا سبب ہوتی ہیں۔

روزے چار طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) واجب (۲) سنت (۳) مکروہ (۴) حرام

۱۔ اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ سفر میں نماز قصر ہوتی ہے۔ اور فراموش کرکے پوری نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے۔ مستحب ہے کہ مسافر نماز قصر پڑھنے کے بعد تیس مرتبہ سبحان اللہ و الحمد للہ ولاالٰہ الا اللہ اکبر کہے۔

۱- واجب روزے:

رمضان کے روزے، قضا اور کفارہ کے روزے، نذر وشبہ نذر کے روزے، قربانی اور حج کے روزے، اعتکاف کے روزے۔

سنتی روزے:

یوں تو اُن دنوں کے علاوہ جنمیں روزہ حرام یا مکروہ ہے، پورے سال کے روزے رکھ سکتا ہے البتہ جن دنوں میں روزہ رکھنے کی تاکید ہے وہ یہ ہیں۔

۱- ہر ماہ کا پہلا پنجشنبہ۔

۲- پہلا چہار شنبہ۔

۳- ہر ماہ کا آخری پنجشنبہ۔

۴- روزہ غدیر (۱۸ ذی‌الحجہ)۔

۵- عید مباہلہ (۲۴ ذی‌الحجہ)۔

۶- روزہ بعثت (۲۷ رجب)۔

۷- روز ولادت آنحضرت صلعم (۱۷ ربیع الاول)۔

۸- روز عاشورہ بطور غم[1] (اس روزہ کو بعد عصر تمام کر دینا چاہئے)۔

۹- روز عرفہ، شرط یہ ہے کہ روزہ، دعاء پڑھنے میں کمزوری کا سبب نہ بن رہا ہو۔

۱- یہ روزہ مستحب نہیں ہے۔ آغائے خمینی۔

۱۰ - ماہ رجب ۔

۱۱ - ماہ شعبان ۔

۱۲ - ایام البیض (ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو)

۱۳ - ہر پنجشنبہ اور جمعہ کا روزہ ۔

جو مسافر بعد زوال آئے یا قبل زوال آئے لیکن افطار کرچکا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنے کو مبطلات روزہ سے الگ رکھے ۔

جو مریض دن کے کسی حصے میں اچھا ہو جائے یا وہ عورت جو حیض اور نفاس سے دن میں پاک ہوجائے یا وہ کافر جو اسلام لے آئے ، وہ بچہ جو بالغ ہوجائے ، وہ مجنون اور بےہوش جو دن کے کسی حصہ میں درست ہو جائے اس کا بھی یہی حکم ہے ۔

جو شخص کسی کا مہمان ہو اس کو میزبان کی اجازت کے بغیر ، زوجہ کو شوہر کی اجازت کے بغیر ، بیٹے کو باپ کی اجازت کے بغیر ، غلام کو آقا کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے ۔

حرام روزے :

۱ - عیدین (عیدالفطر ، عیدالضحیٰ) ۔

۲ - جو شخص مقام منیٰ میں ہو اس کو ذی‌الحجہ کی ۱۱، ۱۲ ، ۱۳ ، تاریخ کو روزہ رکھنا ۔

۳ - یوم الشک کا روزہ بقصد رمضان رکھنا ۔

۴۔ کسی معصیت کی نذر کرکے روزہ رکھنا[1]۔

۵۔ روزہ صمت[2]۔

۶۔ سفر میں واجب روزہ رکھنا، البتہ سفر میں ایسے روزے رکھے جا سکتے ہیں جو قربانی کے عوض رکھے جاتے ہیں یا نذر ہو کہ میں سفر میں روزہ رکھونگا۔

مسائل:

۱۔ عمداً قبل غروب آفتاب عرفات سے سفر کرنے والا شخص بھی سفر میں روزہ رکھ سکتا ہے۔

۲۔ جس کا سفر حضر سے زیادہ ہو یعنی ایسا شخص جس کا قیام کسی جگہ دس دن نہ رہتا ہو وہ بھی سفر میں واجب روزہ رکھ سکتا ہے۔

واجب روزوں میں ماہ رمضان کے پورے ایک ماہ کے روزے واجب ہیں۔

مکروہ روزے:

۱۔ مسافر کو سنتی روزہ رکھنا

۲۔ جس شخص کی دعوت کی گئی ہو اس کو اس دن کا روزہ رکھنا۔

۱۔ جیسے یہ نذر کہ اگر میں چوری کرنے میں کامیاب ہو گیا تو روزہ رکھوں گا۔

۲۔ نیت کرنا کہ میں کسی سے نہ بولوں گا۔

۳۔ ذی الحجہ کے چاند میں اگر شک ہو اور معلوم نہ ہو کہ روز عرفہ ہے یا روز عید قربان اس دن روزہ رکھنا۔

علامت رمضان:

۱۔ رویت ہلال،

۲۔ شعبان کے تیس دن گزر جائیں۔

۳۔ معتبر اور عادل گواہ، گواہی دیں۔

۴۔ عام شہرت[1] ہو جائے۔

شرائط وجوب روزہ:

روزے کے واجب ہونے کی چھ شرطیں ہیں

۱۔ بالغ ہونا۔

۲۔ عاقل ہونا۔

۳۔ تندرست ہونا (یعنی مریض نہ ہونا)۔

۴۔ وطن میں ہونا۔

۵۔ حیض سے پاک ہونا۔

۶۔ نفاس سے پاک ہونا۔

۱۔ کسی بھی چیز کے ذریعہ چاند نمودار ہونے کا یقین ہو جائے۔ ٹیلیگراف سے رویت ہلال ثابت نہ ہوگی۔ البتہ جن دوشہروں کا افق ایک ہو انمیں ٹیلیگراف کے ذریعہ چاند ہونے کی اطلاع ملے تو یقین کیا جا سکتا ہے۔

نیت :

اگر معینہ روزہ رکھنا ہے جیسے ماہ رمضان کا روزہ تو محض نیت تقرب کافی ہے - ورنہ تعین کرنا ضروری ہے -

وقت نیت :

رات میں قبل طلوع صبح صادق نیت کرنا چاہئے - اگر فراموش ہو جائے تو زوال آفتاب تک نیت کی جا سکتی ہے - البتہ بعد زوال آفتاب روزہ کی نیت نہیں کر سکتا - پھر بھی اس کو چاہئے کہ روزہ توڑ دینے والی چیزوں سے اجتناب کرے اور پھر قضا بجالائے، ماہ رمضان کے تمام روزوں کی نیت پہلے روز بھی کر سکتا ہے یوم الشک میں سنتی روزہ شعبان کے قصد سے رکھ سکتا ہے - اگر بعد میں معلوم ہو کہ شک والا دن رمضان کا پہلا دن تھا تو وہ اسی میں شمار کر لیا جایگا -

اگر کوئی شخص روزہ نہ رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو اور دن میں اُسے معلوم ہو کہ رمضان ہے - اگر اُس نے روزہ توڑ دینے والی چیزوں کا استعمال نہیں کیا ہے - تو زوال آفتاب تک نیت کر سکتا ہے - لیکن اگر زوال آفتاب کے بعد معلوم ہو تو واجب ہے کہ دن کا بقیہ وقت مفطرات سے علاحدگی میں گزارے اور اس دن کی قضا کرے -

وقت :

روزہ کا وقت طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہے -

مبطلات روزہ:

جنسے قضا بھی واجب ہے اور کفارہ بھی۔

۱۔ کھانا پینا۔

۲۔ جماع کرنا (قبل میں یا دبر میں عورت ہو یا مرد)

۳۔ خدا، رسولؐ خدا اور آئمہؑ کی طرف جھوٹ کی نسبت دینا۔

۴۔ انزال ہونا خواہ بغیر مجامعت کے ہو۔

۵۔ عمداً حلق میں غبار پہونچانا۔

۶۔ صبح تک حالت جنابت پر باقی رہنا اس طرح کہ حالت جنابت صبح صادق سے پہلے ہوگئی ہو۔ لیکن اگر مجنب یہ سونچے کہ ابھی وقت ہے۔ اُٹھکر غسل یا تیمم کر لونگا۔ اور سوجائے پھر آنکھ کھلے لیکن تیمم یا غسل کرنے میں پھر سستی دکھلائے۔

وہ صورتیں جہاں صرف قضا واجب ہے۔ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ صبح صادق کے بعد مفطرات روزہ استعمال کرنا اس گمان سے کہ ابھی رات باقی ہے۔

۲۔ کسی شخص کے کہنے پر کہ رات ہے مفطرات کا استعمال کرنا حالانکہ صبح ہو چکی ہو۔

۳۔ غروب آفتاب سے پہلے رات ہو جانے کے وہم میں افطار کرلینا۔ اگر عام طور سے یہ گمان ہو جائے کہ رات داخل ہوگئی۔ لیکن در حقیقت رات نہ ہوئی ہو تو قضا نہیں ہے۔

۴ - رات کے داخل ہونے کے سلسلہ میں دوسرے کی تقلید میں روزہ افطار کرلینا، حالانکہ رات نہ داخل ہوئی ہو -

۵ - جنابت کے بعد سو گیا ہو پھر آنکھ کھلی ہو لیکن بغیر غسل کئے دوبارہ سو جائے یہاں تک کے صبح ہو جائے -

۶ - جان بوجھ کر قے کرنا -

۷ - پانی کا حلق میں ٹھنڈ پہونچانے کی غرض سے داخل کرنا - البتہ نماز کے لئے کلی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے -

۸ - سیال حقنہ کرنا -

۹ - پانی میں غوطہ لگانا، اس میں دو قول[1] ہیں - (ایک یہ ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے دوسرا قول ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا[2])

---

۱ - علماء متاخرین کی تحقیق یہ ہے کہ غوطہ لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے -

۲ - علماء متاخرین نے اپنی تحقیق سے مندرجہ ذیل صورتوں میں روزہ کا باطل ہونا بتایا ہے -

(۱) ملاعبت کی وجہ سے منی نکل آئے لیکن منی نکالنے کا قصد نہ ہو - (۲) کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس سے روزہ باطل ہوتا ہے - لیکن روزہ کی نیت بھی نہ کی ہو - (۳) غسل جنابت کرنا بھول گیا ہو اور ایک روز یا چند روز کے بعد یاد آئے - (۴) کوئی شخص یہ بتائے کہ صبح ہوگئی - کھانا بند کردو لیکن اس کی بات کو مذاق سمجھ لیا جائے - ان صورتوں میں صرف قضا واجب ہے -

مکروہات:

۱ - ناک میں دوا ڈالنا۔

۲ - ایسا سرمہ لگانا جس میں ایلوا یا مشک ہو۔

۳ - جسم سے خون نکالنا۔

۴ - حمام جانا (جو باعث ضعف و نقاہت ہو۔)

۵ - نرگس اور دوسرے پھول سونگھنا۔

٦ - سوکھی چیزوں سے حقنہ کرنا۔

۷ - جسم پر گیلا کپڑا ڈالنا۔

۸ - اپنی زوجہ کا بوسہ لینا۔

۹ - عورت کا پانی میں بیٹھنا۔

مباحات:

۱ - انگوٹھی چوسنا۔ ۲ - گھاس چبانا۔

۳ - کھانا چکھنا بشرطیکہ تھوک دیا جائے۔

۴ - طائر کے لیے منہ میں چبا کر دانہ ڈالنا۔

۵ - گردن تک پانی میں اترنا۔

متعلقہ مسائل:

۱ - رمضان، نذر معین، رمضان کے روز دن کی قضا بعد زوال اگر روزہ توڑ دیا جائے تو کفارہ واجب ہے۔ کچھ لوگوں کے خیال کے مطابق اعتکاف کے تیسرے دن کے روزے

کا بھی یہی حکم ہے جو روزے معین نہیں ہیں جیسے نذر مطلق کا روزہ اور رمضان کے روزے کی قضا کا روزہ (اگر قبل زوال توڑ دیا جائے)۔ یا سنتی روزہ توڑ دیا جائے تو اس پر کچھ نہیں۔

۲ ۔ کفارہ یہ ہے کہ یا تو ایک غلام آزاد کرے یا پے در پے ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ قضائے رمضان کے روزے کو بعد زوال توڑنے پر دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ ممکن نہ ہو تو تین روزے رکھے۔ اگر کئی روزے توڑے تو سب کا کفارہ الگ الگ ہے۔ روزہ توڑنے والا مستحق سزا ہے۔ اور اگر وہ روزہ توڑنا حلال سمجھتا ہو تو واجب القتل ہے۔

۳ ۔ حالت روزہ میں زوجہ کو مقاربت پر مجبور کرنے والا شخص عورت کے کفارہ کا ذمہ دار ہے۔ اگر عورت کی رضا مندی شامل تھی تو وہ اپنا کفارہ خود ادا کرے گی۔

تیسرا باب

وقت کے لحاظ سے واجب روزوں کی تقسیم۔

۱ ۔ مضیق :

جس کا وقت محدود ہو جیسے رمضان کے روزے، قضائے رمضان کے روزے نذر معین کا روزہ، اعتکاف کے تیسرے دن کا روزہ۔

۲ - مخیر :

حالت احرام میں سر منڈانے کے کفارہ کا روزہ ، رمضان کے کفارہ کا روزہ ، حالت احرام میں شکار کرنے پر کفارہ کا روزہ ۔

۳ - مرتب :

(وہ روزے جو نامناسب کام کرنے کی وجہ سے بطور سزا شریعت نے مقرر کئے ہیں) جھوٹی قسم کے کفارہ کا روزہ ، غلطی سے کسی کو قتل کر دینے کے کفارہ کا روزہ ، ظہار کے کفارہ کا روزہ ، قربانی کے بدلہ روزہ رکھنا ، قضاے رمضان کے روزہ کا بعد زوال توڑ دینے کے کفارہ کا روزہ ۔

ہر قسم کے کفارہ کے روزوں میں پے در پے رکھنا لازمی ہے ۔ البتہ نذر مطلق ، شبہ نذر ، قضا ، شکار کے بدلہ روزہ ، قربانی کے بدلہ روزوں کو پے در پے رکھنا شرط نہیں ہے ۔

ہر وہ روزہ جس میں پے در پے رکھنا شرط ہو ان کو اگر کسی عذر (بیماری وغیرہ) کی وجہ سے ترک کر دے تو عذر ختم ہونے کے بعد ان کو پھر شروع کر دینا چاہئے (عذر پیش آنے سے پہلے کے روزے اسی میں شمار کرلئے جائیں گے) اور اگر بغیر عذر ترک کئے ہیں (تو ترک کرنے سے پہلے کے روزوں کا کوئی شمار نہ ہوگا) بلکہ کفارہ کے روزے ازسر نو شروع کرنے چاہئیں ۔

جس شخص پر دو ماہ کے مسلسل روزے واجب ہوں (اس کے لئے رعایت ہے) وہ ایک ماہ کے پورے روزے اور دوسرے مہینہ میں کم از کم ایک روزہ رکھنے کے بعد کچھ دنوں کا وقفہ دے سکتا ہے ۔ جس شخص پر ایک مہینہ کے روزے ہوں اور اس نے پندرہ دن کے روزے رکھ لئے ہوں یا جس شخص پر قربانی کے بدلہ کے تین روزے واجب ہوں اور اس نے ترویہ، عرفہ کا روزہ رکھ لیا ہو ۔ تو وہ بقیہ روزہ وقفہ دیکر بھی رکھ سکتا ہے ۔

چوتھا باب

معذور لوگوں کے احکام

۱ ۔ درمیان رمضان میں اگر کسی عورت کو حیض آنا شروع ہو جائے تو اس کا روزہ باطل ہے (اور بعد طہارت) اس کی قضا واجب ہے ۔ جو عورت صبح کے بعد (یعنی روزہ کے شروع ہونے کے بعد) حیض یا نفاس سے پاک ہو تو سنت ہے کہ وہ شام تک مفطرات سے پرہیز کرے اور بعد میں قضا بجا لائے ۔

۲ ۔ بچہ صبح سے پہلے بالغ ہو جائے یا دیوانہ اچھا ہوجائے تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر بعد صبح ہو تو کچھ نہیں ۔

۳ ۔ بیمار قبل زوال اچھا ہو جائے مسافر قبل زوال وطن میں لوٹ آئے اور انہوں نے مفطرات کا ارتکاب نہ کیا ہو

تو واجب ہے کہ وہ روزہ کی نیت کرلیں اور مفطرات سے پرہیز کریں یہی روزہ ان کے لئے کافی ہوگا ۔ اگر یہ صورت بعد زوال ہو تو روزہ واجب نہیں ہے ۔

۴ ۔ اگر بیماری دوسرے رمضان تک طول کھینچ جائے تو گذشتہ رمضان کی قضا واجب نہیں ہے ۔ البتہ ہر ایک روزہ کے بدلہ ایک مد گیہوں خیرات کرنا چاہئے ۔

۵ ۔ اگر دو رمضانوں کے بیچ میں اچھا ہو جائے ۔ لیکن گذشتہ رمضان کی قضا نہ بجا لایا ہو تو دوسرے رمضان کے بعد قضا بجا لاسکتا ہے ۔ بشرطیکہ روزوں کے قضا کرنے کی نیت رہی ہو ۔ اگر معذور ہو تو ہر روزہ کے بدلہ ایک مد صدقہ دے ۔

٦ ۔ دو رمضان سے اگر زیادہ رمضان کے روزوں کی قضا ہوگئی ہے تو دو رمضان کے احکام جاری ہونگے ۔

۷ ۔ بیمار اور مسافر کے لئے ترک روزہ واجب ہے اگر وہ روزہ رکھیں تو شمار نہ ہوگا ۔ روزے کے قصر کے شرائط وہی ہیں جو نماز کے شرائط ہیں ۔

۸ ۔ بوڑھا یا بڑھیا جو روزہ رکھنے سے معذور ہوں انہیں ہر دن کے بدلہ ایک مد صدقہ دینا چاہئے ۔ یہی حکم اس شخص کا ہے جس کو پیاس کی بیماری ہو البتہ صحت کے بعد اس پر قضا واجب ہے ۔

۹ ۔ جس عورت کے حمل کے دن قریب ہوں ۔ اور جو عورت دودھ پلاتی ہو (اور اس کا دودھ کم ہو) انہیں اجازت ہے کہ وہ روزے چھوڑ دیں۔ لیکن عذر برطرف ہو جانے کے بعد قضا ضروری ہے اور صدقہ بھی ضروری ہے ۔

۱۰ ۔ کوئی شخص بیماری میں مر جائے اور اس پر روزہ کی قضا ہو تو ولی[1] کے لئیے سنت ہے کہ وہ اس کے روزوں کی قضا بجا لائے ۔

۱۱ ۔ اگر مرنے والے کے روزے سفر وغیرہ کی وجہ سے ترک ہوئے ہوں تو ولی پر ان کی قضا واجب ہے ۔ اگر دو ولی ہوں تو دونوں پر ذمہ‌داری ہے ۔ ولی ماں کی طرف سے بھی روزے رکھے گا ۔ اگر اولاد میں سب سے بڑی بیٹی ہے تو قضا ساقط ہے البتہ ہر روزہ کے بدلہ ترکہ میں سے صدقہ دیا جائے گا ۔ اگر مرنے والے پر دو مہینہ کے روزوں کی قضا ہو تو ولی کو چاہئیے کہ ایک مہینہ کی قضا بجا لائے اور دوسرے مہینہ کے لئیے میت کے مال سے صدقہ دے ۔

اعتکاف

تعریف: ۔

مسجد مکہ ، مسجد نبوی ، مسجد کوفہ ، مسجد بصرہ میں بغرض عبادت ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

---

۱ ۔ ولی بڑا بیٹا ہے ۔

شرائط :-

(۱) نیت (۲) روزہ رکھنا (۳) کم سے کم تین دن کا اعتکاف۔

اعتکاف کی قسمیں :-

(۱) واجب (۲) سنت

۱- اعتکاف واجب نذر یا شبہ نذر کے ذریعہ

۲- اعتکاف سنت محض خوشنودی خدا کی خاطر اعتکاف کرنا ، البتہ جب اعتکاف کے دو روز گزر جائیں تو تیسرا روز واجب ہے۔

احکام :-

۱- حالت اعتکاف میں مسجد سے سوائے کسی خاص ضرورت کے یا عبادت کے (جیسے مشایعت جنازہ، بیمار کی عیادت ، نماز جنازہ، ادائے شہادت) باہر نہ نکلے

۲- اگر باہر نکلا ہے تو سایہ میں نہ چلے اور نہ کہیں بیٹھے۔

۳- مقام اعتکاف کے علاوہ کہیں نماز نہ پڑھے۔ البتہ مکۃ مکرمہ میں مقام اعتکاف کے علاوہ دوسری جگہ بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔

مستحبات

بوقت نیت شرط کرنا کہ ضرورت کی بنا پر مقام اعتکاف سے باہر جاؤں گا۔

محرمات:-

۱- دوران اعتکاف عورتوں سے لذت اُٹھانا۔

۲- خرید و فروخت کرنا۔

۳- خوشبو سونگھنا

ہر وہ چیز جو روزہ کو باطل کرتی ہے وہ اعتکاف کو بھی باطل کرتی ہے۔ اگر دوران اعتکاف جماع کرے تو اس کا کفارہ، کفارہ رمضان کی طرح ہے۔ اگر اعتکاف دوران رمضان ہے اور اس صورت میں مقاربت کرے تو دوگنا کفارہ واجب ہے۔ اگر جماع کے علاوہ دوسری ایسی اشیاء بجا لائے جو موجب کفارہ ہیں اور اعتکاف واجب ہو (نذر کیوجہ سے) تو ایک کفارہ دیگا ورنہ نہیں (یعنی اگر اعتکاف مستحبی ہے) البتہ اعتکاف کے تیسرے دن کفارہ واجب رہے گا۔ اگر عورت کو حالت اعتکاف میں حیض آجائے یا کوئی بیمار ہوجائے تو اعتکاف سے خارج ہو جائے۔ اگر اعتکاف واجب تھا تو اس کی قضا ہوگی۔

حج

حج[1] کی قسمیں:

۱ - حج اسلام۔

۲ - نذر یا شبہ نذر سے واجب حج۔

---

۱ - خانۂ خدا کی زیارت کرنا اور ان اعمال کا بجا لانا جو اس زیارت سے مخصوص ہیں۔

۳ - وہ حج[1] جو اجارہ سے واجب ہو -

۴ - حج افساد -

۱ - حج اسلام :

شرع کی طرف سے تمام شرائط کے ہوتے ہوئے مرد، عورت اور خنثیٰ[1] پر ایک مرتبہ حج کرنا واجب ہے -

شرائط[2] :

بالغ ہونا، عاقل ہونا - آزاد ہونا، زاد سفر اور سواری کا مہیا ہونا - خانۂ خدا تک پہونچنے کا امکان ہونا -

مسائل :

۱ - اگر بچہ حج کرے تو کافی نہیں ہے - البتہ اگر حج کرتے ہوئے عرفات اور مشعر میں سے کسی مقام پر بالغ ہو جائے تو اس کا حج صحیح ہے - یہی حکم غلام کا ہے - وہ بچہ جس کو کچھ تمیز نہ ہو اس کا اور مجنون کا احرام صحیح ہے - غلام آقا کی اجازت سے احرام باندھ سکتا ہے - اگر کوئی شخص اس حالت میں حج کو جائے کہ اس پر حج

---

۱ - کسی دوسرے کی طرف سے اجرت لے کر حج کرنا -

۲ - حج کو جانے کے لئے کسی حرام کام پر مجبور نہ ہو - جیسے کسی کا مال غصب کرنا پڑے یا کسی واجب کام کو ترک کرنا پڑے ایسی صحت ہو کہ مکہ جاکر حج بجا لاسکے - اس قدر اثاثہ ہو کہ واپسی پر مجبوروں کی سی زندگی نہ بسر کرنا پڑے -

واجب نہیں ہے اور بعد میں وہ صاحب استطاعت ہو کر اس قابل ہو کہ اس پر حج واجب ہو جائے تو پہلا حج کافی نہیں ہے۔ اگر صاحب استطاعت شخص بیمار ہو جائے تو اس پر نائب مقرر کرنا واجب نہیں ہے اگر مستطیع ہونے کے باوجود غفلت کر جائے اور مر جائے تو اصل ترکہ سے اس کی قضا بجالائی چاہئے۔ خواہ ترکہ میں اتنا ہی مال ہو کہ اجرت ادا کی جا سکے۔ جس شخص پر حج واجب ہو وہ سنتی حج نہیں کر سکتا۔ نہ نائب بن سکتا ہے۔ عورت کے حج کے لئے ضروری نہیں کہ محرم ساتھ ہو اور نہ ہی شوہر کی اجازت ضروری ہے۔ البتہ سنتی حج کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے۔

نیابت کی شرطیں:

۱۔ مسلمان ہونا۔ ۲۔ عاقل ہونا۔

۳۔ اس پر حج واجب نہ ہونا۔

انواع حج

۱۔ حج تمتع۔

۲۔ حج افراد۔

۳۔ حج قران۔

۱۔ حج تمتع:

کی صورت یہ ہے کہ پہلے عمرہ بجا لائے پھر حج کرنے کے لئے میقات سے احرام باندھے اور سات مرتبہ کعبہ

کا طواف کرے مقام ابراھیم میں دو رکعت نماز پڑھے، صفا اور مروہ کے بیچ میں سات مرتبہ سعی کرے، پھر تقصیر کرے (یہاں پر عمرہ تمام ہوجاتا ہے) اس کے بعد حج کے واسطے دوسرا احرام مکہ سے باندھے اور ذی الحجہ کی ۹ تاریخ کو مقام عرفات میں غروب آفتاب تک قیام کرے۔ پھر مشعر کی طرف روانہ ہوجائے۔ وہاں بعد فجر تک قیام کرے اس کے بعد جمرۂ عقبہ کو سنگریزے مارے، پھر ذبیحہ کرے، بال منڈائے (مقام منیٰ میں) پھر طواف حج بجا لائے اور دو رکعت نماز طواف پڑھے پھر سعی کرے اور طواف نساء بجا لائے اور اس کی دو رکعت پڑھے۔ پھر منیٰ میں گیارھویں اور بارھویں شب کو قیام کرے، اور ان تاریخوں میں تینوں پتھروں کو کنکری مارے اگر تیرھویں شب بھی قیام رھے تو اس دن بھی کنکری مارے۔ یہ اس شخص پر واجب ہے جو مکہ سے ۱۲ (بارہ) میل کے اندر اندر ہو۔

۲۔ حج افراد:

اس حج کا بجا لانے والا پہلے حج بجا لائے گا۔ پھر عمرہ بجا لائے گا۔

۳۔ حج قِران:

کرنے والا بھی اسی طرح حج کرے گا۔ مگر یہ قربانی کا جانور احرام کے وقت ساتھ رکھے گا۔

حج تمتع کی شرطیں:

۱۔ نیت۔

۲- حج کے مہینوں میں یعنی شوال، ذیقعدہ اور ۹ (نو) ذی الحجہ کو بجا لانا۔

۳- حج اور عمرہ دونوں کو ایک ہی ساتھ ادا کرنا۔

۴- حج کا احرام مکہ سے باندھنا۔

حج قران اور افراد کے شرائط :

۱- نیت کرنا۔

۲- ان کا حج کے مہینوں میں ادا کرنا۔

۳- مقام میقات سے یا اپنے گھر سے احرام باندھنا بشرطیکہ گھر میقات کی بہ نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہو۔

مسائل :

۱- حج قران اور حج افراد کرنے والوں کے لئے جائز ہے کہ عرفات جانے سے پہلے طواف کرلیں۔ لیکن سنت ہے ہر طواف کے کہ بعد تلبیہ کہیں (لبیک، لبیک اللھم لبیک الخ)

۲- حج تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے۔ حج قران اور حج افراد کرنے والے پر نہیں۔

احرام

احرام کے لئے مواقیت[1] (جمع میقات یعنی قیام) کی تعیین ضروری ہے مواقیت چھ ہیں۔

۱- میقات اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے حج کے لئے احرام باندھا جاتا ہے۔

۱ - عقیق (ایک صحرا کا نام ہے جہاں اہل عراق احرام باندھتے ہیں) اہل عراق کے لئے افضل ہے کہ مقام مسلخ پر احرام باندھے ان کے لئے درمیانی جگہ مقام غمرہ ہے اور آخری جگہ ذات عرق ہے۔ ذات عرق سے بغیر احرام کے آگے بڑھنا جائز نہیں ہے۔

۲ - مسجد شجرہ: یہ اہل مدینہ کا میقات ہے۔ وقت ضرورت مقام جحفہ پر بھی احرام باندھ سکتے ہیں۔

۳ - جحفہ: اہل شام کے لئے میقات ہے۔

۴ - یلملم: اہل یمن کے لئے میقات ہے (یہی اہل ہند کا بھی میقات ہے)

۵ - قرن منازل: اہل طائف کے لئے میقات ہے۔

۶ - مکہ: حج تمتع کے لئے مکہ میقات ہے۔

جس کا مکان میقات کی نسبت مکہ سے زیادہ قریب ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے گھر سے احرام باندھ کر چلے بچوں کے لئے مقام فخ میقات ہے (یہ ایک مقام کا نام ہے جہاں کنواں ہے)۔

مسائل:

۱ - جو شخص دوسرے کے راستہ سے حج کو جائے تو اسی[۱] راستہ کے میقات سے احرام باندھے گا۔

---

۱ - جیسے یمن والے شام کے راستہ جانے لگیں تو وہ اپنے میقات (یلملم کے بجائے اہل شام کی میقات (جحفہ) سے احرام باندھینگے۔

۲ - میقات سے پہلے احرام جائز نہیں - اگر میقات سے عمداً گزر جائے تو واپس ہو کر میقات پر احرام باندھنا چاہئے نہ باندھے تو حج باطل ہے - اور اگر بھولے سے گزر گیا ہے تو جب تک پلٹنے کا امکان ہو پلٹ آئے ورنہ جہاں یاد آئے وہیں سے احرام باندھ لے - اگر احرام بھول جائے - اور تمام مناسک حج بجا لانے کے بعد یاد آئے تو ایک روایت کے مطابق حج صحیح ہے -

احرام میں مندرجہ ذیل چیزیں واجب ہیں :

۱ - نیت -

۲ - بقائے نیت -

۳ - تلبیات اربعہ (لبیک اللھم لبیک ، لبیک لا شریک لک لبیک) -

۴ - حج تمتع یا حج افراد جو بھی ہو اس کی تعیین کرنا -

۵ - قربانی کے اونٹ کا کوہان زخمی کرکے خون آلودہ کرنا -

۶ - لباس ، ایسے دو کپڑے پہننا جس میں نماز صحیح ہو -

مستحبات

۱ - سنت ہے کہ حج تمتع کرنے والا ذیقعدہ کی پہلی تاریخ سے سر کے بال بڑھائے اور احرام کے وقت جسم کو پاک کرے -

۲ - ناخن اور مونچھیں وغیرہ ترشوائے، بغل کے بال نورہ وغیرہ سے دور کرے - احرام سے پہلے غسل کرے - بعد نماز ظہر یا کسی اور نماز فریضہ کے بعد یا چھ سنتی رکعتوں کے بعد یا دو رکعتوں کے بعد احرام باندھے -

۳ - مدنیہ کے راستہ سے جب بیداء پہونچے (صحرا کا نام) تو بآواز بلند تلبیہ کہے اور دعا پڑھے -

۴ - حج تمتع کرنے والا مکہ کے مکانات نظر آنے تک تلبیات مکرر پڑھتا رہے -

۵ - حج افراد اور حج قرآن کرنے والا روز عرفہ وقت زوال تک تلبیہ کرتا رہے - عمرۂ مفردہ بجالانے والا شخص حرم میں داخل ہونے تک تلبیہ دوہراتا رہے -

٦ - احرام میں لباس خالص روئی کے کپڑے کا ہو -

عورت کا احرام مرد کی طرح ہی ہے البتہ عورت پر سلا ہوا لباس حرام نہیں ہے اور نہ حیض مانع احرام ہے -

احرام میں چودہ چیزوں کا ترک کرنا واجب ہے :

۱ - صحرائی جانور کا شکار کرنا اس کو پکڑ رکھنا، کھانا، اس کی طرف شکار کی غرض سے اشارہ کرنا، راستہ روکنا، ذبح کرنا -

۲ - عورت سے مقاربت کرنا، بوسہ لینا - چھونا، شہوت بھری نظروں سے دیکھنا، اپنے لئے یا غیر کے لئے نکاح پڑھنا، نکاح کی گواہی دینا -

۳ - استمنا (منی نکالنا) -

۴ - خوشبو استعمال کرنا -

۵ - مرد کو سلا ہوا لباس پہننا ، اور ایسی چیز پہننا جو پشت قدم ڈھانپ لے -

٦ - فسوق ، یعنی جھوٹ بولنا -

۷ - جدال (لا و اللہ ، اور و اللہ کہنا) -

۸ - بدن کے جانوروں جیسے جوں وغیرہ کا مارنا -

۹ - بلا ضرورت بال منڈانا -

۱۰ - ناخن کاٹنا -

۱۱ - مرد کا سر ڈھانپنا -

۱۲ - سایہ کے نیچے چلنا -

۱۳ - روغن ملنا -

۱۴ - ایسے درخت یا گھاس کو کاٹنا جو دوسرے کی ملک ہو البتہ میوہ جات ، سبزی اور کجھور میں کوئی حرج نہیں ہے -

مکروہات :

سرمہ لگانا ، آئینہ دیکھنا ، زینت کے لئے انگوٹھی پہننا حجامت بنوانا ، بلا ضرورت ہتھیار لگانا ، (ایک قول کے مطابق یہ چیزیں حرام ہیں) عورت کے لئے نقاب اور مرد اور عورت دونوں کے لئے پتلے منقش کپڑے میں احرام باندھنا ، مہندی لگانا ، حمام جانا ، پکارنے والے کو لبیک کہنا ، خوشبو کا استعمال کرنا -

مباحات :-

جسم کو ملنا ، مسواک کرنا بشرطیکہ خون نہ نکلے -

کفارۂ احرام

شکار کا کفارہ :-

یعنی صحرائی حلال جانور جن کا شکار حالت احرام میں حرام ہے - دریائی جانور (یعنی ایسے جانور جو دریا میں انڈے اور بچے دیتے ہوں) اور حبشی مرغی کا شکار جائز ہے ۔

شترمرغ کے شکار کا کفارہ ——— پانچ برس کی اونٹنی- یہ ممکن نہ ہو تو اتنی قیمت کے گیہوں خرید کر ساٹھ مسکینوں کو کھلائے - یعنی ہر ایک کے حصے میں دو مد گیہوں دے۔ اگر کچھ بچ جاتا ہے تو کفارہ دینے والا اپنے پاس رکھ سکتا ہے - اگر کم پڑ جائے تو پورا کرنا واجب نہیں ہے - اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہر دو مد کے عوض ایک روزہ رکھے - (یعنی ساٹھ روزے) یہ بھی ممکن نہ ہو تو اٹھارہ روزے رکھے - جنگلی گائے اور گدھے کے شکار کا کفارہ ایک گائے ہے- اگر گائے نہ مل سکے تو اس کی قیمت سے گیہوں خرید کر تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے- بچ رہے تو کفارہ دینے والے کا حق ہے - اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو تیس روزے رکھے- یہ بھی ممکن نہ ہو تو ۹ روزے رکھے -

ہرن، لومڑی اور خرگوش کے شکار کا کفارہ ایک گوسفند ہے یا دس مسکینوں کو دو مد فی کس گیہوں دے- یہ بھی ممکن نہ

ہو تو دس روزے رکھے - بچ رہے تو اس کا ہے۔ کم پڑجائے تو پورا کرنا واجب نہیں۔ دس روزے نہ رکھ سکے تو تین روزے رکھے۔

اگر شترمرغ کے انڈے کو حرکت دے کر توڑ دیا جائے (جس میں بچے حرکت کرنے لگے ہوں) تو ہر انڈے کے بدلہ ایک حاملہ اونٹنی دیجائے گی۔ اور اگر بچہ نے حرکت نہ کی ہو تو جتنے انڈے ٹوٹے ہوں اتنی اونٹنیوں پر اونٹ چھوڑے جائیں۔ اور ان سے جو بچے پیدا ہوں ھدیۂ خانۂ خدا کردیا جائے۔ یہ ممکن نہ ہو تو ہر انڈے کے بدلہ ایک گوسفند۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو تین روزے رکھے۔ چکور کے انڈوں کے لئے جب کہ بچے حرکت کرنے لگے ہوں۔ گوسفند کا ایک بچہ اور اگر حرکت نہ کی ہو تو نر گوسفند کو انڈوں کے عدد کے مطابق مادہ گوسفندوں پر چھوڑا جائے اور ان سے جو بچے پیدا ہوں اُنھیں ھدیۂ بیت اللہ کردیا جائے۔ اگر اس سے بھی عاجز ہو تو وہی کرے جو اس صورت میں شترمرغ کے انڈوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ (یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا تین روزے رکھے۔)

کبوتر کے شکار کے لئے ایک گوسفند، کبوتر کے بچہ کے لئے بکری کا حمل کبوتر کے انڈے کے لئے ایک درہم۔ اگر حرم میں وہ شخص کبوتر کا شکار کرے جو حالت احرام

میں نہیں ہے تو کفارہ ایک درہم ہے، بچہ کے لئے نصف درہم بیضہ کے لئے چوتھائی درہم ۔

جو شخص حالت احرام میں ہو اور حرم میں شکار کرے تو اس پر دونوں کفارے واجب ہیں گوہ، بجو، ساھی، کے شکار کے لئے بکری کا ایک بچہ، چکور، تیتر یا اس کے برابر کے جانور کے لئے گوسفند کا ایسا بچہ جس نے دودھ پینا چھوڑ دیا ہو، چڑیا، چکارک، ممولا، کے شکار کے لئے ایک مد گیہوں، ٹڈا، کھٹمل (جو بدن سے چمٹا ہوا ہو) کے لئے ایگ مٹھی بھر کھانا، بہت سی ٹڈیوں کے شکار کے لئے ایک گوسفند، اگر ان کو بحالت مجبوری مار ڈالا ہے تو کفارہ واجب نہیں۔ جس جانور کا شکار کیا ہے اگر کھا بھی لے تو کفارہ دوگنا ہے ۔ اگر ایک شخص ذبح کرے دوسرا کھائے تو ایک کفارہ ہے ۔ اگر شکار میں ایک جماعت شریک ہو تو ہر ایک پر الگ الگ کفارہ ہے ۔ وہ شخص جس کے پاس احرام سے پہلے شکار کا جانور ساتھ ہو تو احرام باندھنے کے بعد وہ شکار اس کی ملکیت سے خارج ہو جائیگا۔ اس کو چھوڑ دینا واجب ہے ۔ اگر وہ اُسے روکتا ہے تو کفارہ کا ذمہ دار ہے ۔

مسائل :-

۱ - جو شخص حالت احرام میں ہو ایکن مقام احرام کے علاوہ دوسری جگہ شکار کرے تو اس پر بھی کفارہ واجب ہے ۔

جو شخص حالت احرام میں نہ ہو لیکن احرام کے حدود میں شکار کرے تو اُس پر بھی کفارہ واجب ہے۔ اور جو شخص حالت احرام میں بھی ہو اور احرام کے حدود میں شکار بھی کرے تو اُس پر دوہرا کفارہ ہے۔ البتہ اگر پانچ برس سے کم عمر کے اونٹ کو ذبح کرے تو ایک ہی کفارہ رہے گا۔

۲۔ اگر شکار یا مردار کے کھانے پر مجبور ہو جائے تو اگر کفارہ دینا ممکن ہو تو شکار کھائے اور کفارہ ادا کرے ورنہ مردار کھا سکتا ہے۔

۳۔ شکار خواہ عمداً کیا ہو یا سہواً (عالم مسئلہ ہو) یا جاہل مسئلہ، ہر صورت میں اُس پر کفارہ دینا لازم ہے۔ اگر غلطی سے کئی بار شکار کرے تو اتنے ہی کفارے واجب ہیں۔ یہی حکم عالم مسئلہ کا ہے۔

۴۔ اگر شکار کسی کی ملکیت ہے تو مالک کو کفارہ دیا جائیگا ورنہ تصدق کیا جائیگا۔ اگر حرم کا کبوتر شکار کرے تو اُس کی قیمت کا دانہ کبوتروں کے لئے خریدے۔

۵۔ حج کے احرام میں جس چیز کا شکار اُس پر لازم ہے اُس کو مقام منیٰ میں نحر یا ذبح کرے۔ اگر عمرہ بجا لائے تو مکہ میں اُس جگہ پر ذبح کرے جو حزورہ کے نام سے مشہور ہے۔

۶۔ حرم کی حد چاروں طرف چار فرسخ ہے۔ اس میں جو شکار کریگا اُس پر کفارہ واجب ہوگا۔

دیگر ممنوعات :۔

اس میں چند مسائل ھیں ۔

۱۔ جو شخص اپنی بیوی سے قبل میں یا دبر میں عالم مسئلہ ہوکر حرمت کو جانتے ہوئے عمداً جماع کرے (مشعرو عرفات سے پہلے) اس کا حج باطل ھے۔ اس پر واجب ھے کہ اس حج کو پورا کرے اور آئندہ سال (اُس کی) قضا بجا لائے اور پانچ برس کی ایک اونٹنی کفارہ میں دے خواہ حج واجب ہو یا سنت ۔

اگر عورت بھی رضامند ھو تو اُس پر بھی یہی امور واجب ھیں۔ ان دونوں میں جدائی بھی واجب ھے۔ یعنی جب آئندہ سال حج کریں تو جس مقام پر مقاربت کی تھی وھاں شوھر اور زوجہ کیلئے اس وقت تک جمع نہ ھوں جب تک مناسک حج سے فارغ نہ ھو جائیں ۔ اگر شوھر زوجہ کو مجبور کرے تو عورت کا حج صحیح ھے اور مرد پر اپنا اور زوجہ کا کفارہ واجب ھے ۔

اگر مشعر و عرفات کے بعد جماع کرے تو حج صحیح ھے اور دونوں پر پانچ برس کی اونٹنی بطور کفارہ دینا واجب ھے ۔ اگر طواف زیارت سے پہلے جماع کرے تب بھی پانچ برس کی اونٹنی ۔ اگر یہ ممکن نہ ھو تو ایک گائے یا ایک گوسفند اگر طواف نساء سے پہلے جماع کرے تب بھی پانچ برس کی اونٹنی اور اگر ممکن نہ ھو تو گائے یا گوسفند دے۔ اگر طواف نساء

کے پانچ دور کے بعد جماع کرے تو کفارہ واجب نہیں ہے۔ اگر عمرہ کے احرام میں سعی سے پہلے جماع کرے تو عمرہ باطل ہے اور اُس پر واجب ہے کہ عمرہ کی قضا بجا لائے اور اس عمرہ کو پورا بھی کرے۔ اگر اجنبی عورت کو دیکھے اور انزال ہو جائے تو پانچ برس کی اونٹنی اگر ممکن نہ ہو تو ایک گائے۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو ایک بکری۔

اگر اپنی زوجہ کی طرف بغیر شہوت کے نظر کرے اور انزال ہو جائے تو کچھ نہیں۔ اور اگر شہوت کی نظر سے دیکھے (اور انزال ہو جائے) تو ایک اونٹ دے۔ اگر اپنی عورت سے دست بازی کرے اور انزال ہو جائے تب بھی حکم ہے۔ اگر کوئی شخص حالت احرام میں کسی ایسے شخص کا عقد پڑھے جو حالت احرام میں ہے تو دونوں پر دو کفارے۔

۲۔ جو شخص خوشبو استعمال کرے اُس پر ایک گوسفند واجب ہے خواہ خوشبو سے رنگ کرے یا ملے یا دھونی لے یا کھائے۔ البتہ خلوق کعبہ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳۔ ہر ناخن کے کاٹنے پر ایک مد کھانا بطور کفارہ دینا واجب ہے۔ اگر دونوں ہاتھ دونوں پاؤں کے ناخن ایک ہی نشست میں کاٹے تو ایک گوسفند اور کئی نشستوں میں کاٹے تو دو بکرے۔

جو شخص کسی کو فتویٰ دے اور فتوی حاصل کرنے والا شخص ناخن کاٹ لے اور خون بہے تو (مفتی پر) ایک گوسفند۔

۴- سیا ہوا لباس پہننے والے پر ایک گوسفند واجب ہے خواہ بر بنائے ضرورت ہی پہنے۔

۵- سر منڈانے پر ایک گوسفند یا دس مسکینوں کا کھانا اس طرح کہ ہر مسکین کے حصہ میں ایک مد کھانا آئے یا تین روزہ رکھے خواہ مجبوراً ہی کیوں نہ سر منڈوایا ہو۔

۶- دونوں بغل کے بال کٹوانے پر ایک گوسفند اور ایک کے کٹوانے پر تین مسکینوں کو کھانا۔ اگر سر یا داڑھی چھو لینے سے کوئی بال گر جائے تو ایک مٹھی کھانا۔ البتہ اگر وضوء کرنے میں بال گر جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۷- سایہ کے نیچے چلنے پر ایک گوسفند، یہی حکم سر ڈھانپنے کا ہے خواہ بر بنائے ضرورت ہی چلنا پڑے۔

۸- سچی قسم تین بار اور جھوٹی قسم ایک بار کھانے پر ایک گوسفند، جھوٹی قسم دو بار کھائے تو ایک گائے۔ اور تین بار جھوٹی قسم کھائے تو ایک پانچ سالہ اونٹنی۔

۹- خوشبو یا روغن ملے یا دانت اکھیڑے تو ایک گوسفند۔

۱۰- بڑا درخت کاٹے تو ایک گائے۔ اور چھوٹا کاٹے تو ایک گوسفند۔ درخت کا بعض حصہ کاٹنے پر اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔

۱۱- کئی بار جماع کرے یا کئی بار لباس تبدیل کرے یا کئی بار خوشبو لگائے تو ہر بار کے لئے علیحدہ علیحدہ کفارہ واجب ہے۔

۱۲ - جو شخص جاهل مسئله هو یا عالم هو لیکن بھول جائے تو شکار کے علاوہ دیگر امور بجا لانے پر کفارہ واجب نہیں ہے - البتہ شکار کرنے پر خواہ جاهل مسئله یا واقف مسئله ، جان بوجھ کر شکار کرے یا سہواً، ہر حالت میں کفارہ واجب ہے -

طواف

عمرۂ تمتع میں ایک بار واجب ہے اور حج تمتع میں دو بار (ایک طواف زیارت کے لئے اور ایک طواف نساء کے لئے) عمرۂ افراد اور قران میں دو مرتبہ طواف واجب ہے اسی طرح حج افراد اور حج قران میں بھی دو مرتبہ طواف واجب ہے -

شرائط :-

با طهارت ہونا ، کپڑوں کا پاک ہونا ، مرد کا ختنہ شدہ ہونا -

احکام :-

نیت طواف کرتے ہوئے دورہ کرنا (حجر اسود سے ابتداء کرے اور اُسی پر ختم کرے) سات مرتبہ طواف کرنا ، وقت طواف خانۂ کعبہ کو بائیں طرف رکھنا ، حجر (اسماعیل) کو طواف میں شامل رکھنا ، مقام ابراهیم اور خانہ کعبہ کے بیچ میں طواف کرنا ، مقام ابراهیم پر دو رکعت نماز پڑھنا -

مستحبات :-

مکہ میں اور مسجد (حرام) میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھنا

مکہ میں اُس کی بلندی کی طرف سے با وقار اور آھستگی کے ساتھ داخل ہونا چاہ فخ یا بیئر میمون پر غسل کرنا، طواف کے ہر دور میں حجر اسود کا بوسہ لینا اور اُس کو بغل میں لینا، یا اشارہ کرنا۔ بوسہ کے وقت دعاء پڑھنا۔ طواف کرتے وقت دعاء پڑھنا۔ سنگ اسود پر رخسارہ رکھنا یا پیٹ سے مس کرنا۔ رکن یمانی اور دیگر ارکان کا بوسہ لینا۔ تین سو ساٹھ مرتبہ طواف کرنا، ممکن نہ ہو تو تین سو ساٹھ مرتبہ گشت کرنا۔

مسائل :-

طواف رکن حج ہے عمداً ترک کرنے پر حج باطل ہے۔ اگر بھول جائے تو یاد آنے پر بجا لائے۔ خود نہ بجا لاسکے تو نائب مقرر کرے۔

اگر فارغ ہونے کے بعد عدد طواف میں شک ہو تو شک پر اعتبار نہ ہوگا۔ طواف کے بیچ میں شک پیدا ہو جائے تو مشکوک سے اعادہ کرے بشرطیکہ شک سات دور سے کم میں ہو، اور اگر زیادہ میں شک ہو تو وہیں قطع کردے ،اگر دوران طواف یاد آئے کہ طہارت نہیں کی تھی تو طہارت کے بعد اعادہ کرے طواف واجب میں دوسرے طواف کو ملائے تو طواف باطل ہے۔ اور طواف سنت میں دوسرے طواف کا ملانا مکروہ ہے، طواف کے شمار میں سہواً زیادتی ہو جائے تو ۱۴ عدد پورے کرے۔

طواف واجب کی دو رکعت نماز «سعی» سے پہلے پڑھے اور سنت طواف کی نماز بعد میں، طواف میں کمی واقع ہوتی ہو اور نصف سے زیادہ طواف کر چکا ہو تو اُسے پورا کرے، اور اگر وطن واپس آچکا ہو تو اپنا نائب مقرر کرے، اگر نصف سے کم طواف کیا ہو تو دوبارہ طواف کرے، یہی حکم اس شخص کا ہے جو کسی ضرورت یا سنتی نماز کی وجہ سے طواف کو قطع کر چکا ہو ۔

حج تمتع میں وقوف سے پہلے طواف بجا لانا اور «سعی» کرنا جائز نہیں ہے البتہ جس عورت کو حیض آنے کا خطرہ ہے وہ بجا لا سکتی ہے، اگر طواف سے پہلے حیض آجائے تو وقوف تک انتظار کرے (۹ ذی الحجہ تک) اگر ذی الحجہ کی ۹ تاریخ تک پاک نہ ہو تو اُس کا حج، حج افراد سے بدل جائے گا ۔ اور اُس کے بعد عمرہ کی قضا بجا لایا جائے گا ۔ اگر درمیان میں حائضہ ہو جائے اور نصف سے زیادہ طواف بجا لا چکی ہو تو بقیہ طواف چھوڑ دے گی اور دیگر مناسک حج بجا لائے گی اور پاک ہونے کے بعد جو طواف چھوٹ گیا ہے اُس کی قضا کرے گی ورنہ اُس کا حکم وہی ہوگا ۔ جو اس عورت کا ہے جس نے طواف بالکل ہی نہیں کیا۔ (یعنے اگر نصف طواف بجا لانے سے پہلے حائضہ ہو جائے تو اُس کا طواف باطل ہے) ۔

مستحاضہ جب احکام استحاضہ بجالائے تو اس کا حکم اس عورت کی طرح ہے جو طاہرہ ہے ۔

سعی کا بیان

واجبات :-

ہر احرام میں ایک مرتبہ «سعی» کرنا، نیت کرنا، صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا، سات مرتبہ سعی کرنا (صفا سے چل کر پھر صفا تک واپس آنا دو دور شمار ہونگے)

مستحبات :-

باطہارت ہونا، حجر اسود کا بوسہ دینا زمزم کا پانی پینا اور اپنے جسم پر ڈول سے حجر اسود کے سامنے پانی ڈالنا، باب صفا سے نکلنا، اس پر چڑھنا، رکن حجر کی طرف رخ کرکے سات مرتبہ تکبیر و تحلیل کہنا، دعا پڑھنا، حجر کے دونوں طرف چلنا، «منارہ» سے کوچہ عطار تک تیز چلنا اونٹ کی رفتار کی طرح اس لئے کہ یہ وادی محسر ہے، دعا پڑھنا، پیدل سعی کرنا، سعی رکن ہے اس کو عمداً چھوڑنے سے حج باطل ہے۔

مسائل :-

اگر سعی سہوا ترک ہوجائے تو اُسے دوبارہ بجا لائے یہ ممکن نہ ہو تو اپنا نائب مقرر کرے سات مرتبہ سے زیادہ عمداً سعی کرنے سے حج باطل ہو جاتا ہے۔ البتہ سہواً زیادتی میں کوئی حرج نہیں، اگر اس کے عدد سہوا پورے نہ کرسکا ہو تو اعادہ کرے، اگر قضائے حاجت یا نماز فریضہ کے لئے سعی کو منقطع کرے تو اسے پورا کرنا واجب ہے «سعی»

تمام ہونے کے گمان سے اگر دوسرے کاموں میں مصروف ہو جائے مثلاً زوجہ سے مقاربت کرلے یا ناخن کاٹ لے اور پھر یاد آئے کہ سعی کا ایک دور بھول گیا تھا تو اُسے بجا لائے اور ایک گائے بطور کفارہ دے۔ اور جب عمرہ کی سعی سے فارغ ہوجائے تو تقصیر کرے، تقصیر کی کم سے کم شکل یہ ہے کہ ناخن کاٹے یا اپنا کوئی بال کاٹے۔ البتہ سر نہیں منڈانا چاہئے۔ ایسا کرے تو اس پر کفارہ واجب ہے۔ یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ بھول جائے اور احرام حج بجا لائے۔

تقصیر سے ہر وہ چیز جو احرام کی وجہ سے حرام ہو گئی تھی حلال ہو جائے گی۔ البتہ شکار اس وقت تک حرام رہے گا جب تک کے حرم کے حدود میں موجود ہے۔ مستحب ہے کہ سلا ہوا لباس بھی اس وقت تک نہ پہنے جب تک حرم کے حدود میں ہے۔

افعال حج

١۔ احرام حج :۔ عمرہ سے فراغت کے بعد مکہ سے حج کا احرام باندھنا چاہئے۔ مستحب ہے کہ احرام روز ترویہ (٨ ذی الحجہ) کو وقت زوال میزاب کے نیچے باندھے۔

کیفیت :۔

(احرام حج کی کیفیت (وہی ہے جو پہلے بتائی جاچکی ہے۔ البتہ نیت میں حج کا قصد ضروری ہے۔ اور ضروری

ہے کہ عرفہ کے روز تلبیات کو ترک کردے ۔ اگر احرام فراموش کر جائے یہاں تک کہ عرفات پہونچ جائے تو وہیں احرام باندھ لے ۔ بشرطیکہ پلٹنا ممکن نہ ہو ۔ اور اگر تمام ارکان حج بجا لانے کے بعد یاد آئے تو کوئی بات نہیں حج صحیح ہے ۔

قیام عرفات :۔

مقام عرفات میں قیام رکن حج ہے ، عمداً ترک کرنے والے کا حج باطل ہے ۔ اگر عرفات میں قیام کرنا بھول جائے اور اس کا وقت گزر جائے اور مشعر حرام بھی نہ پہونچ سکے تو حج باطل ہے

احکام :۔

۱ ۔ نیت :۔

۲ ۔ مقام عرفات میں غروب آفتاب تک عرفہ کے روز ٹھہرنا ، اگر دن کو رہنا ممکن نہ ہو تو رات کو رہ سکتا ہے ۔ خواہ صبح سے پہلے ہی قیام رہے ۔ اگر یہ ممکن نہ ہو یا بھول جائے یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جائے تو مشعر میں قیام کر لینا بھی کافی ہوگا ۔ وقت غروب آفتاب سے کوچ کرے تو کفارہ میں ایک پانچ سالہ اونٹنی دینا واجب ہے یہ ممکن نہ ہو تو اٹھارہ روزے رکھے ۔ بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ۔

غرہ ، ثویہ ، ذوالمجاز ، اراک ، عرفات کے حدود ہیں ان پر ٹھہرنا جائز نہیں ۔

مستحبات :-

۱۔ احرام حج کے بعد ترویہ کے دن زوال کے بعد منیٰ جائے اور امام اصل، منیٰ میں نماز پڑھے ۔ وہیں رات گذارے اور عرفہ کی فجر تک ٹھہرے ۔

۲۔ طلوع آفتاب تک وادی محسر سے نہ گزرے ۔

۳۔ منیٰ میں پہونچنے وقت اور منیٰ سے نکلنے وقت اور راستہ میں منقول دعائیں پڑھے ۔

۴۔ عرفات میں پہاڑ کے بائیں طرف کھڑے ہو کر مقام سفح میں کھڑے ہو کر دعا پڑھے ۔

۵۔ عرفات میں نماز ظہر اور عصر ملاکر پڑھے ۔ یعنی دونوں کے لئے ایک اذان اور دو اقامت کہے ۔

مکروہات :-

پہاڑ پر ٹھہرنا، بیٹھنا اور سوار ہوکر چلنا ۔

مشعر :-

روز عرفہ سورج غروب ہونے پر عرفات سے مشعر کی طرف روانہ ہونا چاہئے ۔

مستحبات :-

۱ ۔ میانہ روی سے چلنا ۔

۲۔ کثیب احمر (ریگ سرخ کا ایک تودہ) کے پاس دعا پڑھے ۔

۳۔ مغرب اور عشاء کی نماز میں تاخیر کرنا تاکہ مشعر پہونچ کر دونوں نمازیں ادا ہو سکیں خواہ مشعر پہونچنے تک چوتھائی رات گزر جائے ۔

۴۔ دونوں نمازوں کو ملا کر ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھنا ۔

واجبات :۔

۱۔ قیام مشعر کی نیت ۔

۲۔ طلوع فجر سے طلوع شمس تک ٹھہرنا اگر کسی مجبوری کی وجہ سے یہ وقت نکل جائے تو زوال تک ٹھہرے ۔

مسائل :۔

۱۔ عالم مسئلہ ہوکر اگر مشعر سے قبل صبح عمداً کوچ کرے تو کفارہ میں ایک گوسفند دے تب اس کا حج صحیح ہوگا بشرطیکہ عرفات میں بھی ٹھہر چکا ہو ۔

۲۔ عورت اور اس شخص کے لئے جسے کسی بات کا خوف ہو قبل صبح کوچ کرنا جائز ہے ۔

۳۔ مشعر دو پہاڑوں کے بیچ میں ہے ، جو مقام حیاض تک پھیلا ہوا اور ایک طرف وادی محسر تک ہے ۔

۴۔ مشعر کا قیام رکن ہے ۔ عمداً اس کے ترک کرنے پر حج باطل ہے ۔ اگر بھول گیا اور عرفات بجا لاچکا ہو تو صحیح ہے ۔

دیگر مسائل :-

عرفات کے قیام کا اختیاری وقت عرفہ کے روز ، زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک ہے۔ اضطراری طور پر صبح ٹھہر سکتا ہے مشعر میں قیام کا اختیاری وقت قربانی کے دن طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔ مجبوری کی حالت میں زوال آفتاب تک ہے۔ اگر ان دونوں (قیام عرفات اور قیام مشعر) میں سے کسی ایک کو بجا لایا ہو اور دوسرا فوت ہو جائے تو حج صحیح ہے۔ اگر دونوں کو اضطراری طور پر بجا لائے یعنی جو ان کا اختیاری وقت ہے اس کے بعد بجا لائے اس کا حج ایک قول کی بنا پر باطل ہے۔ لیکن اگر ان میں سے ایک کو بجا لائے تو اس کا حج صحیح ہے دونوں کو ترک کرنے پر حج باطل ہے۔

جس کا حج فوت ہو جائے اس سے افعال ساقط ہیں۔ اسے چاہئے کہ وہ عمرہ بجا لائے اور اس پر یہ بھی واجب ہے کہ آئندہ سال حج کی قضا کرے بشرطیکہ واجب حج ہو۔

مستحب ہے کہ مشعر میں نماز کے بعد ٹھہرے، دعا پڑھے اور مشعر تک پیدل جائے ، قزح (مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے) پر چڑھے اور ذکر خدا کرے۔ مستحب ہے کہ مشعر سے رمی جمرات کے واسطے سنگریزے چنے۔ مساجد کے علاوہ حرم میں کسی طرف سے بھی داخل ہونا جائز ہے۔

منیٰ :-

قربانی کے دن (۱۰ ذی الحجہ) کو مقام منیٰ میں پہونچے، منیٰ میں تین چیزیں واجب ہیں (۱) حرم سے چنی ہوئی نئی کنکریاں (غیر استعمال شدہ) جو تعداد میں سات ہوں جمرۂ (عقبہ) پر مارے۔

مستحبات :-

کنکریاں چکنی ہوں، مختلف رنگ کی ہوں انگلیوں کی پور کے برابر ہوں ایک پتھر سے ٹوٹی ہوئی اور کھردری نہ ہوں۔

مارتے وقت دعا پڑھے، باطہارت ہو، دس ہاتھ سے پندرہ ہاتھ فاصلہ ہو، انگوٹھے کے بیچ میں رکھکر شہادت کی انگلی سے مارے اس جمرہ (عقبہ) میں رخ جمرہ کی طرف ہو اور قبلہ کی طرف پشت ہو اور بقیہ دو جمروں میں رخ قبلہ کی طرف ہو۔ جو شخص بیمار ہو اس کی طرف سے کنکریاں پھینکنا جائز ہے۔

۲۔ قربانی :-

سنگریزے مارنے کے بعد قربانی کرے۔ اس میں ترتیب ضروری ہے یعنی پہلے کنکریاں مارنا اور اس کے بعد قربانی ادا کرنا واجب ہے۔

قربانی صرف حج تمتع کرنے والے پر واجب ہے خواہ اس کا حج واجب ہو یا سنت ہو، آقا کے لئے ضروری ہے کہ

وہ غلام کو روزہ رکھوائے اور اس کی طرف سے خود قربانی دے، اگر غلام عرفات و مشعر سے پہلے آزاد ہو جائے تو اگر قربانی ادا کرنے پر مقدور ہو تو قربانی دے ورنہ روزہ رکھے۔

قربانی کے واجبات :۔

(۱) نیت (۲) قربانی کا دن (۳) مقام منیٰ (۴) حج واجب ہو تو قربانی کے جانور میں کسی کی شرکت نہ ہو۔ قربانی کا جانور اگر اونٹ ہو تو چھٹے برس میں ہو۔ گائے یا بکرا ہے تو دوسرے برس میں ہو، گوسفند سات مہینے کی بھی کافی ہے۔ جانور کے تمام اعضاء درست ہوں اور اس کے گردے پر چربی نہ ہو۔

مستحبات :۔

۱۔ جانور فربہ ہو، اگر اونٹ اور گائے ہے تو اس میں مادہ کو ترجیح دی جائے گی اگر گوسفند ہو تو اس میں نر کو ترجیح حاصل ہوگی۔

۲۔ ذبح کے وقت دعاء پڑھنا، تین حصے کرنا، ایک خود کھائے، ایک حصہ احباب کو ہدیہ کرے اور ایک حصہ محتاجوں کو دے۔

۳۔ قربانی کا جانور نہ مل سکے تو اس کی قیمت کسی معتبر آدمی کو دے تاکہ وہ جانور خریدکر اسی ماہ میں قربان کرے۔ اگر قیمت نہ ہو تو تین روزے پے درپے رکھے۔ اگر

وطن میں پہونچ کر رکھنا چاہے تو سات روزے رکھے۔ تین روزے اول ذی‌الحجہ سے بھی رکھ سکتا ہے۔ اس سے پہلے رکھنا جائز نہیں اگر ذی‌الحجہ کا مہینہ گزر جائے اور روزہ نہیں رکھا ہے۔ تو دوسرے سال منیٰ میں قربانی واجب ہے۔

حج قران میں جانور کو منیٰ میں ذبح یا نحر کرنا اس شرط پر واجب ہے کہ احرام کے وقت اس کی نیت کی ہو اور حج قران کو حج تمتع سے ملالے۔ عمرہ کے احرام میں اگر نیت کی ہے تو قربانی مکہ میں کرنا چاہئے۔ قربانی کے جانور پر سوار ہونا اور اس کا دودھ پینا جائز ہے بشرطیکہ اس کو اور اس کے بچہ کو ضرر نہ پہونچے۔ اگر قربانی کا جانور ہلاک ہو جائے تو اس کا بدلہ دینا لازم نہیں ہے بشرطیکہ یہ نیت نہ کرلی ہو کہ اگر یہ جانور ہلاک ہوجائے گا تو ہم دوسرا جانور ذبح کریں گے، قربانی کے جانور کو صدقہ میں دینا لازم نہیں ہے۔ البتہ اگر صدقہ میں دینے کی نذر کرلی تھی تو دینا لازم ہے، واجب قربانی کی کھال قصائی کو نہ دی جائے گی۔

مستحب یہ ہے کہ قربانی ۱۰ ذی الحجہ کو ہو اور پھر تین دن تک مقام منیٰ میں بھی کرسکتا ہے اور مقام منیٰ کے علاوہ دو دن کے اندر قربانی کرسکتا ہے، عید کی قربانی کے لئے اگر جانور نہ ملے تو اس کی قیمت فقراء پر تقسیم کردینی چاہئے۔

مکروہات:۔

پلے ہوئے جانور کی قربانی، کھال قصاب کو دینا،

سر منڈانا :-

۱۰ ذی الحجہ کو ذبح کے بعد واجب ہے کہ سر منڈائے یا کچھ بال اور ناخن کاٹے ، سرمنڈانا زیادہ بہتر ہے -

جس شخص نے اپنے بالوں کو شہد لگاکر جمایا ہو اس کے سرمنڈانے کی تاکید ہے عورت کے لئے صرف تقصیر (ناخن کاٹنا) واجب ہے - اگر منیٰ سے بال منڈائے بغیر یا ناخن کاٹے بغیر روانہ ہو جائے - تو جہاں یاد آئے وہاں سے واپس لوٹ کر منیٰ میں بال منڈائے - اگر واپس آنا ممکن نہ ہو تو جہاں ہو وہیں اس کو بجا لائے - اگر دونوں چیزیں نہ بجاسکے تو ان میں سے کسی ایک کام کو بھی بجا لاسکتا ہے - اسے چاہئے کہ اپنے بالوں کو منیٰ میں بھیج دے تاکہ وہاں دفن کیا جاسکے - جس کے سر پر بال نہ ہوں اسے صرف استرہ پھرا لینا چاہئے - ناخن کاٹنے سے پہلے خانۂ کعبہ کا طواف نہیں کرنا چاہئے - اگر عمداً طواف کرلیا ہے - تو ایک بکری کفارہ میں دے - سہو میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اسے ناخن کا ٹکر طواف کا اعادہ کرلینا چاہئے ، بال اور ناخن کٹانے سے احرام کی حالت ختم ہوجاتی ہے اور عورت اور خوشبو کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جاتی ہے - طواف زیارت کے بعد خوشبو اور طواف نساء کے بعد عورت حلال ہو جاتی ہے -

بقیہ مناسک حج :-

مقام منیٰ میں جب حالت احرام ختم ہوجائے تو اسی روز

یا دوسرے روز مکہ جانا چاہئیے بشرطیکہ حج تمتع ہو۔ حج قران اور حج افراد کرنے والا تمام ماہ ذی الحجہ میں کبھی بھی مکہ جاسکتا ہے۔ مکہ جاکر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر سعی کرے، پھر طواف نساء بجالائے۔ ان افعال سے فارغ ہوکر دوبارہ منیٰ میں آئے وہاں ذی الحجہ کی گیارھویں اور بارھویں شب گزارے۔ اور ہر پتھر پر سات کنکریاں مارے ہر روز جمرہ اولیٰ سے ابتداء کرے اور اس پتھر پر اس طرح سے کنکری مارے کہ وہ (پتھر) بائیں طرف ہو تکبیر کہتا رہے اور دعا پڑھتا رہے۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے جمرہ کو سنگریزے مارے اس میں ترتیب شرط ہے، اگر ترتیب کا خیال کئے بغیر کنکریاں مارے تو دوبارہ اس طرح کنکریاں مارے کہ ترتیب حاصل ہوجائے۔

وقت :۔

سنگریزے مارنے کا وقت طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک ہے، رات کو جائز نہیں۔ البتہ جس شخص کو کسی نقصان کا اندیشہ ہو یا کوئی شخص دن میں بکریاں چراتا ہو یا غلام ہو تو وہ رات کو بھی کنکریاں مار سکتا ہے۔ اگر ذی الحجہ کی ۱۳۔ تاریخ کو بھی قیام کرے تو اس دن بھی کنکریاں مارنا چاہئیے ورنہ بقیہ سنگریزے منیٰ میں دفن کردے۔ اگر منیٰ کے علاوہ کہیں اور دو راتیں (۱۱ اور ۱۲) گذارے تو ہر رات کے بدلہ ایک بکری کا صدقہ دے۔ البتہ اگر مکہ میں عبادت میں مصروف رہ کر رات گزارے تو کفارہ نہیں۔

منی سے آدھی رات کے بعد خارج ہونا جائز ہے۔ جس شخص نے شکار سے پرہیز کیا ہو اسے چاہئے کہ بارھویں شب ابتدائی حصہ میں بھی منی سے جا سکتا ہے۔ اور جس نے پرہیز نہ کیا ہو اُسے تیرھویں شب کو بھی قیام کرنا چاہئے۔ اور تیرہ تاریخ کو سنگریزے مار کر روانہ ہونا چاہئے۔ اگر یہ شخص ۱۲۔ ذی الحجہ کو ہی روانہ ہو جائے تو واجب ہے کہ بطور کفارہ ایک گوسفند دے، ۱۲۔ ذی الحجہ کو کوچ کرنے والے کو بعد زوال کوچ کرنا چاہئے۔ البتہ تیرہ تاریخ کو قبل زوال بھی کوچ کر سکتا ہے، اگر کسی دن سنگریزے مارنا بھول جائے تو دوسرے روز پہلے دن کی قضا بجا لائے (پھر اس دن کے سنگریزے مارے) اگر یہ بھول جائے کہ کون سے حجرہ پر سنگریزے نہیں مارے تو تینوں حجروں پر دوبارہ کنکریاں مارنا چاہئے۔ اگر کنکریاں مارنا بھول جائے اور مکہ میں داخل ہوجائے تو اسے چاہئے کہ لوٹ کر آئے اور سنگریزے مارے، اگر اوٹنا ممکن نہیں تو آئندہ سال خود آکر سنگریزے مارے یا اپنا نائب مقرر کرے۔

مستحبات :۔

(۱) منیٰ میں ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ تاریخوں کو رہنا سنت ہے۔ اس کے بعد حج تمام ہوجاتا ہے۔ (۲) حج کے تمام ہونے کے بعد مکہ میں رہنا۔ (۳) اور طواف وداع کے واسطے خانۂ کعبہ میں داخل ہونا۔ (۴) خانۂ کعبہ کے گوشوں میں نماز پڑھنا۔ (۵) دونوں ستونوں کے بیچ میں سنگ سرخ پر نماز پڑھنا

مسجد حصبہ میں نماز پڑھنا اور چت لیٹنا ، اسی طرح مسجد خیف میں جانا مسجد سے باب حناطین کی طرف سے نکلنا ، مسجد کے دروازہ پر سجدہ کرنا اور دعا پڑھنا ، ایک درہم کی کھجور خریدکر تصدق کرنا ، مدینہ میں مجاورت کرنا ، حائضہ عورت کا در مسجد سے وداع ہونا ، آنحضرتؐ کی زیارت کے لئے مدینہ جانا ، جناب سیدہؑ ، آئمہؑ ، دیگر شہداءؑ اور حضرت حمزہ کے مزرات کی زیارت کرنا ۔ مسجد نبوی میں تین دن تک اعتکاف کرنا ۔

مکروہ :۔

مکہ میں مجاورت کرنا ۔

عمرہ :۔

اس کے شرائط اور اسباب وہی ہیں جو حج کے ہیں ۔ اس میں واجب چیزیں یہ ہیں ۔ (۱) نیت کرنا ۔ (۲) احرام باندھنا ۔ (۳) طواف کرنا ۔ (۴) دو رکعت نماز طواف پڑھنا سعی کرنا ۔ (۵) طواف نساء کرنا ۔ (۶) دو رکعت طواف نساء پڑھنا ۔ (۷) ناخن کاٹنا یا سر منڈانا ۔

عمرۂ تمتع میں طواف نساء نہیں ہے ، عمرۂ مفردہ سال کے تمام دنوں میں کرسکتے ہیں ۔ بہتر یہ ہے کہ رجب میں کیا جائے ۔ عمرۂ قران اور عمرۂ مفردہ کو حج کے بعد کرنا بہتر ہے ۔ اگر حج کے مہینوں میں عمرہ بجالائے تو جائز ہے کہ اس کو عمرۂ تمتع سے بدل دے ، عمرہ ہر مہنہ میں جائز

ہے۔ کم سے کم مدت عمرہ کی یہ ہے کہ دس دن میں بجا لایا جائے۔ سید مرتضےٰ کے نزدیک اس کی کوئی حد نہیں ہے۔

محصور اور مصدود:۔

وہ ہے جسے کسی دشمن کی وجہ سے حج کرنے سے روک دیا جائے اگر وہ احرام باندھ چکا ہے تو قربانی کے جانور کو ذبح کرے اور جن چیزوں سے احرام باندھا تھا انہیں اپنے اوپر حلال سمجھے۔ اگر مشعر۔ عرفات یا مکہ سے روک دیا جائے تو صداد (روکنا) متحقق ہوگا۔ اس کی بنیاد پر حج واجب ساقط نہ ہوگا۔ البتہ منتی حج ساقط ہے۔ بغیر جانور ذبح کئے حالت احرام سے حالت حلال کی طرف نیت کے بغیر بلٹنا جائز نہیں ہے عمرہ بجالانے والے کو اگر روکا جائے تو اس کا حکم حاجی کی طرح ہے۔

محصور:۔

اسے کہتے ہیں جو بیماری کے سبب سے رک جائے۔ ایسا شخص قربانی کے لئے جانور بھیج دے۔ اگر ساتھ نہ لایا ہو تو جو جانور ساتھ ہو اسے ہی بھیج دے۔ جب جانور مقام منیٰ پر پہونچ جائے تو حج بجالانے والے کے لئے جائز ہے کہ منیٰ میں تقصیر کرے اور اگر عمرہ بجالا رہا ہے تو مکہ میں۔ تمام چیزوں کا احرام، سوائے عورت کے، ٹوٹ جائے گا عورت کے حلال ہونے کے لئے دو صورتیں ہیں۔

(۱) حج واجب ہے تو دوبارہ حج کرنے سے عورت حلال ہوگی۔

(۲) سنتی، حج ہے تو جس وقت اس کی طرف سے کوئی طواف نساء بجالائے عورت حلال ہو جائے گی۔ حج کے زمانہ میں بیماری دور ہوجائے تو محصور کو چاہئے کہ حاجیوں سے ملحق ہوجائے۔ اگر دونوں موقف (مشعر اور عرفات) میں سے کسی ایک کو پالے تو حج صحیح ہے ورنہ نہیں۔

تجارت

تجارت کبھی واجب ہے کبھی مباح و سنت، کبھی مکروہ اور کبھی حرام۔

واجب :۔

اس وقت ہے جب کہ اس کے علاوہ کوئی ذریعہ معاش نہ ہو۔

سنت :۔

جب اپنے اهل و عیال کی وسعت کے لئے تجارت کرے۔

مکروہ :۔

جیسے گرانی کے زمانے کے لئے غلہ جمع کرے۔

مباح : ۔

جب کہ تجارت کی احتیاج نہو۔

حرام :۔

جب حرام چیزوں کے ذریعہ تجارت کی جائے۔

وہ چیزیں جن کی تجارت حرام ہے۔

۱ - نجس چیزوں کی تجارت جیسے شراب اور دیگر نشہ آور چیزیں اور جو کی شراب، مردار، خون اور کتے کی تجارت، البتہ شکاری کتے، بکریوں کے پاسبان کتے اور زراعت اور باغ کی حفاظت کرنے والے کتے کی تجارت حرام نہیں ہے -

اس نجس تیل کی بھی تجارت حرام نہیں ہے جس کو آسمان کے نیچے جلایا جائے -

۲ - آلات محرمہ کی تجارت جیسے بت، بربط، صلیب، آلات قمار، مزمار، شطرنج، نرد اربعۃ عشر (ایک قسم کی شطرنج) وغیرہ کی تجارت -

۳ - اعانت حرام کی تجارت - جیسے دشمنان دین کو ہتھیار فروخت کرنا، حرام کام کے لئے مکان یا زمین فروخت کرنا، شراب کے لئے انگور کی تجارت کرنا بت بنانے کے لئے لکڑی فروخت کرنا -

نوٹ :- بلا شرط شراب کشید کرنے والے کو انگور فروخت کرنا اور بت بنانے والے کو لکڑی فروخت کرنا مکروہ ہے -

۴ - وہ اشیاء جن کی تجارت سے کچھ فائدہ نہ ہو - جیسے بندر، ریچھ، ایسی مچھلی جس پر فلس نہ ہو، کچھوا، ایسی مچھلی جو مرکر پانی کی سطح پر آجائے -

درندوں کی تجارت حرام نہیں -

۵ - ایسی چیزوں کا اکتساب جن کا عمل حرام ہے جیسے

تصویر کا مجسمہ بنانا، عروسی کے علاوہ گانا (عروسی میں چند شرطوں کے ہوتے ہوئے مصنف کے نزدیک گانا جائز ہے شرطیں یہ ہیں :۔

۱ گانے والی، عورتیں ہوں۔

۲ اجنبی لوگوں تک ان کی آواز نہ پہونچے۔

۳ طبلہ و ستار وغیرہ کا استعمال نہ ہو۔

۴ گانے میں باطل اقوال نہ ہوں۔اقوال باطل کے ساتھ نوحہ کرنا۔ البتہ اقوال حق کے ساتھ نوحہ کرنا جائز ہے۔

مومن کی ہجو کرنا، گمراہ کن کتابوں کی حفاظت کرنا، گمراہ کن کتابوں کی نقل تیار کرنا۔ البتہ رد کے قصد سے نقل کرنے میں قباحت نہیں ہے۔

جادو سیکھنا، قیافہ سیکھنا (ایسا قیافہ جس سے الحاق نسب یا انکار نسب کیا جائے) کہانت، شعبدہ بازی، جوا کھیلنا، مرد کا حرام چیزوں سے زینت کرنا (جیسے سونا) قرآن اور مسجد پر سونا چڑھانا، ظالم کی مدد کرنا، زنا کی اجرت لینا،

۶ کسی فعل واجب کی اجرت لینا جیسے غسل میت، دفن میت، حاکم و قاضی کا اپنے فیصلہ کی اجرت اور رشوت لینا، قاضی کو رزق کے لئے بیت المال سے اجرت لینی چاہئے۔

مکروہات :۔

صرافی، کفن فروشی، طعام فروشی، قصابی، زرگری رنگریزی حجامت بشرط اجرت؛ جلاھا گیری۔

مباحات :۔

سکہ ڈھالنے کی اجرت ، تعلیم قرآن کی اجرت ، قرآن کے نسخے تیار کرنے کی اُجرت ، دایہ گیری کی اجرت بادشاہ کو ان چیزوں کا دوسروں پر تعلیم کرنے کے خیال سے لینا ؛ زکوۃ لینا ۔

دیگر محرمات :۔

ظالموں کے تحفے لینا بشرطیکہ معلوم ہو جائے کہ یہ چیزیں ظلم سے لی گئیں ہیں ۔ ورنہ حلال ہے ۔

مسئلۃ :۔

اگر کسی آدمی نے کسی جماعت پر خرچ کرنے کے لئے کوئی رقم دی ہو اور تقسیم کرنے والے شخص کا حصہ مقرر کر دیا ہو تو تقسیم کنندہ کو اپنے حصہ سے زیادہ نہ لینا چاہئے ۔ اگر حصہ معین نہیں کیا ہے ۔ اور وہ اس قوم میں سے ہے جس پر مال تقسیم ہوگا تو اُسے سب کے برابر حصہ لینے کا اختیار ہے ۔

آداب تجارت :۔

١ تجارت کے مسائل کو سیکھنا تاکہ صحیح بیع ہو اور سود سے بچ سکے ۔

٢ تمام خریداروں کو برابر سمجھنا ۔

٣ اگر خریدار مال واپس کرے تو اسے لے لینا ۔

خرید و فروخت کے وقت شہادتیں کہنا ، تکبیر پڑھنا ، کم لینا اور زیادہ دینا ۔

مکروہات :-

بیچنے والے کا اپنی چیز کی مدح کرنا، خریدار کا اس کی مذمت کرنا، عیب چھپانا، بیع کے وقت قسم کھانا۔ تاریکی میں بیچنا، بلا ضرورت مومن سے فائدہ لینا، جس شخص سے احسان کا وعدہ کیا ہو اس سے فائدہ حاصل کرنا، طلوع صبح سے طلوع شمس تک تجارت میں مصروف رہنا، سب سے پہلے بازار میں آنا، معاملہ بیع ہونے کے بعد قیمت میں کمی چاہنا برادر مومن کے معاملہ میں دخل دینا۔ یعنی اگر کوئی کسی چیز کو خرید رہا ہو تو اس میں رخنہ ڈالنا۔ پیمانہ اور وزن کے سلسلہ میں جب کچھ معلوم نہ ہو تو اس میں دخل دینا۔

ضروری مسائل :-

۱ - بیچنے والا مالک ہو یا مالک کے حکم میں ہو جیسے باپ، دادا، حاکم شرع، امین، وصی اور وکیل اگر ان کے علاوہ کوئی اور بیچتا ہے تو اجازہ ضروری ہے ایجاب کے لئے بعتک اور قبول کے لئے اشتریت، کہنا۔

۲ - اگر کوئی شخص اپنی چیز کسی دوسرے کی چیز میں ملا کرفروخت کرے تو بیع صرف اپنی ہی چیز میں ہوگی دوسرے کی چیز کی فروخت مالک کی اجازت پر موقوف ہے۔ مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو وہ بیع کو باقی رہنے دے یا ختم کردے خریدار کو بھی اختیار ہے کہ وہ پورا مال واپس کردے یا نہ کرے۔

۳ - ناپنے، تولنے اور گنتے کی چیز میں مقدار کا جاننا

ضروری ہے کسی چیز کو اگر اس کے برتن سمیت خرید رہا ہے۔ تو برتن کے وزن کا بقدر احتمال وزن کرلینا جائز ہے۔

۴ ۔ بکنے والی چیز کے لئے شرط ہے کہ وہ دیکھی ہوئی ہو یا ایسی صفت بتائی گئی ہو جس سے اس کو پہچانا جاسکے۔ اگر وہ چیز صفت کے مطابق ہو تو بیع ٹھیک ہے ورنہ خریدار کو انکار کا اختیار ہے۔

۵ ۔ اگر کسی چیز کے لئے بطور امتحان توڑنے یا کاٹنے کی ضرورت ہو تو جائز ہے کہ اسے توڑا یا کاٹا جائے۔ اگر توڑنے یا کاٹنے کے بعد وہ چیز عیب‌دار نکلے تو جتنا حصہ کاٹا گیا ہے اس کی قیمت دیکر بقیہ چیز کی قیمت واپس لے لی جائے۔

۶ ۔ بیع میں شرط ہے کہ بکنے والی چیز بیچنے والے کے قبضے میں ہو۔ وہ پرندہ جو ہوا میں اڑ رہا ہو اس کی بیع جائز نہیں ۔ جو مچھلی پانی میں ہو یا وہ دودھ جوتھن میں ہو یا وہ چیز جو جانوروں کے پیٹ میں ہو اس کی بیع بھی جائز نہیں ۔ البتہ اگر کچھ چیز ایسی ہو کہ جو قبضہ میں ہے اور کچھ ایسی ہے جو ابھی قبضہ میں نہیں ہے۔ دونوں کی بیع بیک وقت جائز ہے۔ مشک اگر نافہ میں ہے تو اس کی بیع جائز ہے۔ اگرچہ وہ نافہ توڑا نہ گیا ہو۔ وہ اُون جو ابھی بھیڑ کے بدن پر ہے اس کی بیع بھی جائز ہے۔

ضرورت ہے کہ قیمت کی مقدار یا صفت یا وصف معلوم

ہو شرط ہے کہ بیع کے تسلیم کرنے پر مقدور بھی ہو اگر خریدار اور بیچنے والے میں قیمت میں اختلاف ہو جائے تو بیچنے والے کا قول معتبر سمجھا جائے گا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اگر مال بیچنے والے کے قبضہ میں ہو تو بیچنے والے کا قول معتبر سمجھا جائے گا اور اگر خریدار کے قبضہ میں ہو تو اس کی بات قابل قبول ہوگی۔

خیار :۔

بیع توڑنے کا اختیار۔ اس کی سات قسمیں ہیں۔

(۱) خیار مجلس (۲) خیار حیوان (۳) خیار شرط (۴) خیار نقصان (۵) خیار تاخیر (۶) خیار رویت (۷) خیار عیب۔

۱۔ خیار مجلس :۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی چیز کو بیچے تو جب تک جس جگہ خریدار اور بیچنے والا بیٹھے اس جگہ سے اُٹھکر علاحدہ علاحدہ نہ ہو جائیں اس وقت تک دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ وہ بیع کو توڑ دے البتہ اگر پہلے ہی خیار نہ کرنے کی شرط لگادی جائے تو خیار مجلس نہ ہوگا۔ بیع کے علاوہ کسی اور چیز میں خیار مجلس نہیں ہوتا ہے۔

۲۔ خیار حیوان :۔

اگر کوئی شخص کسی جانور کو خریدے تو مشتری کو

اختیار ہے کہ وہ تین روز تک بیع توڑ سکتا ہے ۔ بشرطیکہ عدم خیار کی شرط نہ کی گئی ہو ۔ اور خریدار نے اس حیوان پر تصرف بھی نہ کیا ہو ۔

اگر خریدار کے پاس چیز نہ آئی ہو اور وہ تلف ہو جائے تو اس کا ذمہ دار بیچنے والا ہے ۔

خیار شرط :۔

۳ ۔ خریدار اور بیچنے والا کسی بھی چیز کی بیع میں اختیار کی شرط کر سکتے ہیں اور خیار کی مدت کے لئے کوئی انتہا نہیں ہے ۔ البتہ مدت کی تعیین کرنا ضروری ہے ۔ خیار شرط میں جائز ہے کہ چاہے صرف خریدار شرط لگائے یا بیچنے والا اور اس کا بھی اختیار ہے کہ دونوں کی طرف سے کوئی تیسرا شخص شرط لگادے ۔ یہ شرط لگانا بھی جائز ہے کہ اگر معینہ مدت میں قیمت ادا نہ ہوئی تو بیچنے والا اپنی چیز واپس لے لے گا ۔ اور خریدار کی طرف سے یہ شرط بھی جائز ہے کہ اگر معینہ مدت میں بیچنے والے نے اس چیز کو واپس نہ لیا تو پھر میں واپس نہ لونگا ۔ اگر اس عرصہ میں چیز تلف ہو جائے تو ذمہ داری خریدار پر ہے ۔

خیار نقصان :۔

۴ ۔ کوئی چیز عام قیمت سے بہت کم پر بیچی جائے یا چیز خریدار عام قیمت سے زیادہ لے لے اور وہ چیز بھی ایسی ہو کہ جس میں عام طور سے نقصان نہں ہوتا تو اس صورت میں نقصان اُٹھانے والے کے لئے جائزہ ہے کہ بیع ختم کردے ۔

خیار تاخیر :-

۵ - بیچنے والا کسی چیز کو بیچے اور خریدار تین دن تک قیمت ادا نہ کرے یا بیچنے والا کسی چیز کو فروخت کرے اور تین دن تک خریدار کے حوالہ نہ کرے تب بھی بیع ختم کرنے کا اختیار ہے - جو چیزیں زیادہ دیر نہ ٹھہر سکتی ہوں ان کی مدت خیار ایک دن ہے -

خیار رویت :-

۶ اگر خریدار بیچنے والے کے قول کی بنا پر بغیر دیکھے کسی چیز کو خرید لے اور دیکھنے پر معلوم ہو کہ چیز ویسی نہیں ہے تو خریدار کو بیع توڑنے کا اختیار ہے - ایسے ہی اگر بیچنے والا کسی چیز کو بیچدے حالانکہ خود اس نے اس چیز کو نہ دیکھا ہو - پھر وہ چیز اس کے سامنے آئے اور معلوم ہو کہ خریدار کو جو صفت بتائی تھی اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے - تو اُسے اختیار ہے کہ وہ بیع کو ختم کردے -

خیار عیب :-

۷ فروخت شدہ چیز میں خریدار کے قبضہ میں جانے سے پہلے عیب پیدا ہو جائے تو خریدار کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو بیع کو ختم کردے اور چاہے عیب کا تاوان کاٹ کر اس چیز کی قیمت مالک کو ادا کردے -

عیب کا بیان

عیب اصل خلقت میں ہو - یا وہ چیز عادت طبعی سے

زیادہ ہو یا کم ہو تو اسے عیب کہتے ہیں ۔ اگر بیچنے والا عیب چھپائے اور خریدار پر عیب ظاہر ہو جائے تو اسے اختیار ہے کہ چیز کو واپس کر دے یا تاوان وضع کرکے رکھ لے ۔ اگر کسی چیز میں کوئی عیب ہو اور خریدار کے پاس پہونچ کر اس میں دوسرا عیب پیدا ہو جائے ۔ تو خریدار صرف ایک عیب کا تاوان کاٹ سکتا ہے ۔ اگر خریدار عیب جانتے ہوئے بھی کسی چیز کو خرید لے تو بیع فسخ نہ ہوگی ۔ اگر کوئی شخص دو چیزوں کو ملا کر بیچے اور ان میں سے ایک میں عیب ظاہر ہو ۔ تو خریدار کو اختیار ہے کہ بقدر عیب قیمت کم کرکے ۔ چیزوں کو اپنے پاس رکھ لے ۔ اگر واپس کرنا چاہتا ہے تو دونوں ہی چیزوں کو واپس کرنا ہوگا ۔ صرف عیب‌دار چیز کو واپس نہیں کر سکتا ۔ اگر دو آدمی مل کر یک وقت ایک چیز خریدیں اور اس چیز کے کسی حصہ میں عیب معلوم ہو تو جس کے حصے میں وہ عیب‌دار چیز گئی ہے وہ تنہا واپس نہیں کرسکتا ۔ جب تک کہ دوسرا آدمی بھی اپنا حصہ واپس نہ کرے ۔ عیب‌دار چیز تصرف میں آجانے کے بعد واپس نہ ہوگی ۔ اگر بیچنے والا یہ کہے کہ میں نے عیب پہلے ہی ظاہر کردیا تھا اور کوئی گواہ نہ ہو تو خریدار کی بات قابل اعتبار ہوگی ۔ اگر خریدار یہ کہے کہ خریداری سے پہلے یہ عیب موجود تھا تو بیچنے والے کی بات بقسم قابل اعتبار ہوگی ۔

نقد، قرض اور منافع

بغیر کسی شرط کے اگر بیع ہوئی ہو تو قیمت نقد دینی

چاھئے اگر قیمت کے لئے ایک معینہ مدت طے ہو جائے تو یہ صحیح ھے نامعلوم مدت رکھنا جائز نہیں۔ کسی چیز کو اس طرح بیچنا کہ آج پیسے دو تو اتنی قیمت ھے اور اتنی مدت کے بعد دوگے تو اتنی قیمت ھوگی، باطل ھے۔

وعدہ سے پہلے قیمت دینا واجب نہیں۔ وعدہ سے پہلے بیچنے والے کو بھی قیمت لینا واجب نہیں۔ اگر خریدار وعدہ پر قیمت لےکر آئے تو اس کا لے لینا واجب ھے۔ اگر اس وقت بیچنے والا قیمت نہ لے اور وہ قیمت تلف ھوجائے تو ذمہ‌داری بیچنے والے پر ھے خریدار پر نہیں۔

وہ چیزیں جو بیچی ھوئی چیزوں کے ذیل میں آتی ھیں:۔

۱۔ فروخت شدہ زمین پر اگر درخت موجود ھوں اور فروخت میں ان کی شرط بھی ھو تو درخت شامل ھوں گے ورنہ نہیں، اگر بیچنے والا یہ کہے کہ میں نے فلاں زمین کو اور اس کے اندر جو چیزیں ھیں ان کو فروخت کیا تو درخت شامل ھوں گے۔

۲۔ گھر، میں اوپر اور نیچے دونوں مکان داخل ھیں۔ البتہ اگر اوپر کا مکان سکونت میں مستقل علاحدہ ھو تو وہ شامل نہیں ھوگا۔

۳۔ اگر خرمہ کے درخت میں بور آچکا ھو تو پھل، بیچنے والے کا ھوگا اور اگر بور آنے سے قبل درخت بک چکے ھیں تو پھل خریدار کے ھوں گے۔ فروخت کے وقت درخت پر

موجود پھل فروخت میں شامل نہونگے بشرطیکہ طے نہ کر لیا گیا ہو۔

۴۔ اگر زمین کی فروخت میں کسی درخت کا استثنا کرلیا جائے تو بیچنے والا درخت تک آنے جانے کا حق رکھتا ہے۔ اور جہاں تک درخت کی شاخیں ہیں وہ زمین بھی اس کی ملکیت ہوگی۔

تسلیم :— (تخلیہ یعنی خالی کرنا) اس کا مطلب ہے کہ جو چیزیں غیر منقولہ ہیں اُنھیں خالی کر دینا، ناپنے تولنے کی چیز کو ناپ تول دینا۔ جو ناپنے تولنے کے قابل نہیں اُنھیں خریدار کے قبضہ میں دیدینا اور حیوان کو منتقل کردینا۔ (سپرد کردینا) بیچنے والے پر واجب ہے۔ خریدار پر واجب ہے کہ قیمت دے۔ اگر بیچنے والا سپرد کرنے سے انکار کرے یا خریدار قیمت دینے سے انکار کرے تو ان پر جبر کیا جائیگا۔ سپرد کرنے میں واجب ہے کہ وہ چیز دوسری چیزوں سے علاحدہ ہو۔ کھانے کی چیزوں کے علاوہ دوسری چیزوں کو قبضہ میں آنے سے پہلے بیچنا جائز ہے، کھانے کی چیزوں کے لئے کسی کو اپنا ولی بنانا ہوگا۔ کسی چیز کے تولنے یا ناپنے کے وقت جبکہ خریدار حاضر بھی ہو لیکن پھر بھی یہ کہتا ہو کہ یہ کم ہے اور اس کے پاس گواہ بھی نہو تو بیچنے والے کے با قسم قول کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور اگر خریدار موجود نہ رہا ہو تو اس کے قول کا قسم کے ساتھ اعتبار ہوگا۔ خرید و فروخت کے وقت ہر

امر جائز کی شرط جائز ہے - بشرطیکہ وہ چیز قدرت میں ہو - جو چیز مقدور میں نہ ہو اس کی شرط جائز نہیں جیسے زراعت میں خوشے کی شرط لگانا - آزاد کرنے کی شرط صحیح ہے -

ناجائز امور کی شرط یا آزاد نہ کرنے کی شرط یا یہ شرط کہ کنیز کی فروخت اس صورت میں صحیح سمجھی جائے گی اگر اس کے ساتھ وطی نہ کیا ہو' جائز نہیں - اگر کسی چیز کی مقدار مشروط ہو اور وہ چیز مقدار سے کم ثابت ہو تو خریدار کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس چیز کو واپس کردے یا جتنی چیز کم ہے اس کی قیمت وضع کرکے باقی قیمت دے خواہ اس چیز کے اجزاء برابر ہوں (جیسے گیہوں وغیرہ) یا برابر نہ ہوں (جیسے گوسفند کے اعضاء) اگر خریدار نقصان وضع کرکے قیمت دیتا ہے تو بیچنے والے کو فسخ کا اختیار ہے - لیکن اگر خریدار پوری قیمت پر رکھتا ہے تو بیچنے والے کو اختیار نہیں ہے - جس چیز کے اجزاء برابر ہوں وہ چیز اگر مقدار سے زیادہ ہو تو بیچنے والے کو اختیار ہے کہ جتنی چیز زیادہ ہے اسے واپس لے لے - البتہ خریدار کو فسخ کا اختیار ہے -

جس چیز کے اجزاء مختلف ہوں وہ مقدار سے زیادہ ہوجائے تو میرے نزدیک وہ بیع باطل ہے - بیع سلف (قیمت نقد دے کر ایک مدت کے بعد مال لینا) اور بیع ملانا جائز اور دو مختلف چیزوں کو ایک ساتھ بیچنا بھی جائز ہے -

سُود

شرع میں اس کی حرمت بدیہی ہے ۔ ایک جنس کی دو چیزوں کو ایک دوسرے کے عوض زیادتی سے بیچنا سود ہے ۔ خواہ زیادتی عینی ہو جیسے ایک پیمانہ کے بدلہ میں دو پیمانے لینا یا اس کی یہ شکل ہو کہ ایک پیمانہ کے بدلہ میں دوسرے پیمانہ کی قیمت کم لگاکر لینا۔

سود کی دو شرطیں ہیں :-

(۱) جنس ایک ہونا۔ (۲) وہ چیز ناپنے یا تولنے کی ہو۔

ایک جنس کی دو چیزوں کا ایک دوسرے کے عوض میں بلا زیادتی نقد بیچنا جائز ہے البتہ اُدھار جائز نہیں۔ ہر جنس کو دوسری جنس سے جن کی قیمتیں الگ الگ ہوں زیادتی سے بیچنا جائز ہے اور اُدھار بیچنا مکروہ ہے۔

جو اور گیہوں کی جنس ایک ہے اور کوئی بھی چیز ہو وہ چیز اور اس کی اصل جیسے کسی چیز کا روغن، ایک نہیں۔ ایک اصل کی دو چیزیں جیسے گھی اور مسکہ، عمدہ چیز اور خراب چیز ایک جنس ہیں۔ البتہ مختلف حیوانوں کے گوشت یا مختلف چیزوں کے روغن ایک جنس میں شمار نہ ہوں گے۔ اگر کوئی ایسی چیز ہو جسے ایک ملک میں تولا جاتا ہو دوسرے میں نہ تولا جاتا ہو تو ہر ملک میں وہاں کا اعتبار کیا جائے گا۔ تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلہ بیچنا صحیح نہیں ہے خواہ وہ برابر ہی ہوں۔ گوشت کو

حیوان کے عوض میں بیچنا مکروہ ہے۔ اگر کوئی ایک درہم اور ایک مد کھجور کے بدلہ دو درہموں کو یا دو مد کھجوروں کو بیچے تو ٹھیک ہے۔ جو شخص انجانے میں سود لے لے تو اس پر گناہ نہیں۔ اسے چاہئیے کہ سود کو اصل مالک یا اس کے وارثوں کو واپس کر دے اور یہ لوگ نہ ہوں تو ان کی طرف سے تصدق کر دے۔

باپ اور اولاد میں خواہ لڑکا ہو یا لڑکی شوہر اور زوجہ میں، مسلمان اور کافر حربی میں سود نہیں ہے (یعنی اگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو کم دے کر زیادہ لے لے یا زیادہ دے کر کم لے تو اسے سود نہیں کہیں گے)۔ البتہ مسلمان اور کافر ذمی میں اس طرح کا لین دین سود میں شمار ہوگا۔

سونے[1] اور چاندی کے ساتھ بیع میں شرط ہے کہ ایک ہی نشست میں دونوں کا قبضہ ہو۔ اگر چاندی کو چاندی کے اور سونے کو سونے کے بدلہ بیچا جارہا ہو اور دونوں کی مقدار برابر ہو تو بیع جائز ہے ورنہ نہیں۔ سونے کی کان کو چاندی کے بدلہ بیچ سکتے ہیں اور چاندی کی کان کو سونے کے بدلہ۔ اگر ایک نشست سے دونوں اٹھیں اور ہمراہ رہیں اور دونوں کا قبضہ ساتھ ساتھ ہو جائے تو بیع صحیح ہے۔

---

۱ ۔ اس صورت میں جب کہ سونے اور چاندی کی قیمتوں میں بہت زیادہ فرق ہو تو سونے کو چاندی کے بدلہ لینا یا دینا سود کہلائے گا۔

اگر یہ معلوم ہو کہ کھوٹے درہم کا رواج ہے۔ اس صورت میں اس کا بیچنا جائز ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ کھوٹے درہم کا رواج نہیں ہے تو اس کا چلانا جائز نہیں ہے۔

اگر کوئی چیز سونے اور چاندی سے بنی ہو اور دونوں کو علیحدہ کرنا ممکن نہ ہو تو اس چیز کو فقط سونے یا فقط چاندی کے بدلہ نہیں بیچ سکتے۔

پھلوں کی تجارت

پھلدار درختوں کو پھل ظاہر ہونے سے پہلے بیچنا جائز نہیں۔ بعد میں بیچنا جائز ہے خواہ پھل پورے طور سے واضح نہ ہوئے ہوں۔ اگر فروخت میں قطع کرنے یا دو برس بر پھل لینے کی قید نہ ہو تو ایک فصل سمجھی جائے گی۔ اگر باغ میں بعض پھل تیار ہوں تو پورے باغ کے پھل بیچ سکتا ہے۔ ایسے ہی اگر دو باغوں میں سے ایک باغ تیار ہو تو دونوں باغ بیچ سکتا ہے۔ پھلوں کو اس کے غلاف میں بیچنا جائز ہے۔ کھڑی فصل کو بیچنا بھی جائز ہے اور کٹی ہوئی کو بھی۔ اگر کھڑی فصل فروخت کی جائے تو اس کا کاٹنا خریدار کے ذمہ ہے۔ اگر پھل تیار ہو جائیں اور خریدار کھیت خالی نہ کرے تو بیچنے والا تاخیر کی اجرت لے سکتا ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ بیچنے والا پھل کاٹ کر رکھ دے۔ بیچتے وقت اس چیز میں سے کچھ حصہ (جنس) اپنے واسطے طے کرلینا بھی جائز ہے اس کے لئے کسی درخت کو بھی مخصوص کرسکتا

ہے۔ اگر بیچے جانے والی چیز میں کمی ہو جائے تو اپنے لئے معین کی ہوئی چیز میں بھی اسی حساب سے کمی ہوگی۔ البتہ اگر جنس میں کسی مخصوص درخت کو مقرر کیا ہے تو اس میں کمی حالت میں نہ ہوگی۔ ایک شریک کا دوسرے شریک کے حصہ کا وزن مقرر کردینا بھی جائز ہے۔

حیوانات کی تجارت

جو حیوان ملکیت میں ہو اس کی فروخت جائز ہے اور وہ چیز فروخت ہونے کے بعد خریدار کی ملکیت میں آجائے گی۔ وہ کنیز جس کے بچہ پیدا ہو گیا ہو اس کنیز کی فروخت جائز نہیں ہے۔

اگر زوجہ اور شوہر میں سے کوئی ایک دوسرے کو خرید لے تو ان میں ملکیت قائم ہوجائے گی البتہ نکاح باطل ہوگا۔

کسی حیوان کے بعض حصہ کو خریدنا جائز ہے۔ اگر کوئی شرط کرے کہ میں اپنے حصہ میں سر یا چمڑہ لونگا تو یہ جائز ہے۔ آدمی یہ شرط بھی کرسکتا ہے کہ میری شرکت سے فلاں حیوان خریدا جائے۔ شرط لگانے والے پر آدھی کی قیمت دینی لازم ہے۔ اگر اصل مال کی شرط کرے اور نقصان میں شریک نہ ہونے کی شرط لگائے تو یہ شرط ناجائز ہے۔

بیع سلف :۔

یعنی قیمت دے کر مال ایک مدت کے بعد لینا اسے سلف بھی کہتے ہیں۔ اور سلم بھی۔

شرائط :- (١) بیع میں جنس اور وصف کا تذکرہ ضروری ہے -

(٢) نشست ختم ہونے سے پہلے قیمت پر قبضہ ہونا۔ اگر بعض قیمت پر قبضہ ہو تو اسی قدر ملکیت درست ہوگی باقی باطل ہے - ناپنے یا تولنے کی چیز کی مقدار مقرر کرنا ضروری ہے -

(٣) اگر چیز شمار کے قابل ہے تو تعداد معین کرنا۔

(٤) بیچتے وقت چیز کا موجود ہونا۔ اگر بیچنے کے بعد وہ چیز بیچنے والا نہ دے سکے تو خریدار کو اختیار ہے کہ چاہے بیع ختم کردے یا اتنے دنوں صبر کرے اگر بیچنے والا خریدار کو دوسری چیز خریدار کی رضامندی سے دے تو یہ جائز ہے - جس روز یہ چیز دی جائے گی - اسی روز اس کی قیمت کا حساب ہوگا۔

بیچے جانے والی چیز میں جس وصف کی شرط کی تھی اس سے خراب چیز لینا یا مقدار میں زیادہ لینا یا دعویٰ سے پہلے لینا واجب نہیں ہے - البتہ اگر وعدہ پر وصف کے مطابق یا اس سے بہتر چیز دے تو قبول کرنا واجب ہے۔ ہر امر جائز کی شرط جائز ہے مال کے ناپنے اور تولنے والے کی اور بیچنے والے (دلال) کی مزدوری اس شخص پر واجب ہے جو چیز کا مالک تھا۔

قیمت کے پرکھنے والے اور خریدنے والے (دلال) کی

ذمہ‌داری خریدار پر ہے اگر کوئی شخص للہ یہ کام کرے تو اس کی اجرت نہیں ہے ۔ دلال کے ہاتھ میں مال تلف ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہے ۔ بشرطیکہ حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو اس سلسلہ میں اس کی قسم پر ہی اعتبار کیا جائے گا ۔

شفعہ[1]

کسی ایک چیز کے دو حصہ داروں میں سے جب ایک حصہ‌دار اپنا حصہ فروخت کرے تو شریک کو شفعہ (ترجیح) حاصل ہے ۔

شرائط :- (۱) چیز ایسی ہو جس کی تقسیم درست ہو ۔ (۲) وہ چیز بیع سے منتقل ہوئی ہبہ اور وقف وغیرہ میں شفعہ نہیں ہے) (۳) بیع کے وقت وہ حصہ شفیع کے لئے مشاع ہو ۔

مشاع :- وہ مال مشترک جو غیر معین ہو جیسے دو آدمی شرکت سے ایک مکان خریدیں تو یہ مکان کی ہر چیز پر دونوں حصہ‌دار ہوں گے یا وہ چیز راستہ، نہر، چھوٹی ندی ہو جس میں شفیع شریک ہو ۔

(۴) شریک دو سے زیادہ نہ ہوں (۵) شریک اس کی قیمت دینے پر قدرت رکھتا ہو (۶) شفیع فوراً مطالبہ کرے ۔

---

۱ ۔ اگر کسی چیز کے دو حصہ‌دار ہوں اور ان میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہے تو دوسرا شریک، خریدنے کا زیادہ حقدار ہے ۔ اس کو شفعہ کہتے ہیں ۔

اگر کسی کی ملکیت میں کچھہ حصہ مال غیر معین ہو لیکن وقف نہو اور وہ شخص اس حصہ کو فروخت کرنا چاہے اور اس کے برابر میں وقف کی ملکیت ہو تو صاحب وقف کو شفعہ کا حق حاصل ہے -

مسائل :- (۱) ذمّی کو مسلمان پر شفعہ نہیں ہے البتہ مسلمان کو ذمّی پر ہے (۲) جس قیمت پر بیع واقع ہوتی ہے شفیع بھی اتنی ہی قیمت دیگا (۳) اگر بیچنے والا دوسرے خریدار کو کچھہ رعایت کرکے قیمت کم کردے اور قیمت چیز کے ذریعہ نہو - تو شفیع بھی اس کی قیمت کے برابر روپیہ دے کر وہ چیز لے سکتا ہے - (۴) اگر شفیع کے پاس قیمت موجود نہ ہو تو تین دن تک مہلت دی جاسکتی ہے - (۵) اگر قیمت کسی دوسرے شہر میں ہو تو تین دن کے علاوہ اتنی مدت کی مہلت دی جائے گی جس سے قیمت کا آنا ممکن ہو بشرطیکہ دوسرے خریدار کا اتنی مدت میں کچھہ نقصان نہ ہو جائے - (۶) اگر کوئی شریک غائب ہو تب بھی اس کا حق شفعہ ثابت رہے گا - جب بھی وہ حاضر ہو اسے مطالبہ کرنے کا حق ہے - (۷) اگر حصہ‌دار مجنون یا بچہ ہے تو بچہ بالغ ہونے کے بعد اور دیوانہ اچھا ہونے کے بعد مطالبہ کرسکتا ہے - یا ان کا ولی مطالبہ کرسکتا ہے - (۸) شفیع فروخت شدہ چیز کو خریدار سے لے سکتا ہے - اگر چیز تلف ہو جائے تو خریدار ضامن ہے - (۹) اگر قیمت کے لئے کچھہ مدت طے ہوتی ہے اور شفیع قیمت لینا چاہتا ہے - تو مدت پوری ہونے

سے پہلے بھی مطالبہ کرسکتا ہے۔ (۱۰) اگر شفیع مالدار نہ ہو تو طے شدہ مدت پر قیمت دینے کے لئے ایک ضامن دینا ہوگا۔ (۱۱) قیمت کی مقدار میں خریدار کے قول یا حلف کا اعتبار ہوگا بشرطیکہ شفیع کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو۔ (۱۲) مال کی طرح حق شفعہ بھی میراث میں منتقل ہوتا ہے۔ (۱۳) بیع سے پہلے حق شفعہ ساقط نہیں ہوتا۔ چاہے شفیع خود بھی ساقط کرنا چاہے البتہ اگر شفیع خریدار کو مبارکباد، دے یا بیع پر اس کی گواہی ہو تو شفعہ کا حق ختم ہو جاتا ہے۔

اجارہ، و دیعت اور ان کے متعلقات

اجارہ:۔ (مال منقولہ یا غیر منقولہ کو یا اپنے نفس کو کسی عمل کے لئے اجرت پر دیدینا)۔

شرائط:۔ (۱) عقد:۔ ایسے لفظوں کو استعمال کرنا جس میں ایجاب و قبول ہو اور مدت کی تعیین ہو، اجرت کا تذکرہ اور اجرت میں دینے کا بھی ذکر ہو۔ (۲) جو شخص اجارہ میں دیرہا ہے اس کا اس چیز پر جائز قبضہ ہو۔ (۳) اجرت کی مقدار ناپ کر یا تول کر یا گن کر معلوم ہو۔ ایسی چیزوں میں یا اس کے علاوہ ان چیزوں میں جو ناپی تولی نہیں جاتیں مشاہدہ بھی کافی ہے۔ (۴) اجرت کا فائدہ (Interst) وقت کی تعیین کے ساتھ معلوم ہو (جیسے ایک مہینہ کا مکان کا کرایہ) (۵) اجرت میں دی جانے والی چیز ملکیت ہو یا

ملکیت کے حکم میں ہو۔ (۶) مدت کی تعیین ہو جس میں گھٹنے بڑھنے کا امکان نہ ہو۔

کیفیت اجارہ :۔ اجارہ دونوں کی رضامندی کے بغیر نہ بیع سے ٹوٹ سکتا ہے اور نہ موت سے (یعنی جس شخص نے کسی چیز کو اجارہ میں دیا ہو اسے حق نہیں ہے۔ کہ اجارہ کی مدت پوری ہونے سے پہلے اسے فروخت کر دے اور نہ ہی جس شخص کو اجارہ پر وہ چیز دی ہے اس کے مر جانے پر مدت پوری ہونے سے پہلے واپس لینے کا حق ہے)۔

مسائل :۔ (۱) اجرت پر لینے والا امانت دار ہے۔ ہر نقصان کا وہی ضامن ہوگا۔ (۲) اجرت کی اگر کوئی مدت مقرر نہیں ہے تو فوراً ادا کرنی چاہئے۔ (۳) قسطیں معین کرنا بھی جائز ہے۔ (۴) اجرت دینے والا اس کو زیادہ یا کم اجرت پر دوسرے کو بھی دے سکتا ہے بشرطیکہ یہ طے نہ ہوا ہو کہ یہ چیز صرف اسی شخص سے متعلق رہے گی۔ (۵) اگر اجرت پر دینے والا، اجرت پر لینے والے شخص کو چیز دینے سے انکار کردے اور قبضہ نہ کرے یا وہ چیز قبضہ سے پہلے ہی تلف ہو جائے تو اجارہ باطل ہے۔ (۶) مکان، حفاظت میں کوتاہی نہ کرنے کے باوجود گر جائے تو ختم ہوگا۔ (اس صورت میں مقررہ اجرت میں مدت کے لحاظ سے کمی واقع ہوگی) یا اجرت پر دینے والے کو عمارت کو تعمیر کرانا ہوگا۔ (۷) مدعی کے پاس کوئی دلیل نہ ہو

تو جو شخص اجارہ سے انکار کر رہا ہے اس کی بات قابل توجہ ہوگی۔ (۸) اجرت کی مقدار کے سلسلہ میں، حفاظت میں کوتاہی نہ کرنے میں یا اصل چیز کی کوتاہی کے ثبوت میں اجرت پر لینے والے کی بات قابل توجہ ہوگی اور جو چیز اجارہ میں دی گئی ہے۔ اس کی مقدار معین کرنے میں مالک کے قول کا اعتبار ہوگا۔ (۹) جب[1] اجارہ باطل ہو جائے تو وہ اجرت دی جائے جو عام طور سے اس کی دی جاتی ہے (۱۰) جو چیز مشترکہ ہو اس کا اجارہ میں دینا صحیح ہے۔ (۱۱) کاریگر خواہ کتنا ہی ماہر ہو وہ نقصان کا ذمہ دار ہے۔ جیسے کپڑا پھٹنے کا ذمہ دار دھوبی ہے۔ چاہئے وہ کتنا ہی اپنے فن میں ماہر ہو۔

زراعت اور آبپاشی

یہ دونوں چیزیں اس وقت تک باطل نہ ہونگی جب تک کہ طرفین کی مرضی نہ ہو۔

زراعت :۔ اس کی پانچ شرطیں ہیں۔

(۱) مالک سے، جو بالغ و عاقل ہو، ایجاب و قبول کا

---

۱ ۔ مثلاً یہ صورت ہو کہ اجرت ہیں دی جانے کے بعد کچھ دن گزر جائیں اور پھر معلوم ہو کہ اجارہ کی شرطیں نہیں پائی جاتی ہیں جتنے دن وہ چیز استعمال میں آئی ہے اتنے دن کی اجرت اس حساب سے دی جائے گی ۔ جس حساب سے اس جیسی چیزوں کی اتنے دن کی اجرت ہوتی ہے۔

ہونا۔ (۲) دونوں میں فائدہ کا مشترک ہونا۔ (۳) مدت مقرر کرنا۔ (۴) شرکت میں حصہ کی تعیین کرنا۔ (۵) زمین کا قابل منافع ہونا۔

مسائل :- (۱) زمین کو ٹھیکہ پر لینے والے کو حق ہے کہ خود کاشت کرے یا دوسرے شخص کو کاشت کے لئے دیدے یا دوسرے کی شرکت سے خود کاشت کرے۔ بشرطیکہ یہ طے نہ ہوا ہو کہ زمین اسی کے پاس رہے گی (۲) ٹھیکہ‌دار کو حق ہے کہ وہ جس چیز کی چاہے کاشت کرے۔ بشرطیکہ معاملہ طے کرتے وقت کسی مخصوص چیز کی کاشت طے نہ پائی ہو (۳) حاکم کا ٹیکس مالک پر ہے۔ بشرطیکہ ٹھیکہ‌دار سے شرط نہ کرلی ہو طرفین کو مال زراعت کا اندازہ کرنا چاہئے اگر دونوں کا اتفاق ہو جائے تو آفتوں سے بچنے کی شرط کر لینی چاہئے۔ (۴) اگر معاملہ زراعت باطل ہو جائے یا ٹھیکہ‌دار زمین میں کاشت نہ کرے تو اتنی زمین کی جس قدر عام طور سے اُجرت ملتی ہے وہ دی جائے گی۔

مکروہات :- (۱) زمین کو صرف گیہوں اور جو کے اجارہ پر دینا (۲) اجرت میں سونے اور چاندی کی شرط لگانا گر زمین قبضہ سے پہلے غرق ہو جائے تو اجارہ باطل ہے۔

زمین کا بعض حصہ غرق ہو جائے تو ٹھیکہ‌دار کو اختیار ہے کہ معاملہ کو باقی رکھے یا ختم کردے۔

مساقات[1]

اس کی چھ شرطیں ہیں :۔ (۱) ایجاب و قبول (۲) تعیین مدت (۳) اس مدت میں پھلوں کا آنا ممکن ہو (۴) تعیین حصہ (۵) حصہ کا تعین بطور شیاع[2] (۶) درختوں پر پھل ہوں جن سے نفع اُٹھایا جا سکے ۔

مسائل :۔ (۱) مساقاۃ پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے اور بعد میں دونوں طریقہ سے جائز ہے ۔ بشرطیکہ کام کرنے سے پھل میں زیادتی کی اُمید ہو (۲) اگر ایجاب و قبول غیر مشروط طور پر ہو تو عامل کو وہ تمام کام کرنے چاہئیں جن سے پھلوں میں اضافہ ہو (۳) چار دیواری بنوانا اور جانوروں سے حفاظت کا انتظام کرنا مالک کے ذمہ ہے ۔ اور ٹیکس بھی اُسی پر واجب ہے ۔ اگر معاملہ ٹوٹ جائے تو عامل کی اُجرت اتنی ہوگی جتنی اتنے دنوں کی عام طور سے اُجرت دی جاتی

---

۱ پھلدار درختوں کا مالک یا وہ شخص کہ جس کے ہاتھ میں اختیار ہے ۔ ایک معینہ مدت کے لئے کسی کو درختوں کو سپرد کرکے یہ کہے کہ اس کی تربیت اور آبپاشی تم کروا سکے بدلہ پھلوں کی اتنی مقدار تم کو ملے گی اسے عربی میں مساقات کہتے ہیں ۔

۲ حصہ اس طرح معین ہو کہ پیداور کا نصف یا تہائی طے کیا جائے ۔ اس طرح معاملہ نہ ہو سو من پھل مالک کے اور بقیہ کام کرنے والے کے ۔

ہے اور جو نشو و نما عامل نے کی ہے اس کا مالک، درختوں کا مالک ہوگا۔

مکروہات :- عامل سے سونے چاندی کا حصہ مخصوص کرنا مکروہ ہے (البتہ اگر یہ طے پا جائے) تو ادا کرنا واجب ہے۔ بشرطیکہ پھل صحیح سلامت رہیں۔

جعالہ[1]

شرط :- (۱) ایجاب و قبول جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ جو میرے غلام کو ڈھونڈھ لائے یا فلاں کام کردے تو اس کو اتنی چیز دی جائے گی۔

مسائل :- (۱) عامل کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ لفظی طور پر قبول کرے (۲) جعالہ ہر حلال کام کے لئے جائز ہے (۳) اگر معاوضہ معین نہ ہوا ہو تو جو عام طور سے اجرت دی۔

---

۱ جعالہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کسی کام کے بدلے میں کچھ معین کر دے مثلاً یہ کہے کہ جو میرے گمشدہ بچہ کو مجھ تک پہونچا دے گا۔ اس کو دس روپئے دیئے جائیں گے۔ جو شخص مال معین کرے اُسے جاعل اور جو کام کرے اُسے عامل کہتے ہیں۔ جعالہ اور اجارہ میں یہ فرق ہے کہ اجارہ میں صیغہ جاری کرنے کے بعد اجیر عمل کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور مالک اجرت دینے پر لیکن جعالہ میں عامل کام کرنے پر مجبور نہیں ہے اور جب تک کام پورا نہ کردے جاعل کو مال نہ دینے کا حق ہے۔

وہی اجرت دیجائیگی ۔ البتہ اگر مالک نے معاوضہ، اونٹ یا مفرور
غلام کے لئے رکھا ہو اور وہ اسی شہر میں مل جائیں تو ہر
ایک کے بدلہ میں ایک دینار اور اگر دوسرے شہر میں ملیں تو
ہر ایک کے بدلہ میں چار دینار دینے چاہئیں ۔ (۴) اگر کوئی
شخص تبرعاً (بغیر اجرت کے) یہ کام کرے تو اس کی کچھ
اجرت نہ ہوگی ۔ خواہ مالک نے دوسرے کے لئے اجرت
مقرر کی ہو یا نہ کی ہو (۵) اگر کوئی اجنبی تبرعاً یہ کام
انجام دے تو اس کی محنت کی اجرت دینی لازم ہے (۶) مالک
کو مال سپرد کرنے ہی عامل اجرت کا مستحق ہوگا ۔
(۷) کام شروع کرنے پر مالک کو حق نہیں ہے کہ وہ
اجرت دئے بغیر معاملہ کو ختم کردے (۸) اگر مالک نے دو
اجرتیں مقرر کی ہیں تو اُنمیں جو آخر میں مقرر کی ہے اس
پر عمل ہوگا (۹) اگر کسی ایک کام کے لئے اجرت مقرر کی
ہو ۔ لیکن وہ کام ایسا ہو کہ کئی آدمی بیک وقت اس کا
کچھ حصہ کر سکتے ہوں' تو ہر ایک کو اس کے کام کے
حساب سے اجرت دینی چاہئے ۔ اگر ہر ایک کا کام الگ
الگ ہو تو ہر ایک کی اجرت بھی الگ ہوگی ۔ اگر چیز کو
ڈھونڈھ لانے کے لئے کچھ فاصلہ مقرر کیا ہو اور عامل، مقررہ
فاصلہ سے کم فاصلہ میں سے تلاش کرلائے تو اُجرت میں بھی
کمی واقع ہوگی اجرت مقرر نہ کرنے میں اور اس چیز کے
تعین میں جس کے لئے اجرت مقرر کی ہو اور اجرت کی مقدار
میں مالک کے قول کا اعتبار ہوگا ۔ اگر عامل زیادہ اجرت کا

دعویٰ کرے تو عام طور سے جو اجرت دی جاتی ہے وہی اجرت اُسے دی جائے گی - عدم سعی میں مالک کے قول کا اعتبار ہوگا -

شرکت[1]

شرکت مال میں جائز ہے عمل نہیں جو جتنا کام کریگا اس کو اتنی ہی اجرت ملے گی -

مسائل :- (۱) وجوہ اور مفاوضۃ میں بھی شرکت صحیح نہیں ہے (دو مفلس انسان کسی مالدار کا مال لے کر منافع سے فروخت کریں تاکہ اُنہیں فائدہ ہو اسے وجوہ کہتے ہیں اور مفاوضہ کا مطلب یہ ہے کہ دو آدمی اس طرح شرکت کریں کہ ہر ایک اپنے طور پر کوئی جنس خریدے، خود قیمت دے لیکن خریدی ہوئی جنس میں اور اس سے حاصل ہونے والے نفع میں ایک دوسرے کو شریک بنائے) (۲) ایک چیز پر دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کے استحقاق سے شرکت ثابت ہوتی ہے یا دو شخصوں کی دو مساوی چیزوں کو اس طرح ملا دیا جائے کہ امتیاز نہ رہے تب بھی شرکت ثابت ہوگی - (۳) ہر شریک کو اس کے مال کے اعتبار سے نفع یا نقصان ملے گا اگر مال کی کمی یا زیادتی کے باوجود یہ طے کرلیں کہ نفع یا نقصان میں

---

۱ دو آدمی اپنا تھوڑا تھوڑا مال اس طرح ملادیں کہ امتیاز ختم ہو جائے اور عربی یا دوسری زبان میں شرکت کے صیغے جاری کریں یا کوئی ایسا کام کریں جس سے شرکت ظاہر ہوتی ہو -

دونوں برابر رہینگے تب ہو جائز ہے ۔ اور اس کا الٹ بھی جائز ہے (یعنی مال دونوں کا برابر ہو اور یہ طے کرلیں کہ نفع اور نقصان میں برابری نہ ہوگی) (۴) مشترک مال میں دوسرے کی اجازت کے بغیر تصرف جائز نہیں ۔ اگر تصرف کی اجازت ہو تو جتنی مقدار میں تصرف کی اجازت ہے اس سے زیادہ میں تصرف جائز نہیں ۔ (۵) اگر حصہ دار مال کو تقسیم کرنا چاہیں اور اس سے کوئی نقصان بھی نہ ہو تو مال کو تقسیم کر دینا چاہیے ۔ اور جو شخص تقسیم سے انکار کر رہا ہو اُسے تقسیم پر مجبور کیا جا سکتا ہے ۔ (۶) اگر حصے برابر ہوں تو حصہ کے تعین میں قرعہ کافی ہے (۷) تقسیم کرنے والے شخص کو احتیاطاً موجود رہنا چاہئے اگرچہ اس کا موجود ہونا شرط نہیں ہے ۔ (۸) شریک ، امانت دار کے مثل ہے ۔ (یعنی وہ مال کی کمی یا نقصان کا ذمہ دار ہے) (۹) شرکت میں مدت قرار دینا صحیح نہیں ہے (۱۰) موت اور دیوانگی سے شرکت ختم ہو جائے گی ۔ (۱۱) کفارے میں شرکت مکروہ ہے ۔ (۱۲) شریک کو حق نہیں ہے کہ وہ اپنا اصل مال طلب کرے (۱۳) مال کی تقسیم (یک طرفہ طور پر صحیح نہیں ہے بلکہ) دونوں کی مرضی سے ہی درست ہے ۔ (۱۴) وقف کی تقسیم ٹھیک نہیں ۔ البتہ اگر وقف غیر وقف کے ساتھ ملا ہوا ہو تو تقسیم ٹھیک ہے ۔ (تاکہ دونوں میں فرق ہو جائے)

مضاربہ

یعنی ایک شخص دوسرے کو کچھ مال دے تاکہ وہ اس

مال سے تجارت کرے اور عامل کا نفع میں کچھ حصہ قرار دے اسے مضاربہ کہتے ہیں۔ مضاربہ کے لئے شرط ہے کہ رقم نقد موجود ہو اور شرکت نفع میں ہو۔ عامل کا حصہ وہ ہوگا جتنا دونوں نے طے کیا ہے۔ معاملہ باطل ہو جائے تو عامل کو اجرت مثل دی جائے گی اور کام کا نفع صاحب مال کو ملے گا۔ یہ معاملہ لازم نہیں (بلکہ ٹوٹ بھی سکتا ہے) اگر مالک نے مشروط طور پر تصرف کی اجازت دی ہو تو اس کی شرطوں کا لحاظ کرتے ہوئے تصرف کی اجازت ہوگی لیکن اگر بلا قید تصرف کی اجازت دی ہو تو عامل کو اختیار ہے کہ کسی مصلحت کے پیش نظر مال میں جیسے چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ اگر مالک کی اجازت کے بغیر مال کو کسی کام میں صرف کرے اور نقصان ہو جائے تو عامل ذمہ دار ہے مضاربہ موت سے باطل ہوجاتا ہے۔ عامل کے لئے شرط ہے کہ وہ مال کی مقدار کو جانتا ہو۔ عامل نفع ظاہر ہونے پر اپنے حصہ کا مالک ہوگا۔

اگر عامل نے مال کی حفاظت یا تجارت میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے اور نقصان ہوجائے تو عامل ذمہ دار نہ ہوگا۔ حفاظت کرنے یا نہ کرنے کے سلسلہ میں اسی کے قول کا اعتبار ہوگا۔

مال کی مقدار اور مال کے تلف ہونے اور کم ہو جانے کے سلسلہ میں بھی اسی کی بات مانی جائے گی۔ نفع نہ دینے کے سلسلہ میں مالک کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر عامل اس رقم سے اپنے باپ کو (جو غلام ہو) خرید لے تو فائدہ میں

جتنا عامل کا حصہ مقرر ہے۔ عامل کا باپ اسی قدر آزاد ہوگا باقی حصہ آزاد کرانے کے لئے اسے الگ سے کوشش کرنی ہوگی۔

عامل سفر میں بقدر ضرورت اصل مال سے خرچ کرسکتا ہے۔ اگر مالک بغیر کسی قید کے عامل کو سپرد کردے اور عامل کو اسی مال کے خریدنے کی ضرورت پڑجائے تو وہ اصل مال سے مروجہ قیمت پر مال لے سکتا ہے۔

اگر مالک معاملہ کو ختم کرنا چاہئے تو اسے عامل کو اس وقت تک کی اجرت دینی ہوگی۔

ودیعت

کوئی شخص اپنی کسی چیز کو دوسرے کے پاس حفاظت کی غرض سے رکھ دے تو اُسے ودیعت کہتے ہیں اس میں دونوں طرف سے ایجاب و قبول کا ہونا ضروری ہے اور اس کی حفاظت واجب ہے۔ اگر مالک حفاظت کی کسی خاص جگہ کا تعین کرے تو عامل کو اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اگر وہ اس کے خلاف کرتا ہے تو نقصان کا ضامن ہوگا۔ البتہ اگر اس جگہ نقصان کا خوف ہو تو اس جگہ کی پابندی لازم نہیں ہے۔ مالک پر واجب ہے کہ وہ جانوروں سے بچائے اور اس کی نشو و نما کرنے کا انتظام کرے۔ عامل اگر حفاظت میں کوتاہی کرے تو نقصان کا ضامن ہے ورنہ نہیں۔ یہ معاملہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک عامل اس چیز کو مالک تک نہ پہونچا دے یا اس سے اظہار برأت نہ کردے۔ اگر ظالم مجبور کرے تو عامل حلف لے سکتا ہے۔ البتہ

اس کو توریہ سے کام لینا ہوگا۔ وہ اس کے نقصان کا ضامن نہیں ہے۔ عامل پر واجب ہے کہ وہ مال کو ودیعت کرنے والے کو لوٹائے اگر وہ مرگیا ہے تو اس کے وارثوں کو دے۔ بشرطیکہ یہ مال غصبی نہ ہو اگر غصبی ہے تو حقیقی مالک تک پہونچانا چاہئے۔ اگر وارثوں کا پتہ نہ چلے تو اسے تصدق کرے بشرطیکہ یہ مال ظالم کے مال سے نہ ملا ہو۔ اگر ظالم کے مال سے ملا ہے تو اسی تک پہونچا دینا چاہئے۔

اگر مال تلف ہو جائے یا حفاظت میں کمی ہو۔ یا واپس نہ کیا ہو یا اس کی قیمت معین کرنے کا مسئلہ ہو تو سپرد کرنے والے کے قول کا اعتبار ہوگا۔

عاریۃ

اس کا مطلب ہے کہ انسان اپنی چیز کسی کو فائدہ اٹھانے کے لئے دے اور اس سے کوئی عوض نہ لے، ہر وہ چیز جو اپنی ملکیت ہو اور اس چیز کے باقی رہتے ہوئے اس سے فائدہ اُٹھانا بھی ممکن ہو تو اس چیز کو عاریت پر دے سکتے ہیں۔

شرائط:۔ (۱) عاریت پر دینے والا شخص اس چیز پر صحیح قبضہ رکھتا ہو۔ (۲) عاریۃ پر لینے والا شخص اس

سے وہی فائدہ اٹھائے جو عام طور سے فائدہ اوٹھایا جاتا ہے۔ اگر ضمانت کی شرط طے نہیں تھی اور وہ چیز تلف ہو جائے تو عاریت پر لینے والا ضامن نہ ہوگا۔ یا ایسی چیز ہو جو عام طور سے زیادہ قیمتی سمجھی جاتی ہو۔

جس قدر استعمال کی مالک نے اجازت دی تھی اس کی وجہ سے اگر کچھ نقصان ہوجائے تو عاریۃ پر لینے والا ضامن نہیں ہے۔ اگر غاصب شخص سے کسی چیز کو عاریۃ پر لے تو نقصان کا ضامن ہوگا۔ غاصب سے لا علمی میں عاریۃ لے تو جیسے ہی معلوم ہو فوراً لوٹا دے۔ عاریت پر لینے والے کو صرف اسی قدر استعمال کرنا چاہئے جتنی اس کو اجازت دی گئی ہے، عاریت پر لی ہوئی چیز کے سلسلہ میں لاپرواہی کرنے کے لئے عاریت پر لینے والے کے قول کا اعتبار ہوگا۔ اور قیمت بھی اسی کے قول کے مطابق طے کی جائے گی۔ واپسی کے سلسلہ میں مالک کی بات مانی جائے گی۔

رہن رکھی ہوئی چیز کو بطور عاریت دینا صحیح ہے۔ البتہ جب مدت رہن پوری ہو جائے۔ تو اصل مالک کو اس کا مطالبہ کرنے کا حق ہے۔

لقطہ

پڑی چیز ملنے کے احکام :۔

اگر لاوارث بچہ ملے تو شرط ہے کہ اس بچہ کو اپنے پاس رکھنے والا مکلف ہو اور مسلمان ہو اگر غلام کو بچہ ملا ہے تو مولا کی اجازت ضروری ہے، اگر بچہ دارالاسلام میں

ملا ہے تو وہ آزاد سمجھا جائے گا۔ ورنہ غلام،

اگر کوئی وارث نہ معلوم ہوسکے تو ملنے والی چیز کے مالک امام ہوں گے۔

اگر وہ بچہ بالغ اور عاقل ہوجائے تو اس کو اپنی غلامی کا اقرار کرنا چاہئیے۔ اس پر جو خرچ آئے اسے حکومت کو پورا کرنا چاہئیے۔ حکومت پورا نہ کرے تو مومنین کو اور اگر یہ صورت بھی نہ ہو تو اس کے اخراجات کا ذمہ‌دار وہ شخص ہوگا جس نے اس کو اٹھایا تھا۔

اگر بچہ کا باپ یا دادا موجود ہو تو انہیں بچہ واپس کر دینا چاہئیے (اگر باپ، دادا نہوں اور پہلے کسی شخص نے اس بچہ کو اٹھایا ہو اور پھر چھوڑ دیا ہو) تو پہلے شخص کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اسے واپس لے۔

اگر بچہ غلام ہو تو مالک تک اسے پہونچانا۔

اگر بچہ فرار ہوجائے یا تلف ہو جائے تو عامل پر کوئی ذمہ‌داری نہ ہوگی بشرطیکہ اس نے حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو۔

پڑی ہوئی چیز کا (حفاظت کی غرض سے) لینا واجب کفائی ہے اور یہ شخص اس وقت تک اس کا مالک ہے جب تک یہ اس کے پاس ہے۔

گمراہ جانوروں کا لینا مکروہ ہے بشرطیکہ تلف کا خوف نہ ہو۔

غیر آباد جگہ یا پانی میں اگر کوئی اونٹ ملے تو اسے
نہیں لینا چاہئے ۔ اگر کوئی بکری کسی غیر آباد جگہ پر ملے
اسکی حفاظت کی ذمہ داری اسکے پالنے والے پر ہوگی ۔

جب کوئی چیز ملے تو ایک سال تک اسکی حفاظت کرنی
چاہئے اور ارادہ صرف حفاظت کا ہونا چاہئے ۔ اگر کچھ نقصان
ہوجائے تو اسکی ذمہ داری حفاظت کرنے والے پر نہوگی ۔

پڑی ہوئی چیز کا لینا مکروہ ہے ۔ اگر وہ چیز کم
قیمت کی ہو تو آدمی اپنے پاس رکھ سکتا ہے ۔ اگر
زیادہ قیمت کی ہو تو سال بھر تک اس کا اعلان کرانا چاہئے ۔
لقطہ اگر حرم میں ملے تو ایک سال اعلان کراکے اُسے حرم
پر تصدق کر دینا چاہئے ۔ اگر حفاظت کا پورا پورا ارادہ ہونے
کے باوجود نقصان ہوجائے تو کوئی ذمہ داری محافظ پر نہیں ہے
اگر ایسی چیز ہو جو زیادہ دن تک باقی نہ رہ سکے تو مناسب
اعلان کے بعد اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ۔ لیکن قیمت کا
ضامن ہوگا ۔ ضامن قیمت سے اگر بچنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے
کہ حاکم کے پاس جمع کردے ۔

اس طریقہ سے استعمال مکروہ ہے جس سے چیز کی
قیمت گھٹ جائے ۔

جو چیز غیر آباد مقامات پر ملے اس کا مالک وہ شخص ہوگا
جس کو وہ ملی ہے اگر وہ ایسی چیز ہے جو کسی کی ملکیت
ہے تو مالک کو تلاش کرنا چاہئے ۔ مالک مل جائے تو چیز
اسکی ہے ورنہ پانے والے کی ۔

یہی حکم اس چیز کا ہے جو جنگلوں میں پائی جائے۔ اگر نابالغ بچہ یا مجنون کو کوئی چیز ملے تو ان کے ولی پر اعلان کرانا واجب ہے۔

غلام وہ (پڑی ہوئی) چیز مولیٰ کی ملکیت میں دے کر خود بھی اعلان کر سکتا ہے۔ پانے والے کو چاہئے کہ خود اعلان کرے یا کسی کو اپنا نائب بنا دے۔

اعلان میں شرط نہیں ہے کہ ہر روز ہو (بلکہ ہفتہ میں ایک دن یا اہم اجتماعات میں ہو سکتا ہے)۔ اگر کوئی شخص اس چیز کی صفت بیان کرے تو یہ کافی نہ ہوگا بلکہ ثبوت کی بھی ضرورت ہوگی۔

پانے والے کی حیثیت امانت‌دار کی سی ہے۔

غصب

غصب عقلاً حرام ہے۔ مال غیر پر زبردستی قبضہ کرنے کو غصب کہتے ہیں خواہ یہ مال غیر منقولہ کیوں نہ ہو۔ غصب پر اگر مسلط بھی ہو تو (نقصان کا) ذمہ‌دار ہے۔

اگر ظلم سے کسی کے مکان میں مالک کے ساتھ رہنے لگے تو آدھے مکان (کے نقصان) کا ذمہ‌دار ہے، اگر کسی حاملہ کو غصب کرلے تو حمل کا بھی غاصب ذمہ‌دار ہوگا۔

اگر (غاصب) مالک کو چھوٹا ہوا جانور پکڑنے سے منع کرے یا اسے اس کے بستر پر نہ بیٹھنے دے تو غاصب نقصان کا ذمہ‌دار نہ ہوگا۔

اگر کسی شخص نے کسی غاصب سے غصب شدہ مال چھین لیا ہو تو مالک کو اختیار ہے کہ وہ ان دونوں میں سے کسی سے بھی مال طلب کر سکتا ہے ۔ اگر کسی آزاد انسان کو اغوا کر لیا جائے تو غاصب ذمہ‌دار نہیں ہے ۔ البتہ اگر بچہ کو غصب کیا ہے تو ذمہ‌دار ہے ۔ اگر کسی کاریگر کو کام کرنے سے روک دیا جائے (اور وہ کام کرتا رہے) تو اس کی کچھ اجرت نہیں۔ اگر اس سے کام کرایا جائے تو کام کی اجرت دینی ہوگی ۔ اگر قید سے کسی دیوانہ غلام کو آزاد کردے یا گھوڑے کو چھوڑ دے تو چھوڑنے والے پر ذمہ‌داری عائد ہوگی ۔

اگر کوئی شخص کسی کا دروازہ کھول دے اور کوئی دوسرا شخص مال چرا لے جائے تو ذمہ‌داری چور پر ہوگی ۔

اگر ذمّی کی شراب یا سور غصب کرے تو اتنی قیمت کی ذمہ‌داری ہے جتنی وہ بتائے ۔ البتہ مسلمان کی یہ چیزیں ہوں تو کچھ نہیں ۔

غصب شدہ چیز کو واپس کرنا واجب ہے ۔ اگر اس میں کوئی عیب پیدا ہوگیا ہے تو تاوان دینا چاہئے ۔

اگر غصب شدہ چیز واپس کرنے سے (کوئی) معذور ہو تو کوئی اس جیسی چیز لوٹانی چاہئے ۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو وقت طلب اس کی قیمت دینی چاہئے اگر وہ چیز اناج کے مثل نہ ہو تو وقت غصب سے وقت تلف تک جس قدر قیمت بڑھے وہ بھی غاصب کے ذمہ ہے (اس مسئلہ میں اشکال ہے) ۔

بازار کی قیمت بڑھ جائے تو غاصب ذمہ‌دار نہیں بشرطیکہ کہ وہ (مال) جلد ہی لوٹا دے ۔ اگر کسی صفت کی وجہ سے قیمت بڑھ جائے تو غاصب ذمہ‌دار ہے ۔ لیکن ایسی صفت پیدا ہوجائے جسکی قیمت کچھ نہیں ہے تو غاصب پر بھی کچھ نہیں ہے ۔

اگر کسی عضو کے ناقص ہونے سے قیمت بڑھ جائے (جیسے خصی کرنا) تو غاصب ذمہ‌دار ہے ۔ اگر غاصب کے فعل سے مال بڑھ جائے تو جو اضافہ ہوگا وہ غاصب کا ہے ۔ اور اگر مال میں کمی آجائے تو غاصب کو حق نہیں ہے کہ وہ اس میں اصل مال سے وضع کرے ۔ اگر غلام کو غصب کرلے اور اس پر کچھ زیادتی بھی کرے تو اصل قیمت کے ساتھ اُسے تاوان بھی دینا ہوگا ۔ اگر غصبی چیز کسی اچھی چیز میں مل جائے ۔ یا ایسی چیز میں مل جائے جو اس چیز کے برابر ہے ۔ تب بھی مالک کی جتنی چیز ہے اُسے لوٹا دینا چاہئیے ۔ اگر کم قیمت چیز مل جائے تو مالک کو اس کی اصل چیز کے مثل دینا چاہئیے ۔ غصبی چیز سے جتنے فائدے ہونگے ان کا حق مالک کو ہے ۔ اگر کوئی شخص غاصب سے غصبی چیز کو انجانے میں لے لے ۔ تو اُسے چاہئیے کہ غاصب سے اپنی قیمت واپس لے اور جو نقصان ہوا ہے وہ بھی اسی سے پورا کرے ۔ بشرطیکہ اس نقصان کے بدلہ میں (اُس چیز سے) کچھ نفع نہ ہوا ہو ۔

اگر یہ جانتا ہے کہ یہ چیز غصبی ہے اور پھر بھی اُسے خرید لے تو قیمت واپس لینے کا حق نہیں ہے (اصل چیز مالک ہی کی سمجھی جائے گی)، اگر غصبی زمین پر زراعت کرے تو پیداوار غاصب کی ہے - لیکن زمین کی اُجرت دینی ہوگی - قیمت کی تکرار میں غاصب کے حلفیہ بیان کو معتبر سمجھا جائے گا بشرطیکہ مدعی کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو -

افتادہ زمین

وہ چیز جو دوسرے کی ملکیت ہو اس میں اجازت کے بغیر تصرف جائز نہیں ہے اُن چیزوں میں تصرف کرنا بھی جائز نہیں ہے جو رفاہ عامہ کے لئے ہیں - جیسے راستہ، نہر یا وہ جگہیں جو لوگوں کے آرام کے لئے بنائی جاتی ہیں -

وہ نیا راستہ جو مباح زمین میں بنایا جائے اس کی حد سات ہاتھ ہے، کنویں کی حد جہاں اونٹ بیٹھتے ہوں چالیس ہاتھ ہے، جہاں سے اونٹ پانی کھینچتے ہوں وہاں ساٹھ ہاتھ، چشمہ کے آس پاس نرم زمین میں ایک ہزار ہاتھ اور سخت زمین میں پانسو ہاتھ تک اس کی حد شمار ہوگی، کسی بلند جگہ پر پانی پہونچانا ہو تو نہر میں رکاوٹ ڈال سکتے ہیں تاکہ کھجور کے درخت میں ٹخنوں تک، پانی آجائے اور عام زراعت میں جوتوں کے تسموں تک جو کاشت اس کے علاوہ ہو اس کے لئے یہی حساب شمار ہوگا، مالک اپنی چراگاہ کو روک سکتا ہے، جس نہر میں چکی لگی ہو اس کے مالک کو حق

نہیں ہے کہ وہ چکی کے مالک کی اجازت کے بغیر نہر کا رخ بدلے بشرطیکہ چکی نہر کے مالک کی اجازت سے لگائی گئی ہو۔ زمین کے اندر اور نہروں کے اندر کا پانی بیچنا مکروہ ہے شارع عام پر (اگر کسی کا مکان ہو) اس کے لئے کھڑکیاں اور برآمدے بنانا جائز ہے بشرطیکہ راستہ چلنے والوں کو دشواری نہ ہو، ہمسایوں کی اجازت سے بلند مکان میں بھی کھڑکیاں لگانا جائز ہے۔ یہی حکم دروازے لگانے کا ہے، وہ گلی جس کے شروع میں دروازہ لگا ہو۔ اس گلی میں رہنے والوں کی مشترک ملکیت ہے، آخر کا دروازہ اس شخص کی ملکیت ہے جس کا گھر سب سے آخر میں ہے۔ ان دونوں میں ہر ایک کو اپنا دروازہ مقدم کرنیکا اختیار ہے کوئی شخص چلتی گلی میں اگر برآمدہ بنائے تو سامنے والے کو منع کرنیکا حق نہیں خواہ گلی کا بھی کچھ حصہ گھر جائے۔ اگر برآمدہ گر جائے تو سامنے والے کو حق ہے کہوہ برآمدہ بنوالے اور پہلے والے کو اسے روکنے کا حق نہیں ہے۔

مستحب ہے کہ ہمسایہ کو اگر ضرورت ہے اپنی دیوار پر چند اینٹوں کا چھلہ بنانے دے ویسے اجازت دینے کے بعد بھی اختیار ہے کہ نہ بنانے دے۔ لیکن اجازت دینے کے بعد انکار سے اگر ہمسایہ کا کچھ نقصان ہوا ہے تو اس کا تاوان دے۔

لا وارث دیوار جو کسی کے گھر سے نہ ملی ہو اور اس پر دو آدمی دعویٰ کریں تو جو شخص قسم کھائیگا وہ اس کو ملے گی بشرطیکہ دوسرا آدمی قسم کھانے پر تیار نہ ہو۔ اگر

دونوں قسم کھائیں یا دونوں انکار کریں تو دونوں میں مشترک ہے ۔ اگر وہ دیوار کسی کے مکان سے متصل ہو یا اس پر کسی کی عمارت ہو تو یہ دیوار اسی کو قسم کھلانے کے بعد دیجائے گی (جس کی عمارت ہے) ۔

احاطہ کی دیوار ، پانی کھینچنے والی کوئی چیز ، کنواں ، نہر اگر مشترکہ ہو تو حصہ دار بغیر دوسرے کی اجازت کے ان پر تصرف نہیں کرسکتا اور نہ ہی دوسرے حصہ دار کو اُن کی تعمیر پر مجبور کر سکتا ہے ۔

گھر کی دیواروں میں جھگڑا ہو تو جو شخص مکان کے نچلے حصہ میں رہتا ہے اُس کی بات کا اعتبار ہوگا ، چھت ، بالاخانہ اور زینہ میں تنازعہ ہو تو مکان کے اُوپر والے حصہ میں رہنے والے کا قول معتبر ہوگا ۔

زینہ کے نیچے کا حصہ دونوں کا مشترک ہوگا ، صحن کا راستہ بھی جس سے اُوپر جاتے ہیں ۔ دونوں کا مشترک ہوگا راستہ کے علاوہ باقی صحن نیچے رہنے والے کا ہے ۔ ہمسایہ کے لئے جائز ہے کہ دوسرے کے درخت کی ڈالیاں جو اس کی زمین پر آرہی ہوں اُنہیں ہٹا دے ، ہٹانا ممکن نہ ہو تو اتنی کاٹ دے ۔ سواری کے جانور میں تنازعہ ہو تو اس شخص کو ترجیح دی جائے گی جو اس پر سوار ہے اسے نہیں جس کے قبضے میں لگام ہے ۔ جو کھڑکی دوسری طرف کھل رہی ہو اس میں تنازعہ ہو تو اس شخص کی بات کا اعتبار کیا جائے گا جو مکان کے نچلے حصہ میں ہے بشرطیکہ دوسرے کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو ۔

قرض

بغیر ضرورت کے قرض لینا مکروہ ہے۔ اور اگر لے تو ادائیگی کی نیت رکھنا واجب ہے۔ قرض ادا کرنے کا ثواب صدقہ دینے سے دوگنا ہے۔ قرض دیتے وقت مقدار یا صفت میں زیادہ لینے کی شرط حرام ہے (سود) اگر بغیر شرط قرض دار صفت میں یا مقدار میں اضافہ کرے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے۔ اگر کسی خاص مقام پر پہونچنے کے بعد قرض کی ادائیگی کی شرط لگا دی جائے تو شرط پوری کرنا لازم ہے۔ جس چیز کی صفت اور مقدار کا تعین ہو سکتا ہے اس کا قرض ٹھیک ہے قرض لی ہوئی چیز کا بعینہ پھیرنا واجب نہیں ہے۔ اگر کچھ قرض ساقط کر دینے پر قرض کی ادئیگی معینہ مدت سے پہلے ہونے کی امید ہو تو کچھ قرض ترک کرنا صحیح ہے۔ اگر قرض دینے والا غائب ہو جائے اور اتنی مدت گزر جائے کہ عام طور سے اس کے سن کے لوگ مر جاتے ہوں تو قرض وارثوں تک پہونچا دینا چاہئے۔ اگر وارث نہ ہوں تو اس کی طرف سے تصدق کر دینا چاہئے اور سب سے بہتر یہ ہے کہ امام کو دیدیا جائے۔

قرض کو اگر دو شریک تقسیم کریں تو درست نہیں ہے۔ قرض کو کسی حاضر چیز کے بدلہ بیچنا صحیح ہے خواہ یہ حاضر چیز کم ہو بشرطیکہ وہ حاضر چیز قرض کی جنس سے نہ ہو۔ قرض کی بیع اس کے مثل کے قرض کے ساتھ

ٹھیک نہیں ہے ۔ اگر ذمی شخص کوئی حرام چیز بیچ کر قرض ادا کرے اور قرض خواہ مسلمان ہو تو لینا جائز ہے ۔ اگر کوئی شخص کافر تھا اور اس نے حرام مال بیچ کر دوسرے کو قرض دیا اور وہ مسلمان ہو گیا تو مسلمان ہونے سے پہلے جو قرض دیا تھا اس کی واپسی کا حق دار ہوگا ۔ غلام کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ آقا کی اجازت کے بغیر قرض لے ۔ اگر اجازت بغیر قرض لے تو آزاد ہونے کے بعد اس کا ادا کرنا واجب ہے ۔ اگر اجازت لے لی تھی تو اس پر ادائیگی ساقط ہے ۔ اگر مالک نے اجازت دے دی تھی تو مالک ذمہ دار ہے ورنہ غلام خواہ غلام آزاد ہی ہوجائے ۔ اگر غلام کو کچھ نقصان ہو جائے تو وہ نقصان آقا کا سمجھا جائیگا ۔ اگر مالک نے غلام کو تجارت کے لئے اجازت دی اور اس نے اس تجارت کے لئے قرض لیا تو قرض کا ادا کرنا آقا پر لازم ہے اور اگر اس نے تجارت کے علاوہ دوسری چیز کے لئے قرض لیا تو آزاد ہونے کے بعد غلام کو ادا کرنا چاہئے ۔

رہن[1]

رہن میں ایجاب و قبول ضروری ہے ۔ ایجاب قبول کے وقت قبضہ کی شرط لگانے میں اشکال ہے ۔ رہن میں شرط ہے کہ

---

۱ قرضدار کا اپنے کسی مال کا قرض خواہ کے پاس اس لئے رکھنا کہ اگر وہ قرض نہ ادا کرسکے تو قرض خواہ اس مال سے اپنا قرض وصول کرائے ، رہن کہلاتا ہے ۔ جس کے پاس گرو رکھا جائے اسے راھن اور گرو رکھنے والے کو مرتہن کہتے ہیں ۔

وہ چیز ملکیت ہو اور اس پر قبضہ ممکن ہو۔ اس کا بیچنا صحیح ہو (یعنی شراب وغیرہ کا گرو رکھنا جائز نہیں ہے) اس کو وہ بیچ سکتا ہے جس کا اس پر حق ہو خواہ خود اسی چیز کی وجہ سے حقدار ہوا ہو یا منفعت کے لحاظ سے اس کا حقدار ہو۔ جو چیز ملکیت نہ ہو اس کا رہن رکھنا اس شخص کی اجازت پر موقوف ہے جس کی وہ ملکیت ہے۔ اگر غیر کی ملکیت کو اپنی ملکیت میں ملالے تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اپنی ہی ملکیت کو رہن رکھے۔ حاملہ کے رہن رکھنے پر حمل رہن نہیں ہوگا۔ رہن کی منفعت کا حقدار مالک ہے۔ اگر دو قرض خواہ ہوں تو رہن سے ایک دوسرے کے لئے رہن کی صورت نہ ہوگی اگر دوسرا قرض خواہ پہلے قرض خواہ سے قرض لے اور اس کو بطور رہن کوئی چیز دے تو یہ صحیح ہے۔ ولی کسی مصلحت کے ساتھ بچہ یا دیوانہ کی چیز کو رہن رکھ سکتا ہے۔ اس صورت میں رہن رکھنے والا اور وہ شخص جس کے پاس رہن رکھا جا رہا ہے۔ دونوں کو اس بات کا حق نہیں ہے کہ وہ اصل مالک کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کریں۔

اگر رہن رکھتے وقت یہ شرط لگادی جائے کہ جس کے پاس رہن رکھا جا رہا ہے وہ رہن کا وکیل بھی ہے۔ تو یہ وکالت اس شخص کی زندگی میں ختم نہیں ہوسکتی۔ اگر کسی شخص نے مرتہن سے وصیت کی کہ وہ رہن شدہ چیز کا وکیل رہے تو اس کا پورا کرنا لازم ہے۔ رہن بھی میراث کی طرح

منتقل ہوگا ۔ رہن شدہ چیز کا مرتہن امین ہے اگر اس نے اس میں تصرت کیا اور کوئی نقصان ہو گیا تو ضامن ہے ۔ اگر رہن شدہ چیز مثلی (جیسے گھوڑے کے بدلے میں گھوڑا) ہے اور مرتہن نے اس میں کچھ تصرف کیا ہے تو واپسی کے وقت اس چیز کے بدلہ میں دوسری چیز دے ورنہ قیمت دے ۔ قیمت میں اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنے کے سلسلہ میں مرتہن کے قول کا اعتبار ہوگا ۔ لیکن قرض کی مقدار کے سلسلہ میں اس کی بات کا اعتبار نہ ہوگا - مرتہن رہن شدہ چیز کی خریداری میں دوسرے قرض خواہوں سے زیادہ مستحق ہے ۔ اگر قرض ادا کرنے کے بعد کوئی چیز بچ جائے تو اس میں دوسرا قرض خواہ شریک ہو سکتا ہے ۔ اگر رہن میں سے کوئی چیز بچے اور مرتہن پر کچھ ایسا قرضہ بھی ہو جس کے لئے رہن نہیں رکھا گیا ہے تو اس فاضل چیز میں تمام قرض خواہ برابر کے شریک ہونگے ۔ اگر رہن رکھنے والا ، راہن کی اجازت کے بغیر چیز میں تصرف کرے تو وہ اس کا ذمہ‌دار ہیں اور اسے راہن کو اس کی اجرت دینی ہوگی ۔

رہن کی جتنی مدت طے ہوئی تھی اس سے پہلے راہن اگر اس چیز کو بیچنا چاہے تو مرتہن کی اجازت ضروری ہے ۔ اگر مرتہن اجازت دیدے اور راہن اسے بیچدے تو اسے جائز نہیں ہے کہ وہ طے شدہ مدت سے پہلے اس میں تصرف کرے ۔ اگر راہن کو یہ ڈر ہو کہ مرتہن کے وارث رہن شدہ چیز میں تصرف نہیں کرنے دینگے یا رہن کے بدلہ میں جو رقم

مرتہون نے لی ہے اس سے انکار کرینگے تو اُسے جائز ہے کہ جو چیز اس کے پاس گروی ہے اپنی رقم اُس میں سے پوری کر لے ۔ اگر مرتہون یہ دعویٰ کرے کہ اس نے کسی چیز کو بطور امانت رکھا تھا اور دوسرا یہ کہے کہ نہیں بطور رہن یہ چیز تھی تو مالک کی بات کا اعتبار ہوگا ۔

حجر[1]

حجر کے چھ اسباب ہیں :۔

(۱) کمسنی (۲) جنوں (۳) نادانی (۴) ملکیت (۵) مرض (٦) دیوالیہ ہونا ۔

۱ ۔ کمسن بچہ کو اس کے مال میں تصرف کرنے سے اس وقت تک روکا جائیگا جب تک وہ بالغ اور عاقل نہ ہو جائے ۔ بالغ ہونے کا پتہ زیر ناف بالوں کے اگنے سے ، احتلام سے اور پندرہ برس کے سن سے لگایا جائیگا ۔

عاقل ہونے کا اندازہ اس کے جنون سے علاحدہ ہونے سے لگایا جائے گا اس طرح سے کہ اس کا امتحان کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ وہ نفع و نقصان میں تمیز کرسکتا ہے یا نہیں اور اس کے کاموں میں توازن ہے یا نہیں ۔

---

۱ یعنی جو لوگ اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتے ، ان کے احکام ۔

مسائل :- (۱) اگر ان دونوں (بلوغ و عقل) میں سے کوئی ایک چیز موجود نہ ہو تو حجر ختم نہ ہوگا - خواہ سن زیادہ بھی ہو جائے -

(۱) سن :- مرد کے بارے میں مرد کی گواہی ضروری ہے اور عورت کے بارے میں عورت کی - عورت کے لئے مرد بھی گواہی دے سکتا ہے جیسے شوہر اپنی بیوی کے بالغ ہونے کے بارے میں بتائے -

(۲) جنون :- مجنون کا اپنے مال میں تصرف کرنا نہیں ہے صحیح سوائے اس وقت کے جب اس کو افاقہ ہو -

(۳) بیوقوفی :- سفیہ اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا -

(۴) ملکیت :- غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر کسی چیز میں تصرف نہیں کر سکتا اگر مالک کوئی چیز غلام کی ملکیت میں دے دے تب بھی صحیح قول یہ ہے کہ اسے تصرف نہیں کرنا چاہئے -

(۵) مریض کو اپنے مال میں صرف تہائی وصیت کا حق ہے - اگر وہ اُسی مرض میں مر جائے تو اس وصیت پر عمل کرنا سنت ہے -

(٦) دیوالیہ ہونا :- جو شخص دیوالیہ ہوجائے اس کو مال میں تصرف سے روکا جائے گا بشرطیکہ حاکم کے نزدیک قرض ثابت ہو جائے - اور یہ بھی معلوم ہو کہ حلال کا قرض ہے - اس کا مال قرض سے کم ہے اور قرض خواہ تقاضہ بھی کر رہے ہوں -

مسائل :- (۱) جب حاکم حجر نافذ کردے تو مالک کو اپنے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ حجر ختم ہونے پر تصرف کر سکتا ہے۔

(۲) اگر حجر کے بعد کسی سے مزید قرض لے یا کوئی چیز خریدے تو یہ قرض دینے والا اور چیز کو بیچنے والا سابقہ قرضداروں کے حصہ میں شریک نہ ہوگا۔

(۳) اگر وہ کسی کے مال کو تلف کردے تو اس مال کا مالک سابقہ قرضداروں کے حصہ میں شریک رہے گا۔

(۴) اگر یہ شخص کسی ایسے قرض کا اقرار کرے جو حجر سے پہلے لیا تھا تو اس کا بھی یہی حکم ہے (یعنی وہ بھی قرضداروں میں شریک ہوگا) اگر عین وقت پر اقرار کرے تو ایک قول کے مطابق یہ قرضہ اُسے الگ سے ادا کرنا ہوگا۔ اور قرض دینے والے کو اختیار ہے کہ اس نے جو چیز اس شخص کو بیچی ہے اُسے باقی رکھے یا واپس لے لے اگر قرضدار کے پاس اصلی چیز باقی ہو تو اسے واپس لیا جاسکتا ہے۔ قرض دار نے اس چیز میں جو اضافہ کیا ہے۔ اس کا حق صرف قرض دار کو ہے قرض خواہ کو نہیں۔ اگر اس چیز میں کوئی اضافہ نہیں کیا اور اُسے کسی دوسری برابر کی قیمت والی یا کم قیمت چیز میں ملا دیا تو قرض خواہ کو صرف اپنے مال کے مطابق لینے کا حق ہے یہ صورت ممکن نہ ہو تو وہ بھی قرض داروں میں شریک ہو جائے گا۔

اگر میت کا ترکہ قرض سے کم ہو تو اُس میں کسی چیز

کو کسی سے مخصوص نہیں کیا جاسکتا ۔ شفیع اپنی شرکت وال
مال لے سکتا ہے ۔

متعلقہ مسائل :- (۱) اگر صاحب اولاد کنیز کی قیمت کی
وجہ سے دیوالیہ ہوجائے تو کنیز کو فروخت کیا جاسکتا ہے
یا جس شخص نے پہلے اس کنیز کو بیچا تھا وہ بھی واپس
لے سکتا ہے ۔

(۲) قرضدار سے بہت کم مدت کی شرط لگا کر مطالبہ
کرنا جائز نہیں اور نہ یہی جائز ہے کہ اُسے کسی خاص کام
کے کرنے پر مجبور کیا جائے اور نہ اُس کے رہایش کو بیچنا
جائز ہے ۔ اور نہ اُسے اُن غلاموں کی فروخت پر مجبور کرنا
جائز ہے جو اُس کی خدمت کرتے ہیں ۔

(۳) جو قرض کسی مخصوص مدت کی شرط پر دیا جائے
اُس کے لئے حجر کرنا جائز نہیں ہے ۔ اگر قرضدار مرگیا تو
حجر کرانا صحیح ہے ۔لیکن اگر قرض خواہ مر جائے تو
دوسروں کو حق نہیں ہے کہ وہ حجر کرائیں ۔

(۴) قرضدار کے مال میں سے (جس پر حجر ہوا ہے)
قرض دار کے اور اس کے اہل و عیال کے نان و نفقہ پر خرچ
کرنا اس وقت تک ضروری ہے جب تک کے یہ مال تقسیم نہ ہو
جائے ۔ اگر اسی درمیان وہ مر جائے تو کفن بھی دینا چاہئے ۔

(۵) مال کو قرضہ کے مطابقت سے برابر تقسیم کیا جائے
گا اگر تقسیم کے بعد کوئی نیا قرضہ معلوم ہو تو وہ بھی ان میں

شریک رہے گا ۔ مال تقسیم ہوتے ہی قرض دار آزاد ہے اور اگر قرض دار قرض ادا کردے تو حجر ختم ہوجاتا ہے ۔

(۶) بچہ اور مجنون کے مال میں باپ اور دادا ولی ہوں گے ۔ اگر وہ نہ ہوں تو جس کو انھوں نے نام زد کیا ہے وہ ولی ہوگا اور وہ بھی نہ ہو تو حاکم ولی ہوگا سفیہ اور دیوالیہ شخص کے مال کا صرف حاکم ولی ہے ۔

ضمانت

اس شخص کے لئے صحیح ہے جو بالغ اور عاقل ہو۔ضمانت میں ضامن اور طالب ضمانت دونوں کی رضامندی ضروری ہے ۔ (طالب ضمانت کو اصطلاح میں مضمون کہا جاتا ہے) ضمانت کے بعد مضمون بری ہو جاتا ہے ۔ اگر وہ مطالبہ کی ادائیگی سے انکار کرے تب بھی اس سے سوال نہ ہوگا ۔ بلکہ مطالبہ ضامن کی طرف منتقل ہوگا ۔ اگر ضامن مالدار ہے یا جو شخص ضمانت طلب کر رہا ہے وہ ضمانت کے وقت ضامن کی تنگدستی سے واقف ہے تو ضمانت صحیح ہے ورنہ فسخ کی جا سکتی ہے ۔ ادائیگی کے لئے مدت مقرر کرکے ضمانت لینا صحیح ہے ۔ ضامن جو چیز ادا کرے اس کو ، اس شخص سے لینا چاھئے جس کی ضمانت لی ہے بشرطیکہ ضامن اس کی رضامندی سے ضامن بنا ہو ۔ جس مال کی ضمانت لی ہے اس کی مقدار کا علم ضمانت کے لئے شرط نہیں ہے ۔ صرف گواہوں کے قول کا اعتبار کیا جائیگا ۔

اگر غلام مالک کی اجازت کے بغیر ضامن بن جائے تو
اُس پر آزادی کے بعد ادائیگی واجب ہے ۔

اگر بیچنے والے کی طرف سے کوئی ضامن بن جائے
اور بیع باطل ہوجائے تو قیمت واپس کرنی لازم ہے ۔ (جیسے
یہ ثابت ہو جائے کہ مال غصبی ہے) لیکن اگر خریدنے والا
بیع توڑتا ہے تو قیمت لوٹانی لازم نہیں ہے ۔

حوالہ[1] :۔ حوالہ میں تین[2] آدمیوں کی رضامندی ضروری
ہے ۔ حوالہ کا قبول کرنا واجب نہیں لیکن اگر قبول کرلے تو
ادا کرنا لازم ہے اور محیل بری ہوجاتا ہے اور قرض محال
علیہ کے ذمہ ہو جاتا ہے ۔ اگر محال علیہ مالدار ہے یا اس
کی تنگدستی کا قرض خواہ کو علم ہے تو حوالہ درست ہے
ورنہ فسخ کیا جا سکتا ہے ۔

مسائل :۔ (۱) اگر محال علیہ نے کوئی چیز ادا کی ہو
اور محیل یہ دعویٰ کرے کہ یہ مجھ پر ثابت ہے (یا میں محال علیہ

---

۱ اگر قرضدار اپنے قرض خواہ کو کسی کا حوالہ دیدے
کہ تم اپنا قرض فلاں سے لے لو اور قرض خواہ قبول بھی
کرلے تو حوالہ درست ہونے کے بعد جس شخص کا حوالہ دیا
ہے اسی پر ادائیگی واجب ہے ۔

۲ محیل[1] :۔ وہ شخص جو حوالہ میں دیرہا ہے ۔
محال علیہ[2] :۔ جس شخص کا حوالہ دیا جا رہا ہے ۔
محتال[3] :۔ وہ چیز جو حوالہ میں دی جا رہی ہے ۔

کو دے چکا ہوں اس کے ذمہ ثابت ہے) اس صورت میں محال علیہ کے قسمیہ قول کا اعتبار ہوگا ۔

(۲) اگر خریدار قیمت کے سلسلہ میں کسی کا حوالہ دے اور پھر اُسے فسخ کردے تو حوالہ باطل ہے ۔ اگر بیچی ہوئی چیز بیچنے والے کے قبضہ میں ہے تو خریدار کو اسی کی طرف رجوع کرنا ہوگا ۔

(۳) اگر دوکاندار (بائع) کسی اجنبی کا حوالہ دے اور پھر اس حوالہ کو ختم کردے تو حوالہ فسخ نہیں ہوگا ۔ البتہ اگر بیع بھی ختم ہوجائے تو حوالہ بھی ختم ہو جائے گا ۔

کفالت[1] :۔ کفالت میں کفیل اور اس شخص کی رضامندی ضروری ہے جس کی کفالت کی جارہی ہے ۔ مدت کی شرط لگانے کے سلسلہ میں دو قول ہیں ۔ (کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مدت کا تذکرہ بھی ضروری ہے اور کچھ کا خیال ہے کہ مدت کی تعیین ضروری نہیں ہے) ۔

کفالت کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ اس چیز کو ادا کرے جس کی اس نے کفالت کا ذمہ لیا ہے ۔

---

۱ کفالت :۔ قرضدار کو وقت طلب قرض خواہ کے پاس حاضر کرنے کی ضمانت لینے یا کسی کا کسی پر حق ہو تو مدعا علیہ کو مدعی کے طلب کرنے کے وقت حاضر کرنے کو کہتے ہیں ۔ ایسی ضمانت لینے والے کو کفیل کہتے ہیں ۔ ضمانت مال میں اور کفالت نفس میں ہوتی ہے ۔

اگر کوئی شخص کسی قرضدار کو کسی قرض خواہ کے ہاتھ سے چھڑائے تو چھڑانے والے پر لازم ہے کہ وقت ضرورت قرضدار، کو پیش کرے یا قرضہ دے۔ ایسے ہی اگر قاتل کو چھڑائے تو وقت ضرورت اُسے پیش کرے یا خون بہا ادا کرے۔

اگر مکفول مر جائے یا کفیل اُسے پیش کردے یا مکفول خود اپنے کو سپرد کردے یا مکفول یہ کہے کہ میں ان کی کفالت میں نہیں رہنا چاہتا ہوں۔ تو کفیل کی ذمہ داری ختم ہے اگر یہ طے ہوا ہو کہ مکفول کو کسی خاص مقام پر پہونچایا جائیگا۔ تو کفیل پر واجب ہے کہ اسی جگہ پہونچائے۔ ورنہ جس بستی میں کفالت ہوئی ہے اس بستی میں پہونچانا کافی ہے۔

صلح[1]

جب کسی مسئلہ میں اقرار اور انکار ہو تب صلح جائز ہے۔ البتہ ایسی صلح جائز نہیں ہے جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرا دے۔ صلح کرانے والے کا مقدار سے واقف ہونا ضروری ہے۔ اگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس

---

(۱) ایک شخص کا اپنے تھوڑے سے مال یا مال کی منفعت کو اس شرط کے ساتھ دوسرے کی ملکیت قرار دینا یا اپنے حق سے دوسرے کے لئے اس شرط سے دست بردار ہونا کہ دوسرا بھی اس کے بدلہ میں اپنے تھوڑے سے مال یا منفعت یا حق سے دست بردار ہو جائے، اسے صلح کہتے ہیں۔

میں قرض کتنا ہے اور موجود کتنا ہے ۔ تب بھی صلح کرنا جائز ہے ۔

مسائل :۔ (۱) صلح اس وقت تک باطل نہیں ہوتی جب تک کہ دونوں ہی اُسے ختم کرنے پر راضی نہ ہوں یا ان میں سے ایک اپنے حصہ کی چیز کا عوض لینے کے لئے تیار ہو جائے ۔

(۲) اگر دو حصہ دار اس بات پر صلح کریں کہ ایک حصہ دار نہ نفع میں شریک رہے گا اور نہ نقصان میں اور دوسرا اصل مال سے کوئی تعلق نہ رکھے گا تب بھی صلح صحیح ہے ۔

(۳) اگر دو شخصوں کے پاس دو درہم ہوں اور اُن میں سے ایک یہ کہتا ہو کہ دونوں درہم میرے ہیں اور دوسرا یہ کہتا ہو کہ اس میں سے ایک درہم میرا ہے تو پہلے کو ڈیڑھ اور دوسرے کو آدھا دیکر صلح کی جاسکتی ہے ۔ ایسے ہی اگر اُن میں سے ایک شخص ، دو درہموں کا دعوٰی کرے اور دوسرا تین درہموں کا دعوٰی کرے اور ایک درہم گم ہوجائے (لاپرواہی نہ کرنے کے باوجود) تو یہی حکم نافذ ہوگا ۔

(۴) اگر دو کپڑے مشتبہ ہو جائیں تو دونوں کو بیچ کر ہر فریق کو اس کے مال کے مناسبت سے قیمت تقسیم کی جائے گی ۔

(۵) صلح کا مطلب اقرار نہیں ہے ۔ البتہ اگر کوئی شخص

یہ کہے کہ مجھے فلاں چیز بیچ دو یا ملکیت میں دے دو یا ہبہ کر دو یا بخش دو یا پورے کر دو (اور دوسرا شخص اس کے لئے تیار ہو جائے تو یہ اقرار سمجھا جائے گا) ۔

اقرار

حق سابق کے بارے میں خبر دینے کو اقرار کہتے ھیں ۔ اقرار میں زبان سے کہنے کی شرط نہیں ھے بلکہ اشارہ ھی کافی ھے ۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں چیز تیرے ذمہ ھے اور دوسرا صرف ھاں کہدے تو یہی اقرار ھے ۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کیا تجھ پر یہ چیز نہیں ھے ؟ اور اس کے جواب میں دوسرا بلی[1] کہے تب بھی اقرار سمجھا جائے گا ۔ البتہ اگر وہ بلی ، کے بجائے نعم (ھاں) کہے تو اقرار نہیں سمجھا جائے گا ۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ انا مقر ، تو اقرار ثابت نہ ھوگا بلکہ انا مقر بہ (میں اس چیز کا اقرار کرتا ھوں) کہنے سے اقرار ثابت ھوگا ۔ اقرار کو کسی چیز سے مشروط کرنا باطل ھے ۔

مسائل :- (۱) اگر کوئی یہ کہے کہ اگر فلاں شخص نے گواھی دے دی تو یہ دعویٰ سچا ھے ۔ یہ اقرار سمجھا جائے گا چاھے وہ شخص گواھی نہ بھی دے ۔

(۲) اقرار کرنے والے کے لئے شرط ھے کہ وہ مکلف ھو اور آزاد ھو ۔ اگر غلام کسی بات کا اقرار کرتا ھے تو

---

۱ ۔ ھاں ، کیوں نہیں ھے ۔

اُس پر لازم ہے کہ وہ آزاد ہونے کے بعد اُسے پورا کرے جس چیز کا اقرار کیا جا رہا ہے اُس کا قابل ملکیت ہونا ضروری ہے۔

(۳) اگر کوئی شخص غلام کی کسی چیز کا اقرار کرتا ہے تو وہ چیز مالک کی ملکیت ہوگی۔

(۴) اقرار کرنے والا اگر یہ کہے کہ میرے ذمہ کچھ مال ہے اور مال کی تشریح میں ایسی چیزیں بیان کرے جو قابل ملکیت ہیں تو اُس کا اقرار قابل قبول ہے۔ خواہ وہ چیز کم ہو۔۔۔۔۔۔ (اگر وہ یہ کہے کہ مجھ پر کسی کا مال ہے) اور اس کی کچھ تشریح نہ کرے تو اُس کو تشریح پر مجبور کیا جائے گا۔

(۵) اگر یہ کہے کہ مجھ پر ایک ہزار اور درہم ہے تو ہزار کے بارے میں جو وہ تشریح کرے گا وہ قبول کی جائے گی۔ اگر یہ کہے کہ مجھ پر ایک ہزار اور تین درہم ہیں۔ یا ایک سو بیس ۱۲۰ درہم ہیں تو سب کے سب درہم سمجھے جائیں گے۔

(۶) اگر اقرار میں یہ کہے کہ مجھ پر درهماً، ہیں تو اس کا مطلب بیس ۲۰ درہم سمجھے جائیں گے۔ اور یہ کہے کہ درہم ہے تو اس کا مطلب سو ۱۰۰ درہم ہونگے۔ اگر اقرار میں "کذا کذا درهماً" کہے تو گیارہ ۱۱ سمجھے جائیں گے۔ اور اگر "کذاو کذاو درهماً" کہے تو اکیس ۲۱ لیکن شرط ہے کہ وہ

خود ان تشریحات سے واقف بھی ہو ۔ اگر واقف نہیں ہے تو جو تشریح وہ بیان کرے گا وہ قابل قبول ہوگی ۔

(۷) اگر یہ کہے کہ میرے ذمہ سو۱۰۰ ہیں یا یہ کہے کہ شراب کی قیمت ہے یا یہ کہے کہ میں نے وہ چیز خریدی تھی کہ جس پر میرا قبضہ نہیں ہوا تھا یا یہ کہے کہ میں نے بیع ختم کردی تھی تو قرض خواہ کے قسمیہ قول کا اعتبار کیا جائے گا ۔

(۸) اگر کسی قسم کا استثنا ظاہر کیا ہے تو اس کو الگ کرکے تب حکم جاری ہوگا ۔ اور استثنا کی قیمت ساقط ہو جائے گی ۔

(۹) اگر یہ کہے کہ مجھ پر دس ہیں مگر تین، مگر تین، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اُس پر چار درہم لازم ہیں ۔ اگر یہ کہے مجھ پر "درہم و درہم الا درہماً" (مجھ پر درہم ہیں اور درہم مگر درہم نہیں ہیں) تو یہ استثناء باطل ہے ۔ اگر یہ کہے کہ مجھ پر دس نہیں مگر پانچ مگر تین، اس پر دو لازم سمجھے جائیں گے ۔ اگر یہ کہے کہ مجھ پر ایک کم دس ہیں تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی ۔

(۱۰) اگر یہ کہے کہ مجھ پر فلاں کی چیز ہے بلکہ فلاں کی ۔ تو پہلے کو حقدار سمجھا جائے گا اور دوسرے کو قیمت دی جائے گی ۔

(۱۱) پرکھ، وزن اور پیمانہ کے سلسلے میں اس شہر کو پیش نظر رکھا جائے گا جس میں یہ معاملہ ہوا ہے - اگر معاملہ کئی شہروں میں ہوا ہو تو اقرار کرنے والے کی زبان کا اعتبار ہوگا -

(۱۲) - اگر مظروف کا اقرار کرے تو ظرف شامل نہ ہوگا (مثلاً یہ کہے کہ مجھ پر دو کنستر گھی ہیں تو ایسی صورت میں گھی واجب الادا ہوگا کنستر نہیں) -

(۱۳) اگر کوئی شخص یہ اقرار کرے کہ مجھ پر ایک قفیز (ایک قسم کا پیمانہ) گیہوں ہے بلکہ دو قفیز تو دو قفیز واجب الادا سمجھے جائیں گے - اگر یہ کہے کہ فلاں مہینہ آجانے پر ایک ہزار فلاں چیز دوں گی تو یہ قول قابل قبول ہوگا - اگر یہ شرط لگائے کہ اگر زید آگیا، اور اس طریقہ سے کہے کہ اس کی بات مبہم ہوجائے کہ یہ ایک (واحد) کے بارے میں کہہ رہا ہے یا جمع کے بارے میں تو اس کی پہلی لفظ کا اعتبار کیا جائے گا - اگر وہ جس چیز کا اقرار کر رہا ہے اس کو مبہم طور سے بیان کرے تو اس کو وضاحت کرنے پر مجبور کیا جائے گا - اور جب وہ اس چیز کے بارے میں تعیین کردے تو اس کی بات مان لی جائے گی -

(۱۴) اگر کوئی دوسرا شخص بھی اسی چیز کا دعویٰ کرے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ چیز کس کی ہے تو دوسرے شخص کو قسم دلائی جائے گی - اگر اقرار کرنے والا پہلے مبہم طور سے بیان کرے پھر اقرار کرے اور پھر اس کی

تعیین کردے اور دوسرا شخص اس کا انکار کردے تو حاکم
اس چیز کو الگ کرلے گا اور قسم دلاکر اقرار کرائے گا ۔

(۱۵) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں میرا غلام نہیں
ہے ۔ تو شیخ کے قول کے مطابق اُسے آزاد کیا جائے گا ۔
لیکن علامہ حلی اسے محل نظر سمجھتے ہیں ۔

(۱۶) اگر گواہی دیتے وقت بیان میں تفریق پیدا ہو
جائے تو آخری صورت حلف کی ہوگی ۔

(۱) متعلقہ مسائل[1] :۔ کسی کی ولدیت کے بارے میں اقرار
کرنے کے لئے شرط ہے کہ جس کے بارے میں اقرار
کیا جا رہا ہے اُس کے بیٹا ہونے کا امکان بھی ہو اور یہ
معلوم نہ ہو کہ واقعی یہ[2] بیٹا تھا ۔ اس میں کوئی دعویدار[3]
بھی نہ ہو ۔ بچہ سے تصدیق کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔
اگر بچہ بالغ ہوجائے اور اس کے بعد انکار کرے تو اس کے
انکار کی طرف کوئی توجہ نہ ہوگی ۔ البتہ اگر لڑکا وقت

---

۱ ۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ اقرار کرنے والے اور بچہ
کی ماں میں جغرافیائی اعتبار سے اتنی دوری ہو کہ ان کے
مقاربت کا امکان نہ ہو ۔

۲ ۔ یعنی بچہ کے باپ کا پتہ نہ ہو ۔

۳ ۔ دو آدمی یک وقت اگر ایک بچہ کے بارے میں
اقرار کریں تو اس اقرار کا کوئی اثر نہ ہوگا ۔ اور گواہ پر
لازم ہے کہ قرعہ کے ذریعہ اس جھگڑے کو ختم کردے ۔

اقرار بڑا ہو (یعنی بالغ ہو جائے) تو اس سے تصدیق ضروری ہے اگر کوئی بیٹا والدیت کے علاوہ کسی اور دوسرے رشتہ کا اقرار کرے تب بھی اُس شخص کی تصدیق ضروری ہے جس کے بارے میں اقرار کر رہا ہے۔ (مثلاً کوئی شخص کسی کا بھائی ہونے کا اقرار کرے) تو یہ دونوں شخص اس وقت ایک دوسرے کے وارث ہوں گے جب کہ دوسرا شخص تصدیق کرے اور کوئی وارث بھی نہ ہو جس کو اس اقرار سے میراث میں نقصان پہونچنے کا احتمال ہو اس اقرار کا اثر صرف ان دونوں کی ہی ذات تک محدود رہے گا۔ یعنی یہی دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ اگر اقرار کرنے والے کا کوئی بھائی بھی موجود ہے جس نے اقرار نہیں کیا ہے اس سے اس کا کوئی وارث نہ ہوگا۔ خواہ ایسے رشتہ کا اقرار ہو جس میں عام طور سے میراث ملتی ہے۔

(۲) اگر کوئی وارث اپنے سے بھی زیادہ کسی وارث کا اقرار کرے تو جو کچھ اُسے ملے وہ اُسے اصلی وارث کو دے دے۔ اگر برابر مرتبہ کا ہے تو اس کا حصہ اصل ترکہ سے دے دیا جائے گا۔ اگر دو آدمیوں کے وارث ہونے کا اقرار کرے اور وہ دونوں انکار کریں تو ان کا انکار قابل قبول نہ ہوگا۔ اگر کسی ادنیٰ بالمیراث کا اقرار کرے پھر یہ کہے کہ ایک شخص اس سے بھی زیادہ ادنیٰ بالمیراث ہے اگر یہ تیسرا شخص اس کی تصدیق کردے تو میراث اُسے (تیسرے شخص کو) ملے گی ورنہ دوسرے کو۔ اگر لڑکا کسی

دوسرے کے بارے میں بتائے کہ وہ بھی مرنے والے کا بیٹا ہے - پھر یہ دونوں کسی کا اقرار کریں اور تیسرا دوسرے کے بارے میں انکار کرے تو تیسرے کو نصف اور دوسرے کو چھٹا[1] ملے گا - اگر ان دونوں کے بارے میں یہ معلوم ہوجائے کہ یہ واقعی وارث ہیں تو اُن کا انکار قابل توجہ نہ ہوگا -

(۳) دو عادل مردوں کی گواہی سے نسب ثابت ہوتا ہے اگر ایک مرد اور دو عورتیں اور ایک آزاد اور ایک غلام گواہی دیں تو کافی نہ ہوگا - اگر دو بھائی یہ بتائیں کہ میت کا ایک بیٹا موجود ہے اور وہ دونوں عادل ہوں تو بیٹا بھائیوں سے زیادہ ادنی بالمیراث ہوگا - اور نسب بھی ثابت ہوجائیگا - اگر وہ دونوں بھائی فاسق ہوں تو بیٹے کا نسب ثابت ہوگا - میراث نہیں ملے گی -

وکالت[1]

شرائط :- (۱) ایجاب و قبول (لازم نہیں ہے کہ ایجاب و قبول لفظ کے دریعہ دو بلکہ اشارہ یا کتابت کے ذریعہ بھی ہوسکتی ہے) خواہ لفظ کے ذریعہ ہو یا فعل کے ذریعہ (فعل کا

---

۱ - اور پہلے لڑکے کو تہائی ملے گا -

۱ - اپنے اس کام میں جو خود بھی کرسکتا ہو کسی دوسرے کو نائب بنانا وکالت ہے - مثلاً کسی کو اپنا گھر بیچنے کے لئے یا کسی عورت سے عقد کرنے کے لئے وکیل بنایا جائے -

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی آدمی اپنی چیز اس نیت سے دے کہ اُسے بیچدے اور دوسرا اس نیت سے اُسے قبول بھی کرلے تب بھی کافی ہے) ایجاب و قبول کے لئے ضروری نہیں ہے کہ بلافاصلہ ہو (یعنی کسی کو وکیل بنانے والا شخص اگر اپنی رائے سے نہیں پلٹتا ہے اور وکیل اس کی پیشکش کو کچھ دنوں کے بعد قبول کرتا ہے تب بھی وکالت صحیح ہے)۔

(۲) تنجیز یعنی وکالت کو کسی چیز کے ساتھ معلق نہ کرنا۔ مثلاً (بارش کے ہوجانے یا آفتاب کے نکلنے پر وکالت موقوف کرنے سے وکالت صحیح نہیں ہوگی) البتہ کسی وقت یا کسی اور شرط کے لگانے سے وکالت صحیح رہے گی۔ اس قسم کی شرط لگانا دونوں فریق کے لئے جائز ہے۔

اگر موکل وکیل کو معزول کردے تو وکیل کے لئے اس کام میں تصرف جائز نہیں بشرطیکہ وکیل کو اس کا علم ہو گیا ہو۔ وکالت، موت، جنون، بےہوشی یا جس چیز کے لئے اُسے وکیل بنایا گیا ہے اس کے تلف ہوجانے پر وکالت ختم ہو جاتی ہے۔

(۳) وکالت ایسی چیز میں نہ ہو جس کو شارع نے کسی سے مخصوص کردیا ہے (مثلاً وضو یا نماز میں وکالت جائز نہیں ہے)۔

<u>مسائل</u>:- (۱) وکیل کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا کام کسی دوسرے کے سپرد کردے البتہ بازار کے وکیل کے لئے

جائز ہے - (یعنی اگر موکل نے کسی کو بازار سے کچھ خریدنے پر وکیل کیا ہو تو وہ دوسرے کے ذریعہ بھی خریدوا سکتا ہے -

(۲) اگر موکل نے وکیل کو عام مختار بنا دیا ہو تو وکیل کو مصلحت کے ساتھ تصرف کرنا بھی جائز ہے - البتہ اگر کسی خاص چیز میں اس کے اختیارات محدود کردیئے ہیں تو اس سے وکیل کا تجاوز کرنا صحیح نہیں ہے -

(۳) اگر کوئی شخص کسی کو وکیل مطلق بنا دے تو وکیل کو حق حاصل ہے کہ موکل کی کسی چیز کو اس قیمت پر فروخت کردے جس پر ویسی چیزیں فروخت ہوتی ہیں - اور اس سکہ کے بدلہ میں فروخت کردے جو رائج الوقت ہو - اور صحیح طریقہ سے فروخت کرے اور وکیل نے جو چیز فروخت کی ہے اُسے خریدار کے حوالہ کردے -

اور اگر وہ کوئی چیز خریدے تو بیچنے والے کو اس کی قیمت دے اگر اس چیز میں کوئی عیب ہو تو (وکیل) اس چیز کو واپس بھی کرسکتا ہے ، اگر کوئی شخص محاکمہ میں وکیل ہو اور اپنے دعوی کو ثابت بھی کردے تو محض وکالت کی بنا پر اس کو متنازعہ چیز نہیں دی جاسکتی -

وکیل اور موکل کے لئے شرط ہے کہ اُن میں تصرف کی صلاحیت ہو اور دونوں آزاد بھی ہوں وکیل کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ موکل کی اجازت کے بغیر کسی اور کو وکیل

بنائے حاکم کو حق ہے کہ سفیہ اور احمق کی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کردے۔

مستحب ہے کہ وکیل، صاحب مروت و شرافت ہو۔ اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ ذمی کو مسلمان کا وکیل نہ بنایا جائے، وکیل اس چیز کا ضامن نہ ہوگا جو اس کو دی گئی ہے۔ البتہ اگر اس میں تصرف کرے یا حفاظت میں کوتاہی کرے، چیز ضائع ہوجائے تو ضامن ہوگا۔

اگر تصرف نہ کرنے اور حفاظت میں کوتاہی نہ کرنے کے باوجود وہ چیز خراب ہو جائے تو وکیل کی وکالت باطل نہ ہوگی، تصرف اور حفاظت کے سلسلہ میں وکیل کے قسمیہ قول کا اعتبار ہوگا جب کہ موکل کے پاس کوئی ثبوت بھی نہ ہو۔

وکیل کو معزول کرنے یا نہ کرنے کے سلسلہ میں، معزولی کے علم کے بارے میں، چیز کے تلف ہونے کے سلسلہ میں، تصرف کرنے یا نہ کرنے کے سلسلہ میں بھی وکیل کی بات مانی جائے گی، اگر وکیل یہ کہے کہ میں نے مال لوٹا دیا تھا اور موکل انکار کرے تو اس ذیل میں دو قول ہیں۔ (بعض کا خیال ہے کہ اگر وکالت مختانہ کے بغیر ہو تو وکیل کے قول کا اعتبار کیا جائے گا ورنہ موکل کی بات مانی جائے گی)۔

اگر وکالت کے ضمن میں وکیل اور موکل میں اختلاف

ہو، مثلاً موکل یہ کہے کہ میں نے ان کو وکیل نہیں بنایا اور وکیل کہے کہ مجھے وکیل بنایا ہے تو منکر وکالت کی بات مانی جائے گی۔

اگر وکیل یہ دعویٰ کرے کہ موکل نے اپنی کسی چیز کو مخصوص قیمت پر بیچنے کے لئے مجھے وکیل بنایا تھا تو اس میں بھی موکل کی بات مانی جائے گی۔ اگر اس وقت موکل کا اصل مال موجود ہو تو وکیل پر لازم ہے کہ اُسے لوٹائے لیکن اگر وہ (مال) تلف ہوگیا ہے یا موجود نہیں ہے یا اس کا لوٹانا مشکل ہے تو اگر وہ چیز مثلی ہے تو اس کے مثل دی جائے گی ورنہ قیمت دی جائے گی۔

اگر وکیل کسی شخص کا کسی عورت سے عقد کردے اور وہ شخص جس کا عقد (وکیل نے) پڑھا ہے یہ کہے کہ میں نے اسے نہیں مقرر کیا تھا۔ تو منکر کو قسم دلائی جائے گی اور قسم کے بعد وکیل پر واجب ہے کہ عورت کا پورا مہر دے۔ اور ایک قول کے مطابق نصف مہر (وکیل) پر واجب ہے۔ اگر موکل غلط طور پر انکار کرے تو اس پر واجب ہے کہ عورت کو طلاق دے ورنہ گنہگار ہوگا، اگر عورت کو وکیل کے سچا ہونے کا یقین ہو تو اُسے (عورت کو) اس وقت تک کسی سے نکاح کرنا حرام ہے جب تک موکل طلاق نہ دے دے۔

اگر دو شخصوں کو ایک ہی کام کے لئے وکیل مقرر کیا جائے تو دونوں (وکیلوں) کی وکالت باطل ہے بشرطیکہ وہ

دونوں، دو متضاد کاموں کے لئے مقرر کئے گئے ہوں۔ لیکن اگر ایک ہی کام کے لئے دونوں کو مقرر کیا گیا ہے تو (وکیل) پہلے جس کام کو بجا لائے گا اس میں اس کی وکالت صحیح رہے گی۔

وکالت کے لئے دو شاہد عادل ہونا ضروری ہیں۔

اگر موکل وکیل سے اپنی چیز کا مطالبہ کرے اور وکیل اختیار کے باوجود تاخیر کرے تو تاخیر کے نقصان کا ذمہ دار (وکیل) ہوگا۔

ہبہ[1]

ہبہ ان چیزوں میں صحیح ہے جو اپنی ملکیت میں ہوں اگر کوئی دوسرا شریک ہو اور حصہ غیرمعینہ ہو (جیسے کسی جانور میں حصہ داری) تب بھی صحیح ہے۔

شرائط:۔ (۱) ایجاب و قبول (۲) قبضہ (مکلف اور آزاد ہونا)۔

مسائل:۔ (۱) اگر کوئی شخص کسی شخص کو ایسی چیز ہبہ کرے جو پہلے ہی سے اس کے پاس ہے تو اس کو ہبہ نہیں کہیں گے۔ بلکہ اس کا نام ابراء (بریٔ الذمہ کرنا ہے)

(۲) قبضہ میں ہبہ کرنے والے کی اجازت لازمی ہے۔ لیکن اگر ہبہ میں دی جانے والی چیز اس شخص کے پاس ہے

۱۔ اس کا مطلب ہے کہ اپنا مال بغیر معاوضہ کے کسی دوسرے کو عطا کرنا۔

جس کو ہبہ میں دی جا رہی ہے۔ تو ہبہ کرنے والے کی اجازت ضروری نہیں ہے صرف اس کا یہ کہنا کافی ہے کہ میں ہبہ کرتا ہوں۔

(۳) اگر ہبہ نادان یا مجنون کو کیا جا رہا ہے تو ہبہ میں دی جانے والی چیز کے قبول کرنے اور قبضہ کرنے کے لئے باپ اور دادا کی ولایت ضروری ہے۔

(۴) ہبہ اگر اپنے قریبی عزیزوں کو کیا ہے۔ تو قبضہ کے بعد لوٹانے کا اختیار نہیں ہے اگر ہبہ کرنے کے بعد ہبہ کئے جانے والی چیز تلف ہوجائے یا ہبہ کے بدلہ میں کسی چیز کا معاوضہ طلب کیا ہے تب بھی یہی حکم ہے یعنی رجوع کرنے کا حق نہیں ہے۔

تصرف کے سلسلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے[1]۔

---

۱ - اس سلسلہ میں تین قول ہیں۔ (۱) تصرف خواہ کسی طریقہ کا بھی ہو ہبہ کے لوازمات میں سے ہے (قول مشہور متاخرین) (۲) اگر تصرف کی اجازت بغیر کسی قید کے ہے تب بھی ہبہ کا مسئلہ عقود میں شامل ہے یعنی معاملہ کو ختم کرنے کا اختیار ہے۔ (قدیم علماء اور متاخرین میں سے کچھ لوگوں کا نظریہ) (۳) اگر ہبہ کرنے والے نے فروخت کرنے یا وقف کرنے کی بھی اجازت دی ہو تب تو یہ صحیح ہے لیکن اگر ہبہ کی جانے والی چیز کی نگہداشت یا اس چیز سے صرف نفع اٹھانے (مثلاً سلا ہوا لباس پہننے) کی اجازت دی ہے تو ان کے علاوہ دیگر تصرفات کے لئے ہبہ کرنے والے کی اجازت ضروری ہے۔

(۵) ایک قول کے مطابق شوہر اور زوجہ کا حکم ہبہ کے سلسلہ میں وہی ہے جو صاحبان رحم کا ہے (اگرچہ یہ لوگ صاحبان رحم کے زمرے میں نہیں ہیں)۔

(٦) جن لوگوں کو ہبہ کیا گیا ہے وہ اگر صاحبان رحم نہیں ہیں یا ہبہ کی جانے والی چیز تلف نہیں ہوئی ہے یا ہبہ کے بدلہ میں کسی چیز کا معاوضہ بھی نہیں طلب کیا ہے۔ تو اس چیز کو لوٹانے کا حق ہے۔ اگر اُس چیز میں کوئی عیب پیدا ہوگیا ہو تو کوئی تاوان بھی نہیں ہے۔ اگر اس چیز میں کچھ زیادتی ہوئی ہو تو دو صورتیں ہیں۔(۱) اضافہ متصلہ ہوا ہو (جیسے درختوں میں پھل وغیرہ آگئے ہوں) تو وہ ہبہ کرنے والے کو ملیں گے۔ (۲) اگر اضافہ منفصلہ ہے (یعنی درخت کے پھل توڑ چکا ہے، گائے کا دودھ دوہ چکا ہے) تو اسے نہیں پلٹایا جائے گا۔

متعلقہ مسائل:۔ (۱) صدقہ میں قبضہ کے بعد رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔ خواہ لینے والا کوئی اجنبی کیوں نہ ہو۔ اگر مالک نے یہ تو کہہ دیا ہو کہ یہ چیز میں صدقہ میں دونگا لیکن قبضہ میں نہ دی ہو اور لینے والا شخص قبضہ کرلے تو یہ چیز اس کی ملکیت میں شامل نہ ہوگی۔ (۲) صدقہ میں نیت قربت لازمی ہے۔ (۳) صدقہ ذمی کو بھی دیا جاسکتا ہے۔ خواہ وہ اجنبی ہی ہو۔ (۴) صدقہ خاموشی سے دینا بہتر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صدقہ نہ کرنے میں بدنام ہو تو علانیہ دینا چاہئے۔

وقف

یعنی اپنی جائداد کسی دوسرے کے حوالہ کرنا۔

شرائط :۔ (۱) ایجاب و قبول (۲) قصد تقرب (۳) قبضہ (۴) تنجیز (۵) دوام (۶) اخراج

۱ ۔ ایجاب و قبول کرتے وقت ایسی لفظوں کا استعمال کرنا ضروری ہے جن سے وقت کی صراحت ہوسکے بقیہ شرائط بھی کافی ہیں۔ وقف کے لئے قبول کرنا شرط ہے۔

۲ ۔ قصد تقرب :۔ وقف کرنے میں خوشنودی[1] خدا پیش نظر ہو۔

۳ ۔ قبضہ :۔ وقف شدہ چیز کے لئے کسی کو نگران بنانا اور اس کے قبضہ میں موقوفہ چیز دینا۔ اگر کسی کو نگراں مقرر نہیں کیا ہے تو حاکم کے تصرف میں دینا۔ اگر کسی ایسے شخص کے لئے وقف کیا جائے جو بچہ ہے تو اس کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی خاص شخص کو متولی بنایا ہے تو اُسے حق ہے کہ وہ تصرف کرتے وقت مصلحتوں کو پیش نظر رکھے۔

۴ ۔ تنجیز :۔ وقف کو کسی امر پر معلق نہ کرنا (مثلاً یہ کہنا کہ اگر میرے بچہ پیدا نہ ہو تو وقف ہے ورنہ نہیں۔)

---

۱ ۔ اگرچہ علماء مشہور کا یہی مسلک ہے لیکن ایک جماعت اس کی مخالف ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وقف کرنا کافروں پر بھی صحیح ہے۔

۵۔ دوام :۔ وقف ہمیشہ کے لئے کرنا چاہئے (اگر یہ کہے کہ دس سال کے لئے وقف ہے اس کے بعد نہیں۔ یا یہ کہے کہ دس سال کے لئے وقف ہے پھر پانچ سال کے لئے نہیں، پھر اس کے بعد وقف ہوجائے گا تو یہ صحیح نہیں ہے)

۶۔ اخراج :۔ مال موقوفہ کو اس کے حوالہ کرنا جس کے لئے وقف کیا ہے۔

مسائل :۔ (۱) اگر وقف میں پلٹانے کی شرط لگائے تو یہ وقف نہ ہوگا بلکہ حبس ہوگا۔ اگر وقف میں کسی مدت کی قید نہیں ہے تو وقف صحیح اور اس کا پلٹانا جائز نہیں ہے لیکن اگر مدت کی پابندی کی ہے تو اُسے وقف نہیں کہتے ہیں اس میں جائداد کو پلٹا سکتے ہیں۔

(۲) اگر وقف کسی خاص مدت تک کے لئے کیا ہے یا ایسے شخص کے لئے کیا ہے جو ایک مدت کے بعد ختم ہوجائے گا۔ تو مدت پوری ہونے کے بعد اور واقف کے مر جانے کے بعد وقف کرنے والے کے وارثوں کو ملے گا۔

وقف کی جانے والی چیز کے شرائط :۔

(۱) وقف کی جانے والی چیز اپنا وجود رکھتی ہو (قرض وغیرہ وقف کرنا صحیح نہیں ہے)۔

(۲) ملکیت صحیح ہو (یعنی ایسی چیز نہ ہو جو واقف کے لئے جائز نہیں تھی مثلاً شراب، خنزیر وغیرہ۔

(۳) چیز کا قابل منفعت ہونا بشرطیکہ وہ چیز باقی بھی

رہے (مثلاً ایسے حیوان کو وقف کرنا جس سے آئندہ فائدہ کی اُمید ہو یہ صحیح ہے لیکن ایسی چیزیں جن کے تلف ہونے کا بھی احتمال ہو جیسے روٹی، میوہ وغیرہ، ان کا وقف کرنا صحیح نہیں ہے) خواہ یہ چیز مشترک غیر معین ہو۔

(۴) وقف کرنے والے کا اس چیز پر تصرف کرنا جائز ہو (دوکان کا شراب بیچنے کے لئے وقف کرنا جائز نہیں ہے)

موقوف[1] علیہ کے شرائط:۔

(۱) اس کا موجود ہونا (ایسے شخص کے لئے وقف کرنا جائز نہیں ہے جو مردہ ہو)۔

(۲) اس کا مالک ہونا صحیح ہو (غلام، مرتد یا کافر حربی کے لئے وقف کرنا صحیح نہیں ہے) موقوفہ چیز سے اس کے لئے منفعت مباح ہو (جائداد کو زنا یا شراب میں صرف کرنے کے لئے وقف کرنا صحیح نہیں ہے)

(۳) واقف، موقوفہ چیز کا متولی اپنے کو بنا سکتا ہے۔

(۴) اگر وقف میں، وقف خاص، وقف عام کی قید نہیں ہے یا کسی متولی کا تذکرہ نہیں ہے تو متولی وہ لوگ ہوں گے جو عام طور سے ہوتے ہیں یعنی حاکم متولی ہوگا۔

(۵) کسی شخص معدوم کا ذکر کرکے شخص موجود کا متولی کرنا صحیح ہے۔ (مثلاً جو بیٹا ابھی پیدا نہیں ہوا ہے

۱۔ وقف کرنے والے کو واقف، وقف کی جانے والی چیز کو موقوفہ، جس کے لئے وقف کی جارہی ہے اُسے موقوف علیہ کہتے ہیں۔

اس کے لئے وقف کر کے کسی دوسرے شخص کو متولی بنانا) وقف کو فقیروں کی امداد پر خرچ کیا جاسکتا ہے اور جو لوگ زیادہ مستحق ہوں (خواہ وہ واقف کے رشتہ‌دار ہوں یا اسی بستی کے ہوں) ان کو بھی دیا جاسکتا ہے۔

مسائل :- (۱) مسلمان کا بیع (یہودیوں کی عبادت گاہ) اور کنیسہ (گرجا) کے لئے متولی ہونا جائز نہیں۔ البتہ مسلمان کافر کی طرف سے متولی بن سکتا ہے۔ کافر حربی کے لئے وقف کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ رشتہ‌دار ہی ہو البتہ کافر ذمی کے لئے جائز ہے۔ خواہ وہ غیر ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) مسلم کا وقف فقراء مسلمین پر خرچ کیا جائے گا اور کافر کا وقف اس کے ہم مسلک فقراء پر۔ اگر واقف نے مسلمانوں کے لئے وقف کیا ہے تو ہر اس شخص پر خرچ کیا جاسکتا ہے جو قبلہ رو نماز پڑھتا ہو۔ اگر اس نے مومنین[1] یا امامیہ کے لئے وقف کیا ہے تو اثنا عشری مومنوں پر خرچ کیا جائے گا۔ ایسے ہی ہر اس شخص پر خرچ ہوگا جو مسلک کے اعتبار سے واقف سے تعلق رکھتا ہے۔

(۳) اگر واقف نے بیٹوں کے لئے وقف کیا ہے۔ تو وہ شخص مستحق ہے جو واقف سے ابنیت کی نسبت رکھتا ہے۔ بیٹیوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ اگر واقف نے بیٹے اور بیٹیوں کے لئے مشترک وقف کیا ہو تو دونوں فریق بلالحاظ

---

۱ واقف جن کو مومن سمجھتا ہے۔

جنس برابر کے حصہ‌دار ہونگے بشرطیکہ واقف نے کسی کو ترجیح نہ دی ہو، اگر واقف نے قوم کے لئے وقف کیا ہے تو جو اس کی زبان میں قوم والے کہے جاتے ہیں ان پر صرف ہوگا، اگر قرابتداروں کے لئے وقف کیا ہے تو از روئے نسب زیادہ قریب رشتہ‌داروں پر خرچ ہوگا۔ اگر پڑوسیوں کے لئے وقف کیا ہے تو اس سے وہ لوگ مراد ہونگے جو اس کے گھر سے چالیس ہاتھ تک رہتے ہیں۔ اگر فی سبیل‌اللہ وقف کیا ہے تو ہر وہ شخص مستحق ہے جو اللہ سے قربت رکھتا ہو۔ اگر واقف نے مولی کے لئے وقف کیا ہے تو بلند و پست دونوں طرح کے لوگ مستحق ہیں (اس لئے کہ مولا کے کئی معنی ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں، خداوند، مالک، دوست، ہمسایہ، مصاحب بندہ اور آزاد کرنے والا اس صورت میں دونوں ہی قسم کے لوگوں پر مال موقوفہ صرف ہوگا۔ بلند لوگوں میں وہ لوگ جنہوں نے غلام کو آزاد کیا ہے، مراد ہونگے۔ پست لوگوں میں آزاد ہونے والے غلام مراد ہونگے دوسری تعبیر یہ ہے کہ اعوان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے واقف کو مشترک طور پر آزاد کیا ہو۔ اور دونوں وہ لوگ ہونگے جنہیں واقف نے آزاد کیا ہے)۔

(۴) اگر واقف فقیروں کے لئے وقف کرے تو ہر فقیر کو ڈھونڈھنا ضروری نہیں ہیں بلکہ جو شہر کے فقیر ہوں یا وہ فقیر (جو دوسرے شہر کے رہنے والے ہیں لیکن) جو وقف کے وقت اس شہر میں موجود ہوں وقف کے مستحق ہوں گے۔

(۵) واقف نے جن لوگوں کے لئے وقف کیا ہے اگر خود بھی انہیں میں سے ہوجائے (یعنی خود فقیر ہو جائے یا اپنے مال سے پل وغیرہ بنوائے) تو وہ خود بھی وقف کا حقدار ہے۔

متعلقہ مسائل :-

۱ - جس چیز کے لئے وقف کیا ہے اگر وہ چیز ختم ہو جائے تو مال موقوفہ کو دوسرے نیک کاموں پر صرف کیا جاسکتا ہے۔

۲ - اگر واقف یہ شرط لگائے کہ جن کے لئے میں وقف کر رہا ہوں اگر ان ہی جیسا کوئی اور آدمی پیدا ہوجائے تو وہ بھی وقف کا مستحق ہے، یہ شرط صحیح ہوگی (جیسے وقف علی الاولاد کرنا) لیکن اگر وقف بلا شرط کردے اور موقوف علیہ کے قبضہ میں دیدے اور پھر یہ شرط لگائے تو صحیح نہیں ہے۔ اگر وقف کے وقت یہ شرط لگائے کہ موقوف علیہ کو میں بدل سکتا ہوں یا جس چیز میں چاہوں اس میں خرچ کر سکتا ہوں تو وقف باطل ہے۔

۳ - مال موقوفہ میں اگر غلام بھی ہے تو اس کا نفقہ موقوف علیہ پر ہے، اگر غلام زمین گیر ہوجائے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ اور اس کا نفقہ خود اسی کے ذمہ رہے گا۔ اگر غلام کوئی جرم کرے تو غلام وقف سے خارج نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ قتل کردیا جائے تو اس کا قصاص وقف میں نہیں

ہے ، اگر وہ زخمی ہو جائے تو اس کے سلسلہ میں آنے والی دیت موقوف علیہ کو ملے گی ، اگر وقف کرے تو اس میں بیٹے بیٹیاں اور ان کے بیٹے بیٹیاں ، خواہ مرد ہوں یا عورت شریک ہوں گے لیکن اگر یہ کہے کہ جن کی نسبت مجھ سے ہوگی ان کے لئے وقف ہے ۔ اس زمرہ میں صرف بیٹوں کی اولاد شامل ہوگی جیسا کہ بعض علماء کا قول ہے ۔

۵ ۔ واقف کی جائز شرط کا پورا کرنا لازم ہے ۔

۶ ۔ سکنیٰ[1] اور عمریٰ میں ایجاب و قبول اور قبضہ کی ضرورت ہے یہ معاملہ ناقابل تبدیلی ہے ۔ اگر معاملہ میں مدت کی تعیین ہے تو اس کی پابندی کرنی ہوگی خواہ مالک مدت معینہ سے پہلے ہی مرجائے ۔

اگر مالک یہ کہے کہ جب تک تم زندہ ہو یہ چیز اس وقت تک کے لئے دے رہا ہوں تو لینے والے کے مرتے ہی

---

۱ ۔ سکنیٰ ، عمریٰ ، رقبیٰ کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو دوسرے کی ملکیت میں نفع اٹھانے کے لئے برائے ثواب دینا ۔ سکنیٰ کا مطلب ہے کہ عطا کرنے والا جو چیز دے رہا ہے وہ قابل سکونت ہو اور اس معاملہ میں عطا کرنے والے یا جس کو عطا کی جا رہی ہے یا کسی تیسرے شخص کے عمر کی کوئی قید نہ ہو ، عمریٰ یہ ہے کہ دینے والے ، لینے والے یا کسی تیسرے آدمی کی عمر کی قید لگا دی جائے ۔ رقبیٰ ، چیز دیتے وقت زمانہ کا ذکر کردیا جائے ۔

معاملہ ختم ہوجائے گا۔ لیکن اگر مالک یہ کہے کہ میں جب تک زندہ ہوں اس وقت تک یہ چیز تمہارے پاس رہے گی تو مالک کے مرنے ہی معاملہ ختم ہوجائے گا۔ لیکن اگر ایسی صورت میں دینے والا زندہ رہے اور لینے والا مرجائے تو جب تک دینے والا زندہ ہے اس وقت تک مرنے والے کے وارث اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اگر مدت کی تعیین نہیں تو مالک جب چاہے گھر خالی کرا لے۔ اگر مالک اس مکان کو فروخت کردے تو اس میں رہنے والے کے لئے نکلنا ضروری نہیں ہے۔ (مالک کو یہ کہنا ہوگا۔ کہ میں نے اسے اتنے دنوں کے لئے بسایا ہے) لینے والے کے لئے جائز ہے کہ خود رہے اور اپنے ساتھ ان لوگوں کو رکھے جو عام طور سے ساتھ رہا کرتے ہیں۔ جیسے اولاد، بیوی، غلام، نوکر وغیرہ۔ ان کے علاوہ دوسروں کو بسانا مالک کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ جس چیز کا وقف کرنا صحیح ہے اس کا عمری پر دینا بھی صحیح ہے جیسے اپنی ملکیت کی کوئی چیز یا غلام و کنیز وغیرہ کو دیا جائے۔

اگر اپنے گھوڑے، غلام کو عبادت گاہ کی خدمت کے لئے یا فی سبیل اللہ ایک مدت کے لئے وقف کردے تو جب تک یہ چیزیں باقی ہیں۔ اس وقت تک معاملہ باقی رہے گا۔

وصیت[1]

وصیت میں ایجاب و قبول ضروری ہے ، اشارہ اور کنایت بھی کافی ہے۔ یہ اس وقت جب کہ زبان سے ادا کرنے سے معذور ہو۔ اور اشارہ وغیرہ سے وصیت کے ارادے کا اظہار ہوتا ہو۔ وصی کو اگر کوئی تحریر ملے تو اسے اس پر عمل کرنا واجب نہیں ہے[2]۔ وصیت صرف مباح چیزوں میں صحیح ہے۔ اگر مسلمان کنیسہ (گرجا) بنانے کے لئے وصیت کرے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ اور وصیت کرنے والے کو اس کے علاوہ کوئی دوسری وصیت کرنی چاہئیے۔

شرائط :۔ ۱ ۔ وصیت کرنے والا حق تصرف رکھتا ہو (محجور اور مجنوں کی وصیت صحیح نہیں ہے)

۲ ۔ جس چیز کی وصیت کر رہا ہے وہ موجود ہو۔

۳ ۔ وصی مکلف اور مسلمان ہو (بشرطیکہ وصیت کرنے والا مسلمان ہو) ورنہ کافر ، کافر کو وصی بناسکتا ہے۔

---

۱ ۔ مرنے کے بعد اپنے لئے کچھ کاموں کے انجام دیئے جانے کے لئے کہنا یا کسی چیز کو اپنے مرنے کے بعد سے کسی کی ملکیت قرار دینا یا اپنی اولاد اور جو لوگ اس کے اختیار میں ہیں ان کے لئے کوئی سرپرست معین کر جانے کا نام وصیت ہے۔ اور جس کے سپرد یہ کام کئے جائیں اس کو وصی کہتے ہیں۔

۲ ۔ دیگر علماء کے نزدیک میت کی دستخطی یا مہر شدہ تحریر کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

۴ ۔ جن چیزوں کی وصیت کررہا ہے ان میں ملکیت صحیح ہو۔

مسائل :۔ ۱ ۔ اگر خود کو زخمی کرکے وصیت کرے تو یہ صحیح نہیں ہے البتہ اگر وصیت پہلے کرے تو وصیت صحیح ہے (بشرطیکہ خود کشی کا ارادہ نہ ہو)۔

۲ ۔ حمل کے لئے زندگی کی شرط لگاکر وصیت کرنا صحیح ہے۔ ذمی کی بھی وصیت صحیح ہے لیکن کافر حربی کی نہیں، غلام اور کنیز جو مالک سے صاحب اولاد ہو، وہ کنیز جس کی آزادی مالک کے مرنے پر موقوف ہو اور وہ کنیز جو مکاتبہ ہو اس کی وصیت بھی صحیح ہے البتہ جو کسی دوسرے کی ملکیت ہو اس کی وصیت صحیح نہیں ہے۔ اگر ایسے غلام کے لئے وصیت کرے جو اس کی ملکیت ہے تو جتنی قیمت اس کے حصہ میں آتی ہے اس سے اس کو آزاد کرالیا جائے گا اگر اس کے حصہ میں زیادہ آئے اور غلام کی قیمت کم ہو تو بقیہ حصہ غلام کو دے دیا جائے گا۔ اگر وصیت کا مال غلام کی قیمت سے کم پڑے تو اس کے آزاد کرانے کی کوشش کی جائے گی، یہی حکم اس کنیز کے لئے ہے جو مالک سے صاحب اولاد ہے اس کو اس کے بیٹے کے حصہ سے آزاد نہیں کرایا جائے گا۔

۳ ۔ آزاد کرنے کی وصیت کرے اور خود اس پر قرضہ ہو تو غلام کی آزادی پر قرضہ کی ادائیگی مقدم ہے۔

(۴) اگر غلام کو اپنی موت پر معلق نہ کرتے ہوئے آزاد کرنے کی وصیت کرے تو یہ صحیح ہوگا غلام کی قیمت قرض سے دوگنی ہو تو غلام اپنی آدھی قیمت قرض میں دے گا اور کل ترکہ کا ایک تہائی مرنے والے کے وارثوں کو اور بقیہ سے خود کو آزاد کرائے گا۔

(۵) اگر مرد اور عورت کے لئے وصیت کرجائے تو دونوں برابر کے حصہ‌دار ہونگے بشرطیکہ ان میں سے کسی ایک کو ترجیح نہ دی ہو۔ یہی حکم اعمام و اخوال کا ہے۔ اگر اپنے قرابت داروں کے لئے وصیت کرجائے تو اس سے مراد وہی لوگ ہونگے جو از روئے نسب اس کے قرابت دار سمجھے جاتے تھے۔

(٦) اہل قبیلہ، پڑوسی، مسافر، کارخیر اور فقراء کی تعیین اسی حساب سے ہوگی جو وقف کے بیان میں مذکور ہے۔ اگر وصی، وصیت کرنے والے سے پہلے مرجائے اور وصیت کرنے والا وصیت کو واپس نہ لے تو وصی کے وارث ہی وصی قرار پائیں گے۔ اگر اس کے وارث نہ ہوں تو وصیت کرنے والے کے وارث مال کے وارث ہونگے۔ حمل کے بارے میں وصیت کرنا صحیح ہے۔

مستحب ہے کہ وصیت کسی قریبی عزیز کے لئے کرے خواہ وہ وارث ہی کیوں نہ ہو۔

(۷) اگر کسی عادل شخص کے لئے وصیت کرے اور وہ

(عادل) فاسق ہوجائے تو وصیت باطل ہے، عورت کو وصی بنانا بھی صحیح ہے۔ بچہ کو وصی بنانا اس صورت میں درست ہے جب کہ اس کے ساتھ کسی بالغ کو بھی وصی بنائے۔

(۸) غلام کو مالک کی اجازت کے بعد وصی بنانا صحیح ہے۔

(۹) اگر بچہ کے ساتھ بالغ کو وصی بنائے تو بالغ (آدمی) بچہ کے بالغ ہونے تک اکیلا وصی رہے گا۔ اور بچہ کے بالغ ہونے پر دونوں مشترک وصی ہونگے۔ بچہ کو بالغ ہونے کے بعد یہ حق نہیں ہے کہ مرد بالغ نے جو جائز کام کئے ہیں وہ انہیں منسوخ کردے۔

۱۰ ۔ اگر وصیت کرنے والا دو آدمیوں کو وصی بنائے اور اجتماع کی شرط لگادے یا مطلقاً دو کو وصی بنائے تو اُن دونوں میں سے کسی ایک کو انفرادی طور پر عمل کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ اگر وہ الگ ہونا چاہیں تو الگ نہیں ہوں گے۔ اگر ان میں موافقت نہ ہو تو حاکم کو اختیار ہے کہ وہ دوسرے وصی ان کی جگہ پر مقرر کر دے۔ اگر دو وصی میں سے ایک معذور ہوجائے تو حاکم کو اختیار ہے کہ کسی تیسرے انسان کو عاجز وصی کے ساتھ مقرر کردے۔ اگر وصیت کرنے والا دو شخصوں کو وصی بنائے اور انفرادیت کی شرط لگادے تو ان میں سے ہر ایک کو تصرف کا حق ہے۔ وہ آپس میں تقسیم عمل کر سکتے ہیں۔ اگر وصیت نہ قبول کرنے کی خبر وصیت کرنے والے کو پہونچ جائے تب وصیت پر عمل نہ

کرنا صحیح ہے ورنہ نہیں۔ اگر وصی خیانت کرے تو حاکم وصی بدل سکتا ہے۔ اگر وصی کی نگرانی میں لاپرواہی نہ ہونے کے باوجود مال تلف ہوجائے تو وصی ذمہ‌دار نہیں ہے۔ اگر وصیت کرنے والے پر وصی کا قرض ہو تو وصی وصیت کے مال سے لے سکتا ہے۔ اسی طرح وصیت کے مال سے کسی معتبر شخص کو قرض بھی دے سکتا ہے۔ اگر خود بھی اپنے کو معتبر سمجھتا ہے تو قرض لے سکتا ہے اگر وصی حاجت مند ہے تو مال وصیت سے اتنی اجرت لے سکتا ہے جتنی اس طبقہ کے لوگوں کو ملتی ہے۔ اگر موصی (وصیت کرنے والا) نے وصی کو کسی دوسرے کو وصی بنانے کی اجازت دی ہے تو وصی کسی دوسرے کو بھی وصی بناسکتا ہے۔ اگر موصی نے کسی دوسرے کو وصی نہیں بنایا ہے (اور اس کے وارث کم سن یا مجنون ہوں تو حاکم ولی ہوگا۔ موصی کی وصیت کا حکم ایک تہائی مال پر جاری ہوگا بشرطیکہ اس کے وارث ہوں۔ اگر وصیت ایک تہائی مال سے زیادہ کی ہے تو تہائی سے زیادہ مال وارثوں کی اجازت سے ہی مال وصیت میں شامل ہوگا۔

اگر بعض وارث اجازت دیں (اور بعض نہ دیں) تو اجازت دینے والوں کو میراث میں سے جتنا حصہ از روئے شرع ملتا ہے اتنا ہی شامل ہوگا۔ اگر وارث موصی کی وفات سے پہلے اپنے حصہ کی بھی اجازت دے دیں تو یہ صحیح ہے اور وصی، موصی کی موت کے بعد اس کا وارث ہے۔

(اگر موصی وصیت کے بعد مر جائے اور اس کے ذمہ

کچھ، ایسے کام ہوں جو اس کے لئے واجب تھے - مثلاً ادائے قرض یا ادائے حج اور کچھ، ایسے کام ہوں جو مستحب ہوں اور وہ ان کی وصیت کرے تو) واجب کاموں کو اصل ترکہ سے کیا جائے گا - اور بقیہ کاموں کو وصیت میں سے جو ایک تہائی مال ملے اس سے ادا کیا جائے گا -

(اگر وصی ایسے کاموں کی وصیت کرے جو اس کے لئے واجب نہیں تھے جیسے یہ کہے کہ اتنی رقم بھائی کو، اتنی بہن کو، اتنی رقم چچا کو دے دی جائے تو) جو لوگ اولیٰ بالمیراث ہوں جیسے بھائی بہن، ان کو دیا جائے گا اور چچا کو بعد میں، اگر مال نہیں بچتا تو چچا محروم رہے گا - لیکن اگر یہ سب لوگ ایک ہی طبقہ کے ہوں تو سب برابر کے حصہ دار ہوں گے اگر موصی اپنے مال میں سے ایک جزو یا سہم یا کچھ، کی وصیت کرے تو چار کا مطلب سہم کا مطلب ۱/۸، اور کچھ، کا مطلب ۱/۶ ہوگا -

۱۱ - اگر موصی، اپنے وارثوں میں سے کسی ایک وارث کے حصہ میں آنے والے مال کی مقدار بھر وصیت کرے تو یہ صحیح ہے اور وصیت کا حکم ایک تہائی مال پر لاگو ہوگا- بشرطیکہ موصی کے وارثوں میں موصی کی موت کے وقت کوئی ایسا وارث نہ ہو جو ایک تہائی مال سے زیادہ کا حقدار ہو- اگر کوئی ایسا وارث ہے جو ایک تہائی سے زیادہ کا حقدار ہے مثلاً ایک بیٹا ہے تو اگر بیٹا باپ کی وصیت کی تائید

کردے تو وصی بیٹے کے برابر مال کا حقدار ہے (یعنی آدھ
مال بیٹے کو ملے گا اور آدھا وصی کو) لیکن اگر بیٹا باپ کی
وصیت کی تائید نہیں کرتا تو وصی کو ایک تہائی اور بقیہ بیٹے
کو ملے گا۔ اگر موصی، یہ وصیت کرے کہ میرے بیٹے کا
جو حصہ ہے اس کے برابر مال، وصیت میں دے رہا ہوں اور
بیٹا ایک ہی ہو اور وہ باپ کی وصیت کی تائید بھی کرے تو
وصی کو آدھا ملے گا، تائید نہ کرنے پر تہائی اور اگر دو
بیٹے ہیں تو وصی کو تہائی ہی ملے گا۔ اگر وصی کسی ایک
وارث کے حصہ کے برابر وصیت کرے اور وارث ایسے ہوں
جن میں سے کچھ کو زیادہ ملتا ہے، کچھ کو کم (جیسے
بیٹا اور بیٹی) تو اس صورت میں کم حصے کی مقدار کے برابر
وصیت کا مال سمجھا جائے گا لیکن اگر موصی نے بڑے حصہ
کی تعیین کردی ہے تو وہی ملے گا۔

۱۲۔ اگر موصی، وصیت کا مصرف بیان کرتے وقت کچھ
رقم کے بارے میں بتانا بھول جائے تو اس 'کچھ' رقم کو میراث
میں تقسیم کردیا جائے۔ اگر موصی، وصیت کے مصرف میں
دو متضاد چیزوں کا ذکر کرے تو آخری چیز پر وصیت کا مال
خرچ ہوگا۔ اور اگر وہ دونوں چیزیں متضاد نہیں ہیں تو دونوں
پر خرچ ہوگا۔ اگر دونوں چیزوں پر خرچ کرنے کے لئے رقم
کم پڑجائے تو پہلے، پہلی چیز پر رقم خرچ ہوگی اس کے بعد
جو کچھ بچے گا دوسری پر۔

۱۳۔ مال سے متعلق وصیت کے لئے دو عادل گواہوں کا

ہونا ضروری ہے۔ یا ایک عادل مرد اور دو عورتیں ہوں یا ایک گواہ ہو تو مدعی پر قسم دلانے کے بعد وصیت ثابت ہوگی۔ اگر ایک عورت گواہی دے تو ۱/۴، دو عورتیں گواہی دیں تو ۲/۴، تین عورتیں گواہی دیں تو ۳/۴، وصیت ثابت ہوگی۔

۱۴۔ اگر ولایت سے متعلق وصیت ہو تو اس کے ثابت کرنے کے لئے دو مرد گواہوں کی ضرورت ہوگی۔

اگر غلام کو آزاد کرنے کی وصیت کرے اور میراث میں غلام کے علاوہ کچھ نہ ہو تو غلام کو ۱/۳ ازادی ملے گی اگر غلام کا کچھ حصہ آزاد کرے اور غلام کے علاوہ دوسری چیزیں بھی ہوں تو غلام کو مکمل آزادی ملے گی۔ اگر اپنے غلاموں کے آزاد کرنے کی وصیت کرے، اور غلاموں کے علاوہ میراث میں کچھ نہ ہو تو کل غلاموں میں سے قرعہ کے ذریعہ تہائی غلام ازاد کئے جائیں گے۔ اگر اس (موصی) نے غلاموں کی ترتیب بیان کی ہو تو ترتیب کے لحاظ سے شروع میں انے والے تہائی غلام آزاد ہونگے۔ غلاموں کی آزادی میں، جس پر لفظ غلام بولا جاتا ہو اس کا آزاد کرنا کافی ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، مومن ہو یا کافر، لیکن لفظ مومن کی قید لگادی ہے تو مومن (غلام) کو ہی آزاد کرنا چاہئے۔ اگر غلاموں میں (کوئی) مومن نہ ہو تو اسے غلام کو آزاد کیا جاسکتا ہے جو ناصبی نہ ہو۔ اگر غلام آزادی کے وقت ناصبی نہ ہو لیکن بعد میں ہوجائے تو وصیت بے عمل نہ سمجھی جائے گی۔

۱۵ - مریض اگر مرض الموت میں اپنی چیزوں میں تصرف کرتا ہے تو اس کا تصرف ۱/۳ کی حد تک بامعنی ہوگا خواہ تصرف مطلقاً کیا ہو - مرض الموت میں اگر کسی مال کا اقرار کرے تو اگر وہ متہم ہے (یعنی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے وارثوں کو نقصان پہونچانا چاہتا ہے) تو ایک تہائی مال سے اس کا اقرار پورا کیا جائے گا ورنہ اصل مال سے - اگر مرنے والے پر دیت یا خون بہا ہو تو وہ اس کے ترکہ سے ادا ہوگا -

۱٦ - اگر موصی، وصیت کرے کہ ایک غلام کو خرید کر آزاد کردیا جائے اور غلام کی قیمت کی تعیین بھی کردی ہو تو اسے خرید کر آزاد کردینا چاہئے - اگر ویسا غلام نہ ملے تو انتظار کرنا چاہئے - اگر غلام کم قیمت پر مل جائے تو اسے خرید کر آزاد کردینا چاہئے جو مال بچ رہے وہ غلام کو دے دینا چاہئے -

۱۷ - اگر موصی، کسی کو کچھ اعمال و افعال کی وصیت کرے اور موصی، وصی پر ولایت بھی رکھتا ہو یعنی موصی، باپ یا دادا ہو تو وصیت صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے - اور اگر موصی، وصی کا ولی نہ ہو تو وصی کو صرف حقوق ادا کرنے واجب ہیں اعمال نہیں - اگر موصی، اپنے کسی بیٹے کو میراث سے محروم کردینے کی وصیت کرے تو وصیت صحیح نہیں ہے -

نکاح

نکاح کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) نکاح دائم :۔ (جس کی کوئی مدت معین نہ ہو۔

(۲) نکاح منقطع :۔ (جس میں مدت معین ہو مثلاً ایک گھنٹہ، ایک دن، ایک مہینہ ایک سال یا اس سے زیادہ کی مدت ہو اسی کو ،متعہ، کہتے ہیں)

(۳) ملک یمین :۔ (دکنیز وغیرہ)

نکاح کی پہلی قسم میں ایجاب و قبول یعنی عقد کی ضرورت ہے (نکاح منقطع میں بھی ایجاب و قبول کی ضرورت ہے) کہ ایجاب وقبول لفظ ماضی کے ذریعہ ہو۔ صیغے وہ ادا کرے جو اس کا اہل ہو (یعنی لفظوں کو صحیح طور سے ادا کرسکتا ہو اور قصدانشاء سے واقف ہو)

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے تیری بیٹی کی فلاں سے تجویز کردی اور دوسرا یہ کہے کہ ہاں یانعم، ایجاب کے لئے یہ کافی ہے (احتیاط یہ ہے کہ اس ایجاب پر اکتفاء نہ کی جائے اگر عربی میں کہنا ممکن نہ ہو تو ترجمہ کافی ہے یہ بھی ممکن نہ ہو (گونگے وغیرہ کے لئے) تو اشارہ بھی کافی ہے۔ عورت اپنا نکاح خود کرے تو صحیح ہے (احتیاط واجب یہ ہے کہ باکرہ عورت باپ یا دادا سے اجازت لے کر عقد کرے)

اگر نکاح کرنے والا بالغ وعاقل ہو تو نہ ولی کی ضرورت ہے نہ گواہوں کی۔

اگر کوئی دعوائے زوجیت کرے تو بغیر ثبوت کے اس کا دعویٰ قابل قبول نہ ہوگا۔ البتہ دوسرا فریق تصدیق کرے تو کافی ہے۔

اگر کوئی شخص کسی عورت کے بارے میں دعوائے زوجیت کرے اور اس عورت کی بہن یہ کہے کہ مجھ سے عقد ہوا ہے تو اس صورت میں ثبوت پر دارومدار ہوگا۔ البتہ اگر اس سے پہلے عقد ہوچکا ہے یا مرد دعویٰ کرنے والی عورت کے ساتھ دخول کرچکا ہے تو مدعیہ کی بات ہی صحیح سمجھی جائے گی۔

اگر مرد نے کسی شخص کی تمام بیٹیوں کو دیکھا ہو اور کسی ایک سے عقد ہو جائے تو تعین کرنے میں لڑکیوں کے باپ کا قول معتبر ہوگا۔ اگر مرد نے لڑکیوں کو نہیں دیکھا تو اس صورت میں عقد باطل ہے۔

مستحبات:۔ (۱) مرد نکاح کے لئے باکرہ، صاحب عصمت اور نجیب عورت کو اختیار کرے (۲) (بوقت نکاح) دو رکعت نماز پڑھے (۳) نکاح علانیہ کرے (۴) عقد سے پہلے خطبہ پڑھا جائے (۵) عقد رات میں ہو (۶) وقت دخول دو رکعت نماز پڑھے اور دعا پڑھے (۷) زوجہ سے بھی پڑھوائے (۸) خدا سے دعا کرے کہ بیٹا عطا ہو۔

مکروہات:۔ (۱) "قمرد و عقرب" میں نکاح کرنا۔ (۲) بانجھ عورت سے عقد کرنا۔ (۳) جس رات چاند گرہن ہو

اور سورج گرہن ہو اس وقت جماع کرنا (۳) وقت زوال آفتاب، وقت غروب، مغرب کی سرخی زائل ہونے سے قبل اور محاق (۲۸، ۲۹، ۳۰) کی راتوں کو جماع کرنا۔ (۴) صبح کے وقت طلوع آفتاب سے پہلے جماع (۵) رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں کی پہلی رات میں جماع کرنا (۶) ہر ماہ کی پندرھویں شب، جماع کرنا (۷) زلزلہ، زرد سیاہ اندھی کے وقت جماع کرنا (۸) روبقبلہ پشت بقبلہ جماع کرنا (۹) کشتی میں جماع کرنا (۱۰) برہنہ، احتلام کے بعد غسل اور وضوء سے پہلے جماع کرنا (۱۱) وقت مقاربت عورت کی فرج کو دیکھنا (۱۲) ذکر خدا کے علاوہ کلام کرنا (۱۳) دبر میں جماع کرنا (۱۴) آزاد عورت سے جماع کرتے وقت فرج کے باہر انزال کرنا (۱۵) جس روز سفر سے لوٹے اس رات جماع کرنا۔

حرام:- ایسی لڑکی سے جماع کرنا جس کا سن نو برس سے کم ہو۔

مباح:- (۱) جس عورت سے نکاح کرنا یا جس کو خریدنا چاہتا ہے اس کو دیکھنا (۲) ذمیہ کو بغیر لذت کے دیکھنا۔

نکاح کے ولی:- ولی باپ، دادا یا پردادا ہے ان کے علاوہ وصی اور حاکم شرع ولی ہیں۔ باپ (اور دادا) نابالغ بچوں اور دیوانوں کے ولی ہیں اگر بچے بالغ ہو جائیں یا دیوانہ

اچھا ہو جائے تو باپ دادا کی ولایت کی ضرورت نہیں ہے۔ بالغ اور عاقل کے لئے کسی ولی کی ضرورت نہیں ہے۔ خواہ لڑکی ہو یا لڑکا (احتیاط واجب یہ ہے کہ بالغ لڑکی اگر باکرہ ہے تو باپ یا دادا سے اجازت لے کر عقد کرے) بشرطیکہ کوئی مصلحت ہو۔ بالغ و عاقل اگر نہ ہوں تو عقد ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ باکرہ کا سکوت کافی ہے ماں ولی نہیں ہوسکتی۔

مستحبات :۔ (۱) بالغہ کو چاہئے کہ باپ سے اجازت لے۔ (۲) باپ نہ ہو تو معاملہ بھائی کے سپرد کردے۔

مسائل :۔ (۱) وکیل کو حق نہیں ہے کہ موکلہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر اپنے ساتھ کرلے۔ (۲) اگر ماں باپ نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح کردیں تو یہ دونوں (بچے) ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔ (۳) اگر ماں باپ کے علاوہ کوئی اور نکاح کردے تو نکاح ان کی اجازت پر موقوف ہوگا (یعنی وہ بچے بالغ ہونے کے بعد اجازت دیں تو نکاح صحیح ہوگا۔ (۴) دونوں میں سے اگر بالغ ہونے سے پہلے ایک مرجائے تو نکاح باطل ہے۔ (۵) اگر ایک بالغ ہو جائے اور نکاح پر رضامندی ظاہر کرنے کے بعد مرجائے اس کے بعد دوسرا بالغ ہو تو اس کو عدم طمع مال کی قسم دلائی جائیگی اگر قسم کھائے تو وارث ہوگا ورنہ نہیں۔

حرام عورتیں :۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ وہ عورتیں

جو از روئے نسب حرام ہیں۔ جیسے ماں، نانی، دادی۔ ان کی ماں، نانی، دادی بیٹی یا اس کی اولاد، بہن اور اس کی بیٹیاں نواسیاں، خالہ اور پھوپی یا ماں باپ کی خالہ، پھوپی بھائی کی بیٹیاں اور ان کی اولادیں وغیرہ۔

۲۔ وہ عورتیں جو سبب سے حرام ہیں۔ ان کی بھی کئی قسمیں ہیں۔

۱۔ مصاہرت :۔ جو شخص کسی عورت کے ساتھ عقد سے یا ملک یمین ہونے کی وجہ سے مقاربت کرے تو اس عورت کی ماں، دادی، نانی، بیٹیاں پوتیاں اور نواسیاں اس شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔ خواہ بیٹیاں مقاربت سے پہلے پیدا ہوئی ہوں یا بعد میں۔

جس عورت کے ساتھ کسی نے عقد یا ملک یمین ہونے کی بنا پر جماع کیا ہو تو وہ جماع کرنے والے مرد کے باپ، دادا، پردادا اور اولاد در اولاد پر حرام ہے۔ جس شخص نے کسی عورت سے عقد کیا ہو لیکن دخول نہ کیا ہو تو اس مرد پر اس عورت کی ماں ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور اس کی بیٹیاں اس وقت تک حرام ہیں۔ جب تک وہ عورت عقد میں ہے۔ اگر دخول کے بغیر اس عورت کو طلاق دے دے تو بعد میں اس کی بیٹی سے عقد کر سکتا ہے۔ لیکن اگر دخول کر لیا ہے تو پھر اس کی بیٹیاں ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔ دو بہنوں کو جمع کرنا بھی حرام ہے۔ البتہ ایک

کو طلاق دے کر عدہ کے بعد دوسری عقد کرسکتا ہے۔ بیوی کی بھانجی اور بھتیجی کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ البتہ اُن کی پھوپی یا خالہ (یعنی اپنی زوجہ) کی اجازت سے عقد کرسکتا ہے۔ اگر اجازت کے بغیر عقد کرے تو عقد باطل ہے۔ جو شخص اپنی پھوپی یا خالہ سے زنا کرے تو اُن کی بیٹیاں زانی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔ آزاد مرد کو چار آزاد عورتوں سے زیادہ نکاح کرنا حرام ہے۔ اگر دو بہنوں کو خریدے اور ان میں سے ایک سے جماع کرے تو دوسری حرام ہو جائے گی۔ لیکن اگر اُس سے بھی وطی کرلیا ہے تو پہلی حرام نہ ہوگی (دوسری حرام رہے گی) مرد کے لئے جائز ہے کہ دو آزاد عورتوں کے ساتھ دو کنیزیں بھی رکھے یا تین آزاد عورتوں کے ساتھ ایک کنیز رکھے۔ غلام کے لئے چار کنیزوں سے زیادہ عقد کرنا حرام ہے۔ اسی طرح دو آزاد عورتوں سے زیادہ سے اس کا عقد کرنا حرام ہے۔ غلام کے لئے جائز ہے کہ ایک آزاد عورت اور دو کنیزوں سے نکاح کرے آزاد عورت کے ہوتے ہوئے کنیز سے نکاح کرنا آزاد عورت کی اجازت کے بغیر جائز نہیں، اجازت کے بغیر عقد باطل ہے۔ اگر کنیز کے ہوتے ہوئے آزاد عورت سے عقد کرلے اور آزاد عورت کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ شخص کنیز سے مقاربت کر چکا ہے۔ اور بعد میں معلوم ہو تو عورت کو اختیار ہے کہ چاہے تو عقد باقی رکھے یا فسخ کر دے۔ اگر ایک وقت ایک آزاد عورت اور ایک کنیز سے عقد

کرلے تو آزاد عورت کا نکاح صحیح ہے۔ شوہر دار عدۃ والی عورت سے اس وقت تک عقد کرنا حرام ہے جب تک کہ وہ شوہر دار ہے یا عدۃ میں ہے اگر کسی عورت سے لاعلمی میں عدہ کے دوران نکاح کرے تو عقد باطل ہے۔ اگر دخول بھی کرے تو وہ عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ اگر بچہ پیدا ہو جائے تو وہ اس مرد کا ہے، اور عورت مہر کی حقدار ہے۔ عورت اولاً پہلے شوہر کا عدہ تمام کرے پھر اس شخص کا عدہ پورا کرے۔ اگر جان بوجھ کر عدہ والی عورت سے عقد کرے تو اس عورت سے عقد کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گا۔

متعلقہ مسائل:۔ (۱) کسی لڑکے سے کوئی بدفعلی کرے اور دخول بھی کرے تو اس لڑکے کی ماں، بہن اور بیٹی بدفعلی کرنے والے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔ اگر عقد پہلے ہو چکا ہے اور لڑکے سے بدفعلی بعد میں کی ہے، تو عقد حرام نہ ہوگا۔

(۲) کسی ایسی لڑکی سے جو پورے نو برس کی نہ ہوئی ہو مقاربت کرنے سے افضا (یعنی مخرج بول غائط یا بول و حیض ایک) ہو جائے تو اس لڑکی سے مقاربت کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ لیکن وہ نکاح سے خارج نہ ہوگی۔

(۳) کسی عورت سے زنا کرے تو اس سے نکاح حرام

نہیں البتہ ایسی عورت سے زنا کرے جو شوہر دار ہو یا عدۃ میں ہو تو وہ ہمیشہ کے لئے (مرد) پر حرام ہے ۔

(۴) مسئلہ سے واقف ہوتے ہوئے حالت احرام میں عقد کرے تو وہ عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہے ۔ اگر جاہل مسئلہ تھا تو عقد باطل ہے لیکن عورت ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہے (یعنی اس سے دو بارہ عقد کر سکتا ہے) ۔

(۵) متعہ اور ملک یمین کی کوئی حد نہیں (یعنی جتنی چاہے کرے مگر احوط یہ ہے کہ متعہ بھی چار سے زیادہ نہ کرے) ۔

(٦) اگر آزاد عورت کو کوئی شخص تین مرتبہ طلاق دے تو وہ حرام ہوجائے گی جب تک کہ دوسرا شخص اس سے نکاح کرکے اُسے طلاق نہ دیدے ۔ خواہ یہ دوسرا شخص غلام ہی کیوں نہ ہو ۔ کنیز کو دو مرتبہ طلاق دینے سے کنیز حرام ہوجاتی ہے ۔ طلاق دینے والے پر اس وقت حلال ہوگی جب دوسرا شخص (خواہ وہ آزاد ہو یا غلام) اس سے نکاح کرکے طلاق دے ۔

(۷) جس عورت کو نو مرتبہ طلاق دی گئی ہو اور اس اثناء میں دو اور مردوں نے اس سے نکاح کرکے طلاق دی ہو تو نو مرتبہ طلاق دینے والے پر یہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے ۔

(۸) کوئی شخص اپنی چار منکوحہ عورتوں میں سے کسی ایک کو طلاق رجعی دے تو جب تک عدہ نہ گزر جائے کسی

اور عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ طلاق بائن دینے والا عدہ گزرنے کے انتظار کے بغیر عقد کرسکتا ہے۔ جس شخص کی تین منکوحہ عورتیں ہوں وہ دوسری دو عورتوں سے بیک وقت نکاح کرے تو دونوں باطل ہیں۔ اگر ایک سے پہلے کرے اور دوسری سے بعد میں تو دوسری کا نکاح باطل ہے۔ یہی حکم دو بہنوں کا ہے یعنی جس سے پہلے نکاح ہوا ہو وہ صحیح ہے اور دوسری سے باطل ہے بیک وقت نکاح ہو تو دونوں سے باطل ہے۔

۲۔ رضاعت :- وہ عورتیں جو دودھ پلانے کی وجہ سے حرام ہوجاتی ہیں۔ (جو عورتیں از روئے نسب حرام ہوتی ہیں وہ اس صورت میں بھی حرام ہوجاتی ہیں۔ جب کہ کوئی عورت کسی بچہ کو دودھ پلائے۔ دودھ پینے والا بچہ مثل اولاد کے ہے اور دودھ پلانے والی مثل ماں کے ہوجاتی ہے۔)

شرائط :- (۱) دودھ حلال کا ہو۔ (۲) ایک رات اور ایک دن (کم سے کم) دودھ پلایا ہو۔ (۳) اتنا دودھ پلایا ہوکہ ھڈی سخت ہوجائے یا پندرہ مرتبہ پورے طور سے دودھ پلایا ہو۔ (۴) بیچ میں کسی دوسری عورت کے دودھ کا

---

(۱) ایک شبانہ روز بچہ نہ تو کوئی غذا کھائے۔ اور نہ کسی اور عورت کا دودھ پئے۔ البتہ اگر اتنی معمولی غذا ہو کہ جس کو یہ نہ کہا جاسکے کہ دودھ پینے کے زمانہ میں بچہ نے غذا کھائی ہے۔

فاصلہ نہ ہو۔ (۵) دودھ پستان[1] سے پیا ہو۔ (٦) دودھ پینے والے بچہ کی عمر[2] دو برس سے زیادہ نہ ہو۔ دودھ پلانے والی عورت کے بچہ کے بارے میں اختلاف[3] ہے۔

(۷) دودھ ایک[4] ہی شوہر سے ہو۔

مسائل:۔ (۱) اگر کوئی عورت دو بچوں کو ایک شوہر کا دودھ پلائے تو وہ دونوں بچے ایک دوسرے کے لئے بھائی بہن کی طرح ہوں گے۔ اور اگر ایک عورت دو بچوں کو دو شوہروں کا دودھ پلائے تو اُن میں رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

اگر رضاعت کے شرائط پورے ہونے کے ساتھ عورت دودھ پلائے تو وہ دودھ پینے والے بچے کی ماں اور صاحب

---

(۱) اگر کسی اور ذریعہ سے پلایا جائے تو رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

(۲) اگر چودہ مرتبہ دو سال مکمل ہونے سے پہلے اور ایک مرتبہ دو سال کا ہونے کے بعد پئے تو رضاعت نہ ہوگی۔

(۳) بعض علماء کا خیال ہے کہ اس کی بھی عمر دو برس سے زیادہ نہ ہونی چاہئے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ اس بچہ کی عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔

(۴) اگر دودھ پلانے والی عورت کو شوہر طلاق دیدے اور وہ دوسرے سے شادی کرکے حاملہ ہوجائے اور ولادت سے پہلے، پہلے والے شوہر کا دودھ کسی بچہ کو آٹھ مرتبہ پلائے۔ پھر ولادت کے بعد دوسرے شوہر کا دودھ اسی بچہ کو سات مرتبہ پلائے تو رضاعت نہ ہوگی۔ اس لئے کہ ایک شوہر کا دودھ نہیں رہا۔

لبن (عورت کا شوہر) بچہ کا باپ، عورت کے بھائی، اس کے ماموں، اس کے شوہر کے بھائی بچے کے چچا، اور ان زوجہ اور شوہر کی اولاد بچہ کے بھائی بہن ہوں گے۔

(۲) صاحب لبن (مرد) کی اولاد خواہ وہ صلبی ہو یا رضاعی دودھ پینے والے پر حرام ہے۔

(۳) دودھ پلانے والی عورت کی اولاد جو اس کے بطن سے پیدا ہوئی ہو وہ بھی اس پر حرام ہے البتہ اس عورت کی رضاعی اولاد حرام نہ ہوگی۔

(۴) دودھ پینے والے بچہ کا دودھ پلانے والی عورت کے شوہر کے اولاد سے خواہ صلبی ہو یا رضاعی نکاح نہیں ہوسکتا۔ اور دودھ پلانے والی عورت کی اولاد جو اس کے بطن سے پیدا ہوئی ہے اس سے بھی نہیں ہوگا۔ البتہ رضاعی اولاد سے ہوسکتا ہے۔

(۵) دودھ پینے والے بچہ کے باپ کی دوسری اولاد جنھوں نے اس عورت سے دودھ نہیں پیا ہے وہ اس عورت کے رضاعی بیٹے نہ ہوں گے۔ دودھ پلانے والی عورت کی اولاد سے ان کا نکاح ہوسکتا ہے۔

(۶) (کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور ان میں ایک جوان ہو، دوسری شیر خوار ہو) اگر بڑی زوجہ چھوٹی زوجہ کو دودھ پلائے تو وہ دونوں زوجہ حرام ہیں بشرطیکہ دودھ پلانے والی زوجہ کے ساتھ دخول کرچکا ہو۔ اور اگر دخول

نہیں کیا تو صرف دودھ پلانے والی زوجہ حرام ہوگی۔ (پینے والی نہیں۔)

(ے) اگر کسی شخص کی رضاعی ماں اس کی زوجہ کو دودھ پلادے تو بیوی حرام ہوجائے گی۔

(۸) وہ کنیز جو صاحب اولاد (ام الولد) ہو اس کی رضاعی ماں شوہر پر حرام نہ ہوگی۔ اگرچہ نسب کے اعتبار سے یہ عورت حرام ہوتی ہے۔

(۹) مستحب ہے کہ دودھ پلانے والی عورت مسلمان ہو صاحب عصمت ہو اور عاقلہ ہو۔

۳۔ لعان:۔ لعان کے بعد بھی عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتی ہے ایسے ہی وہ عورت حرام ہے جس کے بارے میں شوہر بہری، اور گونگی ہونے کا الزام لگائے۔

۴۔ کفر:۔ مسلماں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ (مسلم اور) کتابیہ عورت کے علاوہ کسی عورت سے نکاح کرے۔ کتابیہ کے بارے میں دو قول ہیں۔

مسائل:۔ (۱) مسلمان عورت کو بھی مسلم کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر زوجہ یا شوہر دونوں میں سے کوئی ایک مرتد ہوجائے تو دو صورتیں ہیں۔ اگر قبل دخول مرتد ہو جائے تو نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا اور بعد دخول مرتد ہو تو عدہ پورا کرنا ہوگا۔ البتہ اگر شوہر

مرتد فطری[1] ہوجائے تو عقد فوراً ہی ختم ہوجائے گا۔ (۲) مرتد فطری کا عدہ عدۂ وفات ہے اور مرتد ملی[2] کا عدۂ طلاق۔
(۳) اگر کتابیہ عورت کا شوہر مسلمان ہوجائے تو عقد برقرار رہے گا۔ لیکن اگر زوجہ مسلمان ہوجائے اور شوہر کتابی رہے تو عقد باطل ہو جائے گا۔ اور عدہ پورا کیا جائے گا۔ اگر شوہر دوران عدہ مسلمان ہوجائے تو وہ اس کا شوہر رہے گا۔ (ورنہ نہیں) (۴) اگر زوجہ اور شوہر کافر حربی ہوں اور ان میں سے کوئی ایک قبل دخول مسلمان ہوجائے تو اسی وقت نکاح فسخ ہے۔ اور اگر بعد دخول ہو تو عدہ ضروری ہے۔
(۵) اگر کسی کافر حربی کی چار سے زیادہ بیویاں ہوں اور کافر حربی اور اس کی بیویاں مسلمان ہو جائیں تو شوہر چار کو زوجیت میں رکھے گا۔ باقی کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔
(٦) اگر کافر ذمی مسلمان ہوجائے اور اس کے چار بیویاں ہوں تو وہ سب منکوحہ رہینگی لیکن اگر چار سے زیادہ ہوں تو اسے چار اختیار کرلینی چاہیں باقی کا نکاح باطل ہوجائے گا۔

__متعلقہ مسائل__:۔ (۱) مرمنہ (امامیہ) کے لئے جائز نہیں

۱۔ وہ شخص جو مسلمان کے صلب سے پیدا ہوا ہو اور مرتد ہوجائے۔

۲۔ وہ شخص جو مسلمان کے صلب سے نہ پیدا ہوا ہو بلکہ کافر سے پیدا ہوا ہو۔ اور مسلمان ہوکر پھر اسلام سے پلٹ جائے۔

ہے کہ وہ مخالف (غیر امامیہ) سے نکاح کرے۔ اس کے برعکس جائز ہے۔ فاسق (خواہ امامیہ ہو) سے عقد کرنا مکروہ ہے۔ (۲) نکاح شغار بھی باطل ہیں۔ یعنی ایک عورت کے نکاح کو دوسری عورت کا مہر[1] ٹھہرانا (۳) آزاد عورت کا عقد غلام سے، ہاشمیہ کا غیر ہاشمی سے عرب عورت کا غیر عرب (مرد) سے جائز ہے اور اس کے برعکس بھی جائز ہے۔ واجب ہے کہ وہ مومن جو نفقہ پر قادر ہو اگر اس کا پیغام ہو تو اس کو قبول کرلیا جائے۔

متعہ

متعہ بھی عقد ہے اس کے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

(۱) ایجاب و قبول۔ (۲) تذکرۂ مہر (۳) تعین مدت

تذکرہ مہر کے بغیر نکاح باطل ہے۔ اگر مدت کا ذکر نہ ہو تو زیادہ بہتر قول یہ ہے کہ نکاح باطل ہے۔

کتابیہ عورت کے علاوہ دیگر عورتوں سے متعہ کرنا حرام ہے۔ اگر آزاد عورت زوجہ ہے تو اُس کی اجازت کے بغیر کنیز سے متعہ ناجائز ہے، اپنی زوجہ کی اجازت کے بغیر اس کی بھتیجی اور بھانجی سے متعہ حرام ہے، زانیہ عورت سے، اور باکرہ سے اس کے باپ کی اجازت کے بغیر متعہ مکروہ ہے، مہر کی کوئی حد نہیں۔

۱۔ یعنی کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی کا مہر یہ قرار دے کہ نکاح کرنے والے کی کسی بہن یا اور رشتہ دار کا نکاح اپنے سے بیٹے کرے۔

مسائل :- (۱) مقاربت سے پہلے اگر ممتوعہ عورت کو مدت بخش دی جائے تو اُس کا آدھا مہر دینا واجب ہے ۔ (۲) اگر عورت مدت پوری نہ کرسکے تو اسی تناسب سے مہر ساقط ہو جائیگا ۔ (۳) متعہ کے بعد معلوم ہو کہ اس عورت سے متعہ باطل تھا (جیسے عورت شوہر دار تھی) تو متعہ باطل ہے دخول سے پہلے کوئی مہر نہیں ۔ البتہ قربت کے بعد پورا مہر واجب ہے ۔ بشرطیکہ عورت مسلۂ سے ناواقف ہو ۔ (۴) ممتوعہ کے بطن سے پیدا ہونے والا بچہ متعہ کرنے والے سے متعلق ہوگا ۔ خواہ متعہ کرنے والا شخص غزل کرتا رہا ہو ۔ اگر مرد بچہ سے انکار کرے تو لعان جاری نہیں ہوگا ۔ (۵) ممتوعہ کے لئے نہ طلاق ہے ، نہ لعان ، اور نہ میراث اگرچہ مشروط کیوں نہ کر لیا ہو ۔

عدۃ :- متعہ کی مدت ختم ہونے کے بعد دو حیض یا پینتالیس روز تک عدۃ رکھنا ہوگا اگر شوہر مرجائے تو چار مہینے دس دن ۔

کنیز کا نکاح :- غلام اور کنیز کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کریں اگر نکاح کرلیں تو اُس کی صحت مالک کی اجازت پر موقوف ہے ۔ اگر مالک اجازت دیدے تو غلام کی طرف سے مہر اور غلام کی زوجہ کا نان و نفقہ اس پر ثابت ہے ۔ مالک اپنی کنیز کی مہر کا مالک ہے ۔ مہر قربت سے مسلم ہوتا ہے ۔ اگر غلام اور کنیز کے مالک اجازت نہ دیں تو بچہ آقا کا غلام ہوگا ۔ اور اگر ایک مالک

اجازت دے اور دوسرا نہ دے تو جس نے اجازت نہیں دی ہے بچہ اسی کا غلام ہوگا، اگر شوہر اور زوجہ میں سے کوئی ایک آزاد ہو تو بچہ آزاد ہوگا بشرطیکہ مالک نے غلامی کی قید نہ لگادی ہو ۔ اگر کوئی آزاد مرد کسی کنیز سے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر عقد کرے تو وہ زانی ہے ۔ اور اس کا بیٹا کنیز کے مالک کا غلام ہے ۔ اگر مسئلہ سے ناواقف تھا تو حد ساقط ہوگی مہر نہیں ۔ مزید برآں اس آزاد شخص پر واجب ہے کہ جس دن اس کنیز کے بچہ پیدا ہو اس بچہ کی قیمت کنیز کے مالک کو دے اگر کنیز اپنی آزادی کا دعویٰ کرے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے ' باپ پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کو آزاد کرائے ، مالک پر لازم ہے کہ وہ غلام کی اولاد کو اسی کے پاس رکھے ، اگر غلام اور کنیز نے نکاح کے بعد دخول نہ کیا ہو تو مہر واجب نہیں ہے ۔ اگر آزاد عورت جان بوجھکر غلام سے عقد کرے تو مہر ساقط ہے اور اس سے پیدا ہونے والا بچہ غلام کے مالک کا غلام ہے ، اور غلام پر لازم ہوگا کہ وہ آزاد ہونے کے بعد مہر ادا کرے بشرطیکہ اس نے مقاربت کی ہو ، اگر آزاد یا غلام کسی کنیز سے زنا کرے اور بچہ پیدا ہو تو اس بچہ کا مالک کنیز کا مالک ہوگا ، اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا کچھ حصہ خریدلے تو عقد باطل ہوجائے گا ، اس لئے کہ ایک قول کی بنا پر اگر دوسرا حصہ‌دار اس مالک کو اس کنیز سے مقاربت کی اجازت دیدے تب بھی وہ اس کے لئے حلال نہیں ہے وہ کنیز جو

آزادی سے پہلے زوجیت میں ہو آزادی کے بعد اسے فوراً نکاح توڑ دینے کا اختیار ہے۔ اپنی کنیز کا مہر آزادی قرار دینا جائز[1] ہے۔ بشرطیکہ مالک نکاح پر آزادی کو مقدم کرے۔ یعنی وہ کنیز سے بحیثیت کنیز زن و شوہر کے تعلقات نہ قائم کرنا چاہے۔ لیکن آزادی سے پہلے نکاح کی شرط لگانا علماء کے ایک طبقہ کے مطابق جائز نہیں ہے[2] وہ کنیز جس کے بچہ پیدا ہوجائے وہ کنیز ہی رہے گی اور اس (کنیز) کا بیچنا جائز نہیں ہے۔ وہ کنیز مالک کی موت کے بعد اپنے بیٹے کے حصہ کی وجہ سے آزاد ہوجائے گی۔ اگر بیٹے کو ملنے والا حصہ کم ہو تو وہ اتنی مدت تک محنت کرے گی جتنی مدت میں آزاد ہوجائے، جب کنیز کو بیچ دیا جائے تو خریدار کے لئے جائز ہے کہ اگر کنیز بھی منکوحہ تھی تو اس کا نکاح فسخ کر دے۔ غلام کے مالک کو بھی یہی اختیار ہے،

۱۔ یعنی مالک اگر اپنی کنیز سے عقد کرنا چاہے تو جائز ہے کہ اس کنیز کا مہر اس کی آزادی قرار دے۔

۲۔ یعنی اگر کوئی شخص کنیز خرید لے اور قیمت نہ کرسکے اور اس کنیز سے تعلق قائم کرے اور بچہ پیدا ہوجائے مالک کے پاس اس کنیز سے پیدہ بچہ کے علاوہ کوئی وارث بھی نہ ہو اس صورت میں کنیز کو بیچنا جائز نہیں البتہ جس شخص نے خریدی ہے اسے واپس کی جاسکتی ہے۔ لیکن جب یہ شخص مرجائے گا تو بیٹے کی میراث سے وہ کنیز آزاد ہوجائے گی۔

اگر کنیز کا خریدار کنیز کا نکاح فسخ کردے اور کنیز مدخولہ نہ ہو تو اس کا کوئی مہر نہیں ہے۔

اگر خریدار نے مقاربت سے پہلے نکاح کی اجازت دیدی ہو تو مہر کا مالک خریدار ہوگا لیکن اگر دخول کے بعد اجازت دے بیچنے والا مہر کا حقدار ہوگا۔

طلاق دینے کا اختیار غلام ہی کو ہے (وہ غلام جس نے اپنے مالک کی اجازت سے کسی کی کنیز یا کسی آزاد عورت سے عقد کیا ہے وہ مجبور نہیں ہے کہ مالک کے کہنے پر اسے طلاق دے)

اگر شوہر اور زوجہ دونوں ایک مالک کے کنیز و غلام ہیں تو مالک کو نکاح فسخ کرنے کا حق ہے وہ مالک جو اپنی کنیز کا کسی دوسرے سے عقد کردے اسے کنیز کے ساتھ وطی کرنا، چھونا، بنظر شہوت دیکھنا اس وقت تک حرام ہے جب تک کے وہ دوسرے کے عقد میں ہے۔ جس کنیز کو آدمیوں نے مشترک خریدا ہو۔ ان میں سے کسی ایک کو اس سے مقاربت کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر ان میں سے ایک دوسرے کے لئے کنیز کو حلال کردے تو مقاربت جائز ہے۔ کنیز کے خریدار پر واجب ہے کہ وہ کنیز کو استبراء[1] کرائے۔

۱۔ یعنی یہ دیکھنا کہ کنیز پہلے مالک سے حاملہ تو نہیں ہے اس کی مدت یہ ہے کہ خریداری کے بعد ایک حیض گزر جائے۔ اگر اس حیض نہ آئے تو پینتالیس روز تک انتظار کرے۔

جو شخص اپنی کنیز کو آزاد کرے۔ آزاد کرنے کے بعد وہ اس سے عقد کرکے مقاربت کرسکتا ہے استبراء کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آزاد کرنے والے کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس سے عقد کرنا چاہے تو اسے اتنے دنوں تک انتظار کرنا چاہئے جتنے دنوں تک آزاد عورت کا عدہ ہوتا ہے۔ اگر اپنی کنیز کو کسی دوسرے کے لئے حلال کردے تو جائز ہے۔ خواہ وہ دوسرا شخص غلام ہی کیوں نہ ہو۔ بغیر مالک کی اجازت کے حلال نہ ہوگی۔ اگر اپنی کنیز کو کسی آزاد مرد کے لئے حلال کردے اور بچہ پیدا ہو تو آزاد ہوگا۔

عیوب کا بیان

مرد کے چار عیب ہیں۔

(۱) دیوانہ ہونا۔ (۲) نامرد ہونا۔ (۳) خصی ہونا۔ (۴) ذکر بریدہ ہونا۔

عورت کے سات عیب ہیں۔

(۱) جنون۔ (۲) جذام۔ (۳) برص۔ (۴) فرج میں ہڈی ہونا۔ (۵) مخرج بول وحیض کا ایک ہونا۔ (۶) اندھی ہونا۔ (۷) زمین گیر ہونا۔

ان عیوب میں سے اگر کوئی عیب نکاح سے پہلے موجود ہو تو نکاح نہیں کرنا چاہئے، نکاح کے بعد نامردی کے سوا ان عیوب میں کوئی ایک عیب میں کوئی ایک عیب پیدا ہوجائے تو نکاح فسخ نہیں ہوگا۔ نکاح کے بعد اگر جنون پیدا ہو تو نکاح باطل ہونے کے سلسلہ میں دو قول ہیں بعض کا خیال ہے

کہ فسخ ہوسکتا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ اسے اختیار ہے کہ چاہے تو فسخ کرے یا برقرار رکھے۔ لیکن اگر باطل کرنا چاہے تو فوراً ہی فیصلہ کرلے۔ یہ طلاق کے مصداق نہیں ہے[1] صرف نامردی میں حاکم شرع سے رجوع کرنا ضروری، مقاربت سے پہلے اگر نکاح باطل ہوجائے تو مہر نہیں ہے۔ لیکن اگر مقاربت کے بعد فسخ ہو تو معینہ مہر دینا ہوگا، اگر عورت دھوکا دے اور مرد کو اس کے عیوب نہ معلوم ہوں اور وہ (مرد) اسے مہر دیدے تو مرد کو واپس لینے کا حق ہے، اگر عورت دخول سے پہلے نکاح فسخ کردے تو مہر نہیں ہے۔ البتہ نامردی میں دخول سے پہلے آدھا مہر دینا واجب ہے۔ دخول کے بعد پورا مہر دینا ہوگا۔ عیب کے سلسلہ میں منکر عیب کا قول معتبر ہوگا، حاکم شرع کے پاس رجوع کیا جائے تو اسے چاہئے کہ وہ نامرد کو ایک برس کی مہلت دے اس مدت میں وہ شخص اس عورت سے یا دوسری عورت سے وطی کرے تو نکاح فسخ نہیں ہوگا۔ ورنہ نکاح فسخ ہوجائے گا اور عورت کو آدھا مہر ملے گا۔

اگر عورت کو آزاد سمجھ کر نکاح کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ کنیز ہے تو مرد کو نکاح باطل کرنے کا اختیار ہے۔ اگر دخول نہیں کیا ہے تو مہر بھی نہیں ہے۔ البتہ بعد دخول مہر واجب ہے۔ لیکن اسے حق ہے کہ جس نے دھوکہ دیا اس سے بعد میں مہر واپس لے لے۔

۱۔ یعنی رجوع کرنے کا سوال نہیں رہتا۔

اگر اس شرط کے ساتھ نکاح ہوا ہو کہ لڑکی آزاد عورت کی بیٹی ہے - لیکن بعد میں معلوم ہو کہ وہ کنیز کی بیٹی ہے تب بھی یہی حکم ہے -

اگر کوئی عورت مرد کو آزاد سمجھ کر نکاح کرے اور حقیقت میں مرد غلام ہو تو فسخ جائز ہے - اگر مقاربت کی ہے تو مہر کی حقدار ہے ورنہ نہیں -

مہر :- مہر بضع (نکاح) کا بدلہ ہے - عورت عقد کے بعد اس کی مالک ہے - دخول سے پہلے طلاق ہو تو آدھا مہر ساقط ہے - دخول قبل میں ہو یا دبر میں، بہر صورت پورا مہر ثابت ہے - مہر خواہ کسی چیز کے ذریعہ ادا کیا جائے یا قرض سے ادا کیا جائے یا کسی چیز کی منفعت سے ہر حالت میں صحیح ہے - مہر کی کمی اور زیادتی کی کوئی حد نہیں ہے - مہر کی صفت کا بیان کرنا یا اس (مہر) کو دیکھ لینا ضروری ہے - اگر مہر کا تعین نہ ہو تو عقد صحیح ہے - لیکن دخول کے بعد مہر مثل (رائج) دینا ہوگا - بشرطیکہ مہر مثل سنت سے زیادہ نہ ہو - اگر مہر مثل سنت سے زیادہ ہے تو مہر سنت واجب ہے -

اگر مہر معین نہ ہوا ہو اور دخول سے پہلے طلاق ہو جائے تو عورت کو مہر کے بدلہ میں کچھ نفع پہونچا دینا چاہئے - اگر مرد مالدار ہے تو عمدہ لباس پہنا دے یا دس دینار دیدے ، اور اگر درمیانی طبقہ کا ہو تو پانچ دینار اور

فقیر ہو تو ایک انگوٹھی یا ایک درہم دیدے ، اگر مرد کہے کہ عورت جو کہے وہ دونگا یا عورت یہ کہے کہ جو مرد دینا چاہے وہ دیدے تو نکاح کے بعد اسی پر عمل ہونا چاہئے ۔

اگر مرد نے عورت کو اختیار دیدیا ہو تو مرد مہر دینے میں عورت کی رائے کا اسی حد تک پابند ہے جب تک عورت مہر سنت سے زیادہ نہ طلب کرے ۔

اگر مرد مختار ہو اور تعین مہر سے پہلے مرجائے تو عورت کو کچھ نفع ملنا چاہئے ، اگر مہر میں یہ کہا ہو کہ ایک خادم یا گھر یا حجرہ دیا جائے گا اور ان کی کوئی صفت نہ بیان کی ہو تو اوسط درجہ کا خادم ، گھر یا حجرہ دینا چاہئے ۔ مہر سنت پر نکاح کرے تو پانچسو درہم دینا واجب ہے ۔

اگر دو ذمی ، شراب کو مہر بناکر عقد کریں تو صحیح ہے ۔ اگر ان میں سے کوئی ایک مہر پر قبضہ سے پہلے مسلمان ہوجائے تو عورت شراب کی قیمت کی حقدار ہے ۔ اگر مسلمان شراب پر نکاح کرے تو بعض علماء کے مطابق نکاح صحیح ہے ۔ مقاربت کے بعد مہر مثل واجب ہے ۔ بعض نے کہا ہے کہ نکاح باطل ہے ۔ اگر مہر میں کوئی کسی مدبر کنیز (وہ کنیز جس کی آزادی مالک کے مرنے پر موقوف ہو) کو مقرر کرے تو تدبیر (یعنی کنیز کی آزادی مالک کے مرنے

پر موقوف نہ ہوگی) باطل ہے، اگر عقد میں کسی حرام چیز کی شرط لگائے تو صرف شرط باطل ہے مگر عقد صحیح ہے۔ اگر مرد یہ شرط منظور کرے کہ عورت کو اس کے شہر کے علاوہ کہیں اور نہیں لیجائے گا تو اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ اگر شوہر مقاربت کے بعد مقدار مہر کا انکار کرے تو مہر مثل واجب ہے۔ مہر کی مقدار میں شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا۔ اگر عورت مقاربت کا دعویٰ کرے تو مرد کے باقسم قول کا اعتبار ہوگا۔ اگر باپ اپنے نابالغ لڑکے کا نکاح کرے تو مہر کا ضامن ہوگا خواہ تنگ دست کیوں نہ ہو، عورت کو حق ہے کہ وہ مرد کو اس وقت تک مقارمت سے باز رکھے جب تک مہر نہ لے لے۔

تقسیم اوقات اور ناشزہ (نافرمان) عورت کا حکم :- اگر زوجہ دائمی ہے تو چار راتوں میں سے ایک رات اس کے لئے مخصوص ہے۔ اگر دو بیویاں ہوں تو (دونوں کے لئے) چار راتوں میں دو راتیں۔ اور تین ہوں تو چار راتوں میں تین راتیں۔ اور اگر چار ہیں تو ایک ایک رات ہر ایک کے لئے مخصوص ہے، اگر کوئی عورت اپنی رات شوہر کو بخش دے تو مرد کو اختیار ہی جس کے پاس چاہے وہ رات بسر کرے، اگر عورت اپنی کسی سوت کو اپنی رات دیدے تو مرد پر اس کی بات تسلیم کرنی لازم ہے، رات میں فقط رہنا واجب ہے مقاربت واجب نہیں، اگر دو زوجہ ہوں اور ان میں ایک آزاد ہو اور دوسری کنیز یا کتابیہ، تو آزاد کے

لئے دو راتیں اور کنایہ، کنیز کے لئے ایک ایک رات، باکرہ عورت کے لئے ابتداء کی سات راتیں مخصوص ہیں، اگر عورت باکرہ نہ ہو (ثیبہ ہو) تو اس کے لئے تین راتیں مخصوص ہیں۔

نفقہ میں مساوات سنت ہے۔ زوجہ پر واجب ہے کہ مقاربت سے نہ روکے اور قابل نفرت چیزوں کو دور کرے۔

اگر زوجہ فرمانبردار نہ ہو تو شوہر کو چاہئیے کہ پہلے تو اسے نصیحت کرے پھر چند روز کے لئے اس سے علاحدگی اختیار کرے اس پر بھی اگر وہ نہ مانے تو زدوکوب جائز ہے۔

اگر مرد ادائے حقوق میں کوتاہی کرے تو عورت اپنے حق کا مطالبہ کرسکتی ہے۔ مرد کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے عورت اپنے بعض یا تمام حقوق ترک کرسکتی ہے۔ اور مرد کو اس کا قبول کرنا جائز ہے۔

اگر دونوں طرف سے ایک دوسرے کے لئے کراہیت پائی جاتی ہو تو حاکم شرع کو چاہئیے کہ دو حکم مقرر کرے جن میں سے ایک زوجہ کا قرابت‌دار ہو اور ایک شوہر کا یا دونوں اجنبی ہوں۔ اور حکم کو چاہئیے کہ صلح کرا دیں اگر صلح ممکن نہ ہو تو مرد و عورت کو طلاق اور بخشش کی طرف مائل کریں یعنی عورت مرد کو کچھ دے کر طلاق لے۔ اگر دونوں حکم کی رائیں مختلف ہوجائیں تو کچھ حکم نہیں ہے۔

اولاد کا بیان :- نکاح کے بعد مقاربت کے چھ ماہ گزرنے پر بچہ نکاح کرنے والے سے متعلق ہوگا۔ مدت حمل چھ ماہ سے لیکر دس ماہ تک ہے۔ اگر شوہر دس ماہ سے زیادہ غائب رہا ہو یا عورت سے جدا رہا ہو تو بچہ باپ سے ملحق نہ ہوگا۔ مقاربت کی ممانعت میں مرد کے قول کا اعتبار ہوگا۔ اگر شوہر دخول کا اقرار کرے لیکن بچہ کا انکار کرے تو بغیر لعان کے بچہ کی نفی اس سے نہیں کی جائے گی۔ ولد الزنا کو اپنے سے ملحق کرنا جائز نہیں۔ اگر عورت شوہر سے طلاق لے کر دوسرے سے عقد کرلے اور بچہ پیدا ہو تو اگر چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہو تو بچہ پہلے شوہر کا ہے اور اگر بچہ چھ ماہ یا چھ ماہ سے زیادہ مدت میں پیدا ہو تو دوسرے کا ہے۔ اگر صورت یہ ہو کہ بچہ دوسرے شوہر کی مقاربت سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو اور پہلے شوہر سے طلاق کے دس ماہ سے زیادہ میں پیدا ہو تو بچہ دونوں کا نہیں ہے۔ یہی حکم کنیز کا ہے، اگر کنیز کو اس کا مالک مقاربت کے بعد فروخت کرے اور کنیز کے بچہ پیدا ہو اور مالک اس بچہ کا یا متعہ کا اقرار کرے تو بچہ اسی مالک سے ملحق ہوگا۔ خواہ وہ اس کے بعد انکار بھی کرے اگر کنیز سے مالک نے بھی مقاربت کی ہو اور اجنبی نے بھی تو بچہ مالک کا ہوگا۔ اگر مالک کے بچہ نہ ہونے کی علامتیں موجود ہوں تو نہ بچہ کو اس سے ملحق کیا جائے گا اور نہ نفی کی جائے گی بلکہ مستحب ہے کہ اس

بچہ کے لئے کسی چیز کی وصیت کردی جائے ، اگر کنیز سے کئی لوگ جماع کریں اور بچہ پیدا ہو جائے اور سب ہی بچہ کا دعویٰ کریں تو بچہ اس سے ملحق ہوگا جس کے نام قرعہ نکلے باقی لوگوں کو اُن کی ملکیت کے اعتبار سے کنیز کی اور اس کے بچہ کی ، بچہ پیدا ہونے کے دن قیمت دی جائے گی۔

اگر کسی نے عورت سے اپنی زوجہ کے شبہ میں مجامعت کرلی تو بچہ مجامعت کرنے والے سے ملحق ہوگا۔ جس عورت سے وطی بالشبہ کیا ہے۔ اس کے بارے میں یہ خیال ہو کہ وہ شوہر دار نہیں ہے۔ لیکن درحقیقت وہ شوہردار ہو تو عورت وطی کرنے والا کا عدہ پورا کرکے پہلے شوہر کی طرف رجوع کرے گی۔

ولادت کے وقت زوجہ کی اعانت عورتوں کو کرنا چاہئے عورت نہ ہو تو شوہر پر واجب ہے۔

مستحبات :- (۱) ولادت کے بعد بچہ کو غسل دینا۔ (۲) اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا۔ (۳) تالو میں خاک شفا اور فرات کا پانی لگانا۔ (۴) اس کا نام کسی نبی یا امام کے نام پر رکھنا یا، اس کی کنیت مقرر کرنا، اگر کسی بچہ کا نام محمد ہو تو اس کی کنیت ابوالقاسم رکھنی چاہئے۔ (۵) ساتویں دن اس کا سر منڈانا اور اس کا عقیقہ کرنا ۔(۶) بالوں کے وزن کے برابر سونا یا چاندی تصدق کرنا۔ (۷) کانوں میں سوراخ کرنا اور اسی دن ختنہ کرنا ـــــــ

بلوغ کے بعد ختنہ کرلینا خود واجب ہے - (۸) بچیوں[1] کا ختنہ مستحب ہے - (۹) لڑکے کے عقیقہ کے لئے بکرا بہتر ہے اور لڑکی کے لئے بکری بشرطیکہ بکرے اور بکری میں قربانی کے صفات ہوں -

ماں باپ کے لئے اس کا گوشت کھانا جائز نہیں عقیقہ کے ذبیحہ کی ہڈی نہیں توڑنی چاہئے -

دودھ پلانے کے لئے ماں سب سے بہتر ہے - اگر ماں آزاد ہے تو بچے کے باپ سے اجرت کی حقدار ہے - اگر بچے کا باپ مرجائے تو شیرخوار کے مال سے اجرت لے سکتی ہے ، ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا البتہ کنیز کو مجبور کیا جاسکتا ہے ، دودھ پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو برس اور کم سے کم اکیس مہینے ہے ، اگر کوئی دوسری عورت اُجرت پر دودھ پلائے اور اسی اُجرت پر ماں بھی دودھ پلانے کے لئے تیار ہو یا بغیر اُجرت کے پلانے کے لئے تیار ہو تو ماں زیادہ مستحق ہے اگر لڑکا ہے تو دو برس تک اور لڑکی ہے تو سات برس تک ، ماں دیکھ بھال کے لئے زیادہ حقدار ہے (اگر باپ بچہ کی ماں کو طلاق دے دے اور ماں نے دوسرا شوہر نہ کیا ہو) بچہ کی دیکھ بھال کرے گی لیکن اگر اس نے دوسرا شوہر کرلیا ہے تو دیکھ بھال کا حق ختم ہوجائے گا (مگر شرط یہ ہے کہ بچہ کا باپ کافر نہ ہو - کافر ہونے کی صورت میں ماں

---

۱ - عرب میں اس کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے -

دوسرا شوہر کرنے کے باوجود دیکھ بھال کی زیادہ مستحق ہے۔)۔

اگر بچہ کا باپ مرجائے یا غلام ہو یا کافر ہو تو ماں دیکھ بھال کی سب سے زیادہ حقدار ہے۔

نفقہ :- زوجہ کا نفقہ یعنی لباس، کھانا، مکان، ممکن حد تک شوہر کے ذمہ ہے، بشرطیکہ زوجہ دائمی اور فرماں بردار ہو خواہ زوجہ ذمیہ یا کنیز ہی کیوں نہ ہو۔

اگر مرد اُسے طلاق بائن دے دے یا شوہر مرجائے اور زوجہ حاملہ نہ ہو تو نان و نفقہ ساقط ہے جتنی مدت کا نان و نفقہ واجب تھا اگر اس میں کچھ مدت کی ادائیگی نہ ہوئی ہو تو شوہر پر اس کو پورا کرنا لازم ہے۔

عزیز و اقارب کا نفقہ :- اولاد کا ماں باپ پر یا دادا، دادی پر اور اولاد پر ماں باپ کا نان و نفقہ واجب ہے بشرطیکہ یہ لوگ مفلس ہوں اور کسب معاش سے عاجز ہوں۔

بیٹے کا نفقہ باپ پر واجب ہے اگر باپ نہ ہو یا اگر ہو، لیکن نان و نفقہ دینے سے عاجز ہو تو دادا پر واجب ہے۔ اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو ماں پر واجب ہے یہ بھی نہ ہو تو ماں کے باپ پر واجب ہے۔

غلام و کنیز کا نفقہ :- مولا پر واجب ہے۔ مولا پر یہ بھی واجب ہے کہ غلام اور کنیز کے لئے کچھ ایسا انتظام کرے جو ان کے نان و نفقہ کے لئے کافی ہو۔

جانوروں کا نان و نفقہ :۔ جانوروں کا چارہ پانی ، مالک پر واجب ہے۔ اگر وہ چارہ پانی نہیں دیتا تو (حاکم شرع) اُسے فروخت پر مجبور کرے گا ۔ اگر حلال گوشت جانور ہے تو اسے ذبح کرنے یا تصدق کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

طلاق

شرائط :۔ (۱) طلاق دینے والا بالغ و عاقل ہو۔

(۲) صاحب قصد و اختیار ہو یعنی کوئی اس پر جبر نہ کر رہا ہو ۔ دیوانہ کی طرف سے اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے ۔ البتہ بچہ اور مست کی طرف سے ولی کو طلاق کا حق نہیں ہے ۔

(۳) جس عورت کو طلاق دی جا رہی ہے وہ منکوحۂ دائمی ہو ۔

(۴) وقت طلاق اس کو حیض یا نفاس نہ آرہا ہو۔

(۵) شوہر حاضر ہو اور اس نے اس سے مقاربت کی ہو۔

(۶) اگر شوہر غائب ہے تو ایک طہر سے دوسرے طہر تک بھی طلاق ہو سکتی ہے خواہ عورت حائضہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۷) طلاق ایسے طہر میں ہو جس میں جماع نہ کیا ہو۔

صغیرہ (کمسن) یائسہ (پچاس برس سے زیادہ سن دار عورت) اور حاملہ عورت کو جماع کرنے کے بعد بھی طلاق دی جاسکتی ہے۔ جو عورت حیض کے سن میں ہو لیکن اسے حیض نہ آتا ہو تو اس کی طلاق کے لئے تین مہینے انتظار

کرنا چاہئے (یعنی جماع سے تین ماہ بعد اس کو طلاق دینی چاہئے)

(۸) مرد لفظ ، طلاق ، بغیر کسی شرط و صفت کے ادا کرے۔

(۹) طلاق کے وقت عادل مرد موجود ہوں۔

اقسام طلاق :- طلاق کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) طلاق بدعت (۲) طلاق سنت۔

طلاق بدعت :- جس عورت کو حیض یا نفاس آرہا ہو اُسے طلاق دینا جب کہ شوہر موجود بھی ہو (یعنی سفر میں نہ ہو)

یا

ایسی عورت کو مقاربت کے بعد تین ماہ سے پہلے طلاق دینا جو حیض کے سن میں ہو لیکن اسے حیض نہ آتا ہو۔

یا

ایک ہی سانس میں تین مرتبہ طلاق دیدینا۔

طلاق سنت :- اس کی تین قسمیں ہیں (۱) بائن[1] (۲) رجعی[2] (۳) طلاق عدہ۔

( ) طلاق بائن کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد شوہر بیوی کی طرف رجوع کا حق نہیں رکھتا، رجوع کا مطلب یہ ہے (دوبارہ) عقد کے بغیر بیوی بنا لینا کافی ہے۔

(۲) طلاق بائن کے علاوہ دوسری قسم کی طلاق کو طلاق رجعی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ عدہ کی مدت کے اندر مرد کو مطلقہ سے رجوع کرنے کا حق ہے۔

(۱) طلاق بائن کی پانچ قسمیں ہیں :- (۱) یائسہ کو طلاق دینا (سیدانی کو ساٹھ سال اور غیر سیدانی کو پچاس سال کی عمر کے بعد طلاق دینا)

(۲) کم سن زوجہ کی طلاق (نو سال سے کم عمر والی زوجہ کو طلاق دینا)

(۳) غیر مدخولہ کی طلاق (ایسی عورت کو طلاق دینا جس سے شادی کے بعد مقاربت نہ کی ہو)

(۴) خلع اور مبارات، اگر عورت وہ مال لینے پر تیار نہ ہو جو اس نے دیا ہے (اس کی تفصیل آگے دیکھئے)

(۵) کسی عورت کو ایسی تیسری طلاق دینا جس میں پہلی دو طلاقوں کے بعد رجوع بھی کرچکا ہو۔

(۲) رجعی :- (حاشیہ دیکھئے)

(۳) طلاق عدہ :- مرد ایک مرتبہ طلاق دے کر عدہ میں رجوع کرے پھر طہر کے بعد طلاق دے دے۔ اسی طرح تو مرتبہ طلاق دیتا رہے۔ اور تین طلاق کے بعد ایک محلل اس عورت سے عقد کرے۔ اسی طرح پھر چھٹی طلاق کے بعد دوسرا محلل عقد کرکے طلاق دے وہ عورت (نو طلاقوں کے بعد) پہلے شوہر پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ محلل کے بغیر عورت تین مرتبہ طلاق کے بعد شوہر کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔

محلل :- (وہ شخص ہے جو اس عورت سے عقد کرے

جس کو تین بار طلاق ہو چکی ہو اور یہ شخص پھر خود بھی طلاق دیدے) ۔

شرائط :۔ (۱) بالغ ہونا ۔ (۲) محلل کا صحیح اور دائمی عقد کے ساتھ عورت سے مقاربت کرنا ۔

محلل جس طرح تین طلاقوں کو ختم کردیتا ہے اسی طرح ایک یا دو طلاق کو بھی ختم کر دیتا ہے ۔ رجوع قول یا فعل دونوں سے صحیح ہے ۔ اس میں گواہی کی بھی ضرورت نہیں ہے ۔ حیض کا عدہ گزرنے میں عورت کے قول کا اعتبار ہوگا ۔

مکروہات :۔ بیمار مرد کا طلاق دینا ۔ لیکن اگر دیدے تو طلاق تو واقع ہوجائے گی مگر عورت میراث کی مستحق رہیگی ۔ (بشرطیکہ طلاق دینے والا ایک سال کے اندر اندر مرجائے) خواہ عورت کو طلاق بائن ہی دی گئی ہو ۔

اگر طلاق دینے والا ایک سال کے بعد مرجائے خواہ ایک لمحہ بعد مرے تو عورت کو میراث نہ ملے گی ۔

اگر عورت دوسرا شوہر کرلے یا شوہر تندرست ہو جائے تب بھی عورت کو میراث نہ ملے گی ۔

اگر طلاق رجعی کے بعد عدہ کے دوران عورت مر جائے تو (عورت کا) وارث مرد ہوگا ۔

اگر بیمار نکاح کرے اور دخول ہو تو نکاح صحیح ہے ورنہ نہیں ۔

عدہ کا بیان: - عدۂ طلاق، صغیرہ، یائسہ اور غیر مدخولہ کے لئے طلاق میں عدہ نہیں ہے - جس کو برابر حیض آتا ہو اس کا عدہ تین طہر (حیض) ہے بشرطیکہ عورت آزاد ہو ورنہ دو طہر (حیض) عدہ ہوگا، جو عورت حیض کے سن میں ہو اور اسے حیض نہ آتا ہو اس کا عدہ تین مہینے ہے، اگر عورت کنیز ہو تو ڈیڑھ ماہ، حاملہ کا عدہ وضع حمل ہے، حمل گرجائے تو عدہ بھی تمام ہے -

عدۂ وفات: - جس عورت کا شوہر مر جائے اس کا عدہ چار مہینے دس دن ہے خواہ زوجہ صغیرہ ہو، یائسہ ہو، مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو -

اگر زوجہ حاملہ ہو تو اس کا عدہ وضع حمل اور عدہ وفات میں سے جو زیادہ مدت لے، اس کا عدہ ہے - (یعنی اگر حمل دس دن چار مہینے کے اندر وضع ہو جائے تو عورت کو دس دن چار مہینے پورے کرنے چاہئیں اور اگر دس دن چار مہینے گزر جائیں لیکن ولادت نہ ہوئی ہو تو بچہ پیدا ہونے تک اسے کسی سے دوسرا عقد نہ کرنا چاہئے)

اگر زوجہ کنیز ہے تو اس کے لئے عدہ وفات دو مہینے اور پندرہ دن ہیں - اگر وہ حاملہ ہے تو عدہ وفات اور وضع حمل میں جو بھی زیادہ وقت لے وہی اس کا عدہ ہے، وہ زوجہ جو کنیز ہو اور مالک سے اس کی اولاد بھی ہو اس کا عدہ وفات اتنا ہی ہے جتنا آزاد عورت کا لیکن وہ کنیز جس کے اولاد نہ ہو اس کا عدہ وہی ہے جو کنیز کا ہوتا ہے -

ایسی زوجہ جو کنیز ہو اگر اس کا شوہر مر جائے اور وہ آزاد ہو جائے تو اس کا عدہ وہی ہے جو آزاد عورت کا ہے۔

اگر کوئی شخص اپنی کنیز کو مقاربت کے بعد آزاد کر دے تو اس کا عدہ تین طہر ہے۔

اگر شوہر طلاق رجعی دے کر مر جائے تو مطلقہ خواہ آزاد ہو یا کنیز عدۂ وفات رکھے گی۔

اگر شوہر طلاق بائن دے کر مر جائے تو زوجہ عدۂ طلاق رکھے گی۔

عدہ کے احکام :- (۱) طلاق رجعی کے بعد مرد کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ عورت کو گھر سے نکال دے البتہ فاحشہ عورت کو نکال سکتا ہے۔

(۲) عورت کو بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ اگر ضرورت کی بنا پر (مطلقہ) عورت گھر سے باہر نکلے تو اسے نصف رات کے بعد جا کر صبح سے پہلے گھر واپس آجانا چاہئے۔ عدت کی مدت میں شوہر پر اس کا نفقہ واجب ہے مطلقہ کا عدہ طلاق کے واقع ہونے کے وقت سے شروع ہوگا۔ اور عدۂ وفات اس وقت سے شروع ہوگا جب سے وفات کی خبر ملے۔

خلع اور مبارات :- خلع۔ یہ ہے کہ عورت مرد سے ناراض ہوکر مرد کو کچھ دے کر طلاق لے لے۔

مبارات :- دونوں طرف سے ناراضگی ہو اور دونوں ایک دوسرے سے علاحدگی اختیار کرنا پسند کرتے ہوں ۔

ایک قول کی بنا پر فقط لفظ خلع نہ ہوگا ۔ جب تک اس کے ساتھ لفظ طلاق نہ کہی جائے ۔

خلع کے لئے ضروری ہے کہ عورت مرد کو ایسی چیز دے جس کی ملکیت صحیح ہو اور اس چیز کی مقدار معین ہو ۔

مرد کے لئے جائز ہے کہ اس نے عورت کو جس قدر مہر دیا ہے اس سے زیادہ طلب کرے ۔

شرائط :- (۱) خلع کرنے والا بالغ و عاقل ہو ۔ (۲) صاحب قصد و اختیار ہو ۔ (۳) اگر عورت مدخولہ ہو تو اُسے اس طہر میں خلع ہو جس میں مرد نے جماع نہ کیا ہو بشرطیکہ مرد حاضر ہو اور عورت حاملہ و یائسہ نہ ہو ۔ (۴) عورت کی طرف سے کراہیت ہو ۔ (۵) دو عادل مرد وقت خلع موجود ہوں ۔ (۶) خلع میں ایسی شرط نہ ہو جس سے رجوع کا امکان پیدا ہوتا ہو ۔

مسائل :- (۱) اگر عورت کی طرف سے مرد سے نفرت نہ پائی جائے تو خلع باطل ہے ۔ اس صورت میں مرد عطیہ کا مالک نہ ہوگا ۔

(۲) خلع لینے والی عورت کے لئے جائز ہے کہ عدہ

میں اپنا عطیہ واپس لے لے۔ عطیہ واپس کرنے کے بعد مرد کو رجوع کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۳) عدہ کے دوران دونوں میں سے کوئی ایک مر جائے تو ایک کی میراث دوسرے کو نہ ملے گی۔

(۴) اگر یہ معلوم ہو کہ عطیہ غصبی مال سے ہے تو بعض علماء کے نزدیک خلع باطل ہے (بعض کے نزدیک خلع درست ہے)

(۵) اگر عطیہ شراب ہو اور مرد مسلمان ہو تو خلع باطل ہے۔ اگر خلع کے بعد لفظ طلاق بھی جاری کی جائے تو طلاق رجعی واقع ہو گی۔

(۶) اگر بغیر تعین کے صرف ایک ہزار کہا جائے تو خلع باطل ہے۔ اگر سرکہ پر خلع ہو اور بعد میں وہ شراب ظاہر ہو تو خلع درست ہے۔

(۷) اگر مرد عورت سے کچھ لے کر طلاق دے تو طلاق بائن ہے خواہ لفظ خلع کا ذکر نہ بھی کرے۔

(۸) اگر عورت یہ کہے کہ اتنے مال کے عوض مجھے طلاق دیدے تو مرد کو فوراً جواب دینا چاہئے۔ دیر کرنے پر طلاق دے تو مہر کا حقدار نہیں ہے اور یہ طلاق رجعی ہو گی۔

مبارات:۔ اس کی شرطیں بھی خلع کی طرح ہیں لیکن اس میں رنجش دونوں طرف سے ہوتی ہے اس کی صورت

یہ ہے کہ مرد کہے کہ بارا تک بکذا فانت طالق (میں تجھے اتنی چیز پر الگ کرتا ہوں اور تجھے طلاق ہے) یہ بھی طلاق بائن ہے۔ بشرطیکہ عورت اپنے عطیہ کو عدہ میں واپس نہ لے لے۔ مرد نے مہر میں جتنا عورت کو دیا ہے مبارات میں اس سے زیادہ نہیں لے سکتا۔

ظہار

یہ فعل حرام ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ مرد اپنی زوجہ سے یہ کہے انت علی کظہرامی (تم مجھ پر ایسی ہو جیسی میری ماں کی پشت) یا کسی، ایسی عورت سے تشبیہ دے جس سے عقد حرام ہے۔

شرائط :- (۱) دو عادل گواہوں نے سنا ہو۔

(۲) ظہار کرنے والا بالغ و عاقل ہو۔

(۳) صاحب قصدو ارادہ ہو۔

(۴) عورت حالت حیض میں نہ ہو اور شوہر موجود ہو۔

مسائل :- (۱) ممتوعہ، کنیز، غیر مدخولا عورت کے ظہار میں اختلاف ہے۔

(۲) اگر عورت کو ضرر پہونچانے کے خیال سے ظہار کرے یا ظہار کو قسم ٹھرائے تو ظہار واقع نہ ہوگا۔

(۳) ظہار کے بعد مقاربت کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے۔ یعنی کفارہ دئے بغیر مقاربت حرام ہے۔

(۴) اگر ظہار کے بعد طلاق دے اور پھر عدہ میں رجوع کرے تب بھی عورت بغیر کفارہ حلال نہ ہوگی۔

(۵) اگر طلاق کے بعد عدہ گزر جائے اور عدہ کے بعد پھر عقد کرے یا طلاق بائن ہو اور عدہ میں عقد کرے یا دونوں میں سے ایک مر جائے تو کفارہ نہیں ہے۔

(۶) اگر کفارہ دینے سے پہلے عمداً وطی کرے تو دو کفارے واجب ہیں۔ اسی طرح بغیر کفارہ ادا کئے جتنی بار مقاربت کرے گا اتنے ہی کفارے واجب ہونگے۔ اگر کفارہ دینے سے عاجز ہو تو توبہ کرنا کافی ہے۔

(۷) اگر عورت حاکم شرع کے پاس فریاد لے کر جائے تو حاکم، مرد کو مقدمہ رجوع کرنے کے بعد تین مہینہ کی مہلت دے گا۔ اس کے بعد مجبور کرے گا کہ یا تو وہ کفارہ دے کر مقاربت کرے یا طلاق دے۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ظہار کرے (جو کسی کی کنیز ہو) پھر اُس کو خرید لے اور ملکیت کے بعد مقاربت کرے تو کفارہ نہیں ہے۔

<u>ایلاء</u> :- مقاربت نہ کرنے کی قسم کھانا۔

<u>شرائط</u> :- (۱) ایلاء کے لئے شرط ہے کہ اس میں اللہ کی قسم ہو۔

(۲) عورت کو خواہ مخواہ پریشان کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

(۳) مرد بالغ و عاقل ہو۔

(۴) صاحب قصد و اختیار ہو، خواہ مرد غلام، خصی یا ذکر بریدہ ہو۔

(۵) عورت منکوحہ دائمی ہو، مدخولا ہو۔

اگر مطلقاً ایلاء کرے یا چار مہینہ سے زیادہ کے لئے ایلاء کرے ہر صورت میں ایلاء واقع ہوگا۔

مسائل :۔ اگر عورت حاکم شرع کے پاس مقدمہ لے جائے تو حاکم، مرد کو چار مہینہ کی مہلت دے گا۔ اگر مرد اپنے قول سے باز آجائے اور کفارہ دے دے تو بہتر ہے ورنہ چار مہینہ کے بعد اسے مجبور کیا جائے گا کہ یا تو طلاق دے یا رجوع کرے اور کفارہ بھی دے حاکم کو اختیار ہے کہ وہ مرد کو مجبور کرے تاکہ وہ ان میں سے کوئی ایک بات اختیار کرے۔

(۲) اگر اس وقت (وقت ایلا) میں طلاق دے تو وہ طلاق رجعی ہوگا۔ اگر ایک مدت کے لئے ایلاء کرے اور وہ مدت گزر جائے تو کفارہ واجب نہیں ہے۔ اگر کوئی مرد وطی کرنے کا دعویٰ کرے تو اس کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔

(۳) جو شخص وطی کرنے کی قدرت رکھتا ہو اس کا رجوع یہ ہے کہ فطری مقاربت کرے اور جو عاجز ہو وہ اپنے ارادہ کو ظاہر کرے کہ جب ممکن ہوگا مقاربت کروں گا۔

(۴) کئی قسمیں کھانے سے کفارہ مکرر نہیں ہوتا۔

لعان :۔ مرد اپنی عورت پر زنا کا الزام لگائے یا اولاد سے انکار کرے تو اسے لعان کہتے ہیں۔

شرائط :۔ (۱) مرد و زن دونوں بالغ و عاقل ہوں۔

(۲) عورت گونگی یا بہری نہ ہو۔

(۳) منکوحہ دائمی ہو۔ مدخولہ ہونے کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔

لعان کی صورت :۔ اشهد باالله انی لمن الصادقین فیما قلته عن هذه المراة (یعنی بخدا میں نے اس عورت کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس میں سچا ہوں) چار بار کہنا۔

حاکم کا فریضہ :۔ حاکم مرد کو نصیحت کرے اگر مرد اپنے الزام کو واپس لے لے تو حاکم شرع اس پر بہتان کی حد جاری کرے۔ اور اگر مرد اپنی بات پر باقی رہے تو اسے کہنا ہوگا انّ لعنت الله علی ان کنت من الکاذبین (اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو) اس کے بعد عورت کو کہنا ہوگا اشهد بالله انه لمن الکاذبین (میں خدا کو حاضر جان کر کہتی ہوں کہ یہ شخص جھوٹا ہے) پھر حاکم اس کو نصیحت کرے اگر عورت زنا کا اقرار کرلے تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔ اور اگر اقرار نہیں کرتی تو اُسے کہنا ہوگا۔ ان غذاب الله علی ان کان من الصادقین (مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو اگر یہ مرد سچا ہے) اس فقرہ کے ادا ہوتے ہی وہ عورت مرد پر حرام موبد ہو جائے گی۔

مزید شرائط :۔ (۱) شہادت کی لفظ ضروری ہے یعنی اقسم وغیرہ نہ کہے ۔

(۲) مرد اور عورت دونوں کھڑے ہوں ۔

(۳) ابتدا مرد کرے ۔

(۴) حتیٰ الامکان لفظیں عربی میں ہوں مجبوراً دوسری زبان بھی استعمال کی جاسکتی ہے ۔

(۵) مرد پہلے شہادت کا، پھر لعان کا صیغہ جاری کرے اور عورت، پہلے شہادت کا پھر غضب کا فقرہ کہے ۔

مستحبات :۔ (۱) حاکم شرع پشت بقبلہ ہو ۔

(۲) حاکم شرع کی داہنی جانب مرد اور بائیں طرف عورت ہو ۔

(۳) وعظ و لعان سننے والے لوگ موجود ہوں ۔

مسائل :۔ (۱) اگر لعان کے بعد شوہر الزام واپس لے تو اس پر بہتان کی حد جاری ہوگی اور عورت بھی حرام رہے گی ۔

(۲) اگر لعان کے بعد فرزند کی ولدیت کا اقرار کرے تو وہ لڑکا اس کا وارث ہوگا لیکن لعان کرنے والا اس لڑکے کا وارث نہ ہوگا ۔

(۳) لعان کے بعد عورت زنا کا چار بار اقرار کرے تو بعض علماء کے مطابق اس پر حد جاری ہوگی ۔

(۴) اگر مطلقہ عورت دعویٰ کرے کہ وہ طلاق دینے والے سے حاملہ ہے اور مرد انکار کرے اور دخول ثابت نہ ہو تو لعان نہیں ہوگا یعنی عورت کا دعوی صحیح نہ ہوگا ۔

قسم

قسم کو یمین بھی کہتے ہیں اور اس کی جمع ایمان ہے، قسم صرف اللہ کی صحیح ہے خدا، نبی یا امام کی بیزاری کی قسم صحیح نہیں ہے ۔

شرائط :۔ (۱) قسم کھانے والا بالغ و عاقل ہو ۔

(۲) صاحب قصد و اختیار ہو، کافر کی قسم صحیح ہے ۔

امر واجب، امر سنت اور امر مباح (بشرطیکہ اس کا بجا لانا اولیٰ ہو) کے لئے قسم صحیح ہے ۔

حرام، مکروہ، مباح امور (بشرطیکہ اس کا ترک کرنا اولیٰ ہو) کے ترک کرنے کی قسم بھی صحیح ہے ۔

جس چیز کی قسم کھائی ہے اُسے بجا لانا اگر دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے برابر ہو تو قسم کے مطابق عمل کرنا واجب ہے ۔

فعل غیب، فعل گزشتہ اور فعل محال سے متعلق قسم کھانا صحیح نہیں ہے ۔ اگر قسم کے وقت کوئی فعل ممکن ہو اور بعد میں محال ہوجائے تو قسم کی تعمیل ساقط ہے توریہ کے طور پر

کسی دینی مصلحت کے پیش نظر اگر خلاف واقعہ قسم کھائے تو جائز ہے بشرطیکہ توریہ سے واقف بھی ہو ۔ اگر قسم کے ساتھ انشاءاللہ بھی کہدے تو یہ قسم صحیح نہ ہوگی ۔

باپ اولاد اور مالک غلام کی قسم ساقط کرسکتا ہے بشرطیکہ قسم واجب سے متعلق نہ ہو اگر ایسے فعل کو ترک کر دے جو قسم کی وجہ سے واجب ہو گیا ہو یا ایسے فعل کو بجا لائے جو قسم کی وجہ سے حرام ہوگیا ہو تو کفارہ دینا واجب ہے ۔

امر گذشتہ پر قسم کھانا حرام ہے لیکن کفارہ نہیں ہے ۔

جس چیز کا علم نہ ہو اس کے لئے قسم کھانا جائز نہیں ہے ۔

کیفیت قسم :- واللہ لا فعلن یا باللہ یا برب الکعبہ ، تاللہ یا اقسم باللہ یا احلف برب المصحف کہنے سے قسم واقع ہوجاتی ہے ، حق اللہ ، کہنے سے قسم نہ ہوگی ۔

نذر

کسی کار خیر کو اپنے لئے قربۃ الی اللہ واجب کرنا اور جس چیز کا ترک بہتر ہو اس کو قربۃ الی اللہ ترک کرنا کہلاتا ہے ۔

شرائط :- (۱) نذر کرنے والا بالغ و عاقل ہو ۔ (۲) صاحب قصد و اختیار ہو (۳) مسلمان ہو (۴) غلام اور

زوجہ کو امر غیرواجب میں مالک اور شوہر کی اجازت لینی ضروری ہے۔

اقسام نذر:۔ (۱) نیکی کا بدلہ جیسے یہ نذر کرنا کہ اگر میرے بیٹا پیدا ہوا تو مجھ پر یہ کام واجب ہے۔

(۲) نعمت کا شکریہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو جائے تو میں یہ کام کروں گا۔

مسائل:۔ (۱) جس چیز کی نذر کی جاتی ہے۔ واجب ہے کہ وہ چیز طاعت خدا سے ہو اور نذر کرنے والا اس کی قدرت بھی رکھتا ہو۔ اگر کسی کار خیر کی نیت کرے اور اس کی تعین نہ کر سکے تو کچھ تصدق کرے یا دو رکعت نماز پڑھے یا ایک روزہ رکھے۔

(۲) اگر ایک 'حین' کے روزے کی نیت کرے تو چھ مہینے کے روزے رکھنا واجب ہے اگر یہ کہے کہ میں ایک 'زمانہ' کے روزے رکھوں گا تو پانچ مہینے کے روزے واجب ہیں۔ مال کثیر تصدق کرنے کی نذر کرے تو اسی درہم دینا چاہئے۔

(۳) اگر قدیم غلام کو آزاد کرنے کی نذر کرے تو وہ غلام آزاد ہوں گے جو اس کے پاس چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت سے مر رہے ہیں۔

(۴) جس چیز کی نذر کی ہو اگر اس سے عاجز آجائے تو نذر ساقط ہے۔

(۵) اگر اپنا تمام مال تصدق کرنے کی نذر کرے اور اس سے ضرر کا خوف ہو تو پورے مال کی قیمت مقرر کر کے تھوڑا تھوڑا تصدق کرتا رہے یہاں تک کے قیمت پوری ہو جائے۔

(٦) نذر مطلق کرنے کے لئے کسی وقت کی قید نہیں جب چاہے ادا کرسکتا ہے لیکن اگر نذر کو کسی وقت یا جگہ سے مقید کردیا ہے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اگر کسی مخصوص دن کے روزے کی نیت کرے اور اس روز سفر درپیش ہو تو افطار کرے اور روزہ چھوڑ دے بعد میں قضا بجالائے۔ اگر اس روز عورت کو حیض یا نفاس آجائے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ اگر اس دن عیدالفطر یا عیدالضحیٰ پڑ جائے تو افطار کرے۔ اس دن کی قضا بھی نہیں ہے۔ کسی دن کے روزے سے عاجز ہوجائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

عہد

کوئی شخص یہ کہے کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ جب میرا فلاں کام پورا ہوجائے گا تو مجھ پر فلاں چیز واجب ہے۔ اسے عہد کہتے ہیں۔ اس کا بجالانا واجب ہے اس کے احکام وہی ہیں جو قسم کے ہیں۔ بغیر زبان سے کہے نذر و عہد منعقد نہیں ہوتی۔ اگر اپنے جانور، غلام، یا کنیز کو ہدیۂ خانۂ خدا یا مزارات مقدسہ کی نذر کرنے کا عہد کرے تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت مذکورہ مقامات کے مصالح میں، یا حاجی و زوار کی اعانت میں صرف کرے۔

کفارات :۔ کفارہ کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) مرتبہ (۲) مخیرہ (۳) مرتبہ اور مخیرہ کا اجتماع (۴) کفارہ جمع۔

۱۔ کفارۂ مرتبہ :۔ (ظہار اور قتل خطا کا کفارہ) یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو دو مہینے مسلسل روزے رکھے۔ ورنہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ قضائے رمضان کا روزہ اگر بعد زوال توڑ دے تو اس کا کفارہ بھی مرتبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ ممکن نہ ہو تو تین روزے (پے در پے) رکھے۔

۲۔ کفارہ مخیرہ :۔ اس شخص پر واجب ہے جو رمضان کا روزہ بغیر کسی عذر کے نہ رکھے یا بلا عذر توڑ ڈالے یا معین روزہ جو اس نے اپنے پر واجب قرار دے لیا تھا، نہ رکھے یا رکھکر توڑ ڈالے (بعض علماء کے قول کے مطابق اگر خلاف نذر کام کرے) تو دو ماہ کے پے درپے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے (اختیار ہے کہ ان میں سے جو چاہے بجا لائے)

۳۔ اجتماع :۔ وہ صورت کہ جہاں مرتبہ اور مخیرہ دونوں جمع ہو جائیں۔ جیسے قسم کا کفارہ اور وہ یہ ہے کہ ایک غلام کو آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑہ پہنائے اور یہ ممکن نہ ہو تو مسلسل تین روزے رکھے۔ ایلاء کا بھی یہی کفارہ ہے۔

۴ - کفارہ جمع :- اس شخص پر واجب ہے جو کسی مومن کو قتل کردے اور وہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے۔ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا بھی کھلائے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ جو شخص خدا اور رسول سے بیزاری کی قسم کھائے اس پر کفارہ ظہار واجب ہے اور اگر اس سے عاجز ہو تو کفارۂ قسم ادا کرے۔

اگر عورت کسی وجہ سے اپنے بال کاٹ ڈالے تو اس پر کفارۂ رمضان واجب ہے۔

اگر عورت اپنے بال توڑ ڈالے یا منہ نوچے یا مرد اپنے فرزند یا بیوی کے غم میں کپڑے پھاڑ ڈالے تو اس پر کفارۂ قسم واجب ہے۔

اگر کوئی شخص کسی عورت سے عدہ میں شادی کرلے تو اسے عورت کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ پانچ صاع آٹا تصدق کرے۔

جو شخص نماز عشاء نہ پڑھے اور سوجائے۔ اسی دوران وقت گزر جائے تو اسے دوسرے دن روزہ رکھنا چاہئے اگر روزہ نہ رکھے تو ایک مسکین کو دو مد گیہوں دے۔

مسائل :- (۱) جس پر یہ کفارہ واجب ہو کہ وہ غلام آزاد کرے اور غلام کے ملنے کا امکان بھی ہو تو اسے غلام بھی خریدنا چاہئے۔ مگر شرط ہے کہ وہ مومن غلام ہو۔ کفارہ

میں اُم ولد کنیز اور وہ کنیز جس کی آزادی آقا کے مرنے پر موقوف ہے۔ آزاد کردی جائیں تو کافی ہے۔

(۲) جو غلام نہ خرید سکتا ہو یا غلام کی قیمت ادا کرنے سے معذور ہو تو اگر کفارۂ مرتبہ ہے تو ایسا کفارہ، روزہ کئی طرف منتقل ہو جائے گا (یعنی وہ روزے رکھے گا) غلام خریدنے کے لئے اپنے بدن کا لباس، گھر یا خادم کو نہیں بیچے گا۔

(۳) اگر غلام ظہار کرے یا سہواً قتل کردے تو اس کا کفارہ آزاد کے کفارہ کے آدھا ہوگا۔

(۴) مرتبہ کفارہ میں اگر روزہ رکھ سکے تو مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اگر ساٹھ مسکین پورے نہ مل سکیں تو مکرر کھانا کھلانا بھی جائز ہے۔ ہر مسکین کو دو مد کھانا دینا چاہئے۔ کھانے میں وہ غذا کھلائے جو عام طور سے کھاتا ہے۔ سالن دینا سنت ہے اور بہترین سالن گوشت، درمیانہ سرکہ اور ادنی نمک ہے۔ صرف بچوں کو کھلانا جائز نہیں ہے البتہ بچوں کو شریک کرسکتا ہے۔ اگر فقط بچے ہوں تو دو بچوں کو ایک شمار کرنا چاہئے۔

لباس :- ہر غریب کو بشرط قدرت دو کپڑے پہنائے ورنہ ایک کپڑہ دے۔

نیت :- جس امر کے لئے کفارہ دینا ہے اس کا تعین اور تقرب خداوندی کی نیت کرنا ضروری ہے۔ ضروری ہے کہ کفارہ دینے والا بالغ و عاقل ہو اور لینے والا مسلمان ہو۔

شکاریات

جنکا کیا ہوا شکار کھایا جاسکتا ہے وہ دو چیزیں ہیں۔
(۱) کتا (۲) تیر،

کتے کے شکار کو چھ شرطوں کے ساتھ کھانا جائز ہے۔

۱۔ کتا:۔ (۱) کتا سدھا ہوا ہو۔ اس طرح کہ جب اس کو حکم دیا جائے تو حملہ کرے اور جب روکیں تو رک جائے۔

(۲) اس کی عادت شکار کھا جانے کی نہ ہو۔ اگر کبھی اتفاقاً کھالے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳) کتے کو چھوڑنے والا مسلمان ہو یا اس کے مثل ہو۔

(۴) قصداً شکار کی غرض سے کتے کو چھوڑا جائے۔

(۵) چھوڑتے وقت بسم اللہ کہی جائے۔

(٦) چھوڑنے والے کی آنکھوں سے شکار غائب نہ ہو۔

مسائل:۔ (۱) اگر بسم اللہ کہنا بھول جائے اور اس کے واجب ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو شکار کا کھانا جائز ہے۔

(۲) کتا چھوڑنے والے شخص کے علاوہ اگر کوئی دوسرا بسم اللہ کہے تو شکار کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(۳) اگر کسی کافر کا کتا شکار کرنے میں شریک ہوجائے یا اس شخص کا کتا جس نے بسم اللہ نہ کہی ہو یا اس شخص کا کتا جس نے کتے کو شکار کے قصد کے بغیر

چھوڑا ہو، شریک ہوجائے تو اس کا شکار کیا ہوا کھانا جائز نہیں ہے۔

۲۔ تیر :۔ اس میں تلوار، نیزہ وغیرہ آتے ہیں۔ شرط ہے کہ یہ اسلحہ شکار کے جسم کو چاک کرے[1] تب شکار حلال ہے۔

شرائط :۔ (۱) بسم اللہ کہکر حربہ لگائے۔

(۲) حربہ لگانے والا مسلمان ہو۔ اگر ایسا ہتھیار ہو جس میں لوہا لگا ہوا ہو کسی شکار کو اپنی دھار سے زخمی نہ کرے بلکہ چوڑان سے زخمی کرے تب بھی حلال ہوگا۔

(۳) جانور کا وہ بچہ جو بھاگ نہ سکتا ہو اگر کتے سے یا تیر سے زخمی ہوجائے تو وہ حلال نہیں ہے۔

(۴) اگر کسی جانور کو تیر مارا جائے اور وہ نیچے گرکر یا پانی میں ڈوب کر مرجائے تو وہ بھی حلال نہیں ہے۔ اگر کسی جانور کو تلوار سے دو ٹکڑے کردیا جائے اور دونوں اجزاء حرکت کریں یا نہ کریں تب بھی حلال ہیں۔ اگر ایک ٹکڑا ایسی حرکت کرے جیسے زندہ جانور حرکت کرتا ہے

۱۔ بندوق کی گولی اپنی تیزی کی وجہ سے حیوان کے جسم میں داخل ہوکر اس کو پاز کر جائے تو پاک اور حلال ہے اگر گولی تیز نہ ہو اور حیوان کے بدن میں داخل ہو کر (اس کو) فشار کے ساتھ ہلاک کرے یا اس کی حرارت سے حیوان کا بدن جل جائے اور اس جلنے کی وجہ سے حیوان مرجائے تو حیوان پاک اور حلال نہ ہوگا۔

تو ذبح سے وہی ٹکڑا حلال ہوگا ۔ اور اگر ویسی حرکت نہ ہو تو دونوں ٹکڑے بغیر ذبح کے حلال ہیں ۔

(۵) اگر جال سے کوئی عضو کٹ جائے تو وہ عضو مردار ہے ۔ اگر ایک جانور کا نشانہ لے اور دوسرا جانور زخمی ہوجائے تو وہ حلال ہے ۔ لیکن اگر ہوائی نشانہ لے اور کوئی جانور زخمی ہوجائے تو وہ جانور حلال نہیں ہے ۔

(٦) شکار کے دوسرے الأت (جیسے پھندے کا شکار) سے اگر جانور زخمی ہوجائے تو بغیر ذبح کئے حلال نہ ہوگا ۔ بشرطیکہ وقت ذبح وہ زندہ بھی ہو ۔

ذبح :۔ ذبح میں شرط ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا مسلمان کے حکم میں ہو ۔ ذمی یا ناصبی کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں ہے ۔ امکان بھر لوہے سے ذبح کرنا چاہئے ۔ لوہا نہ مل سکے تو ایسی چیز سے بھی (مجبوراً) ذبح کیا جاسکتا ہے جس سے گردن کی رگیں کٹ جائیں ۔ نرخرہ، اطراف کی رگیں اور حلقوم کا (نھوڑا حصہ) قطع کرنا واجب ہے ۔

جو جانور نحر کیا جاتا ہے اس کی گردن میں نیچے کی طرف جو گڑھا ہے اس میں نیزہ وغیرہ مارنا کافی ہے ۔

ذبیحہ میں شرط ہے کہ اسے قبلہ رو کرے اور بسم اللہ کہکر ذبح کرے اگر ان میں سے کوئی بات بھول جائے تو

حرام نہیں ہے ۔ لیکن اگر عمداً ترک کرے تو حرام ہے ۔ اونٹ کو نحر اور دوسرے حیوانات کو ذبح کرنا ضروری ہے ۔

جانور کا ذبح کے بعد زندہ جانور کی طرح حرکت کرنا ضروری ہے ۔ کم سے کم حرکت یہ ہے کہ جانور دم ہلائے ، پتلیاں پھرائے ، یا خون دھار سے بہے اگر ان باتوں میں سے کوئی چیز نہ پائی جائے تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے ۔

سنت ہے کہ بکرے کی تین ٹانگیں باندھے اور گائے کی چاروں ٹانگیں باندھے البتہ دم چھوڑ دے ۔ اونٹ کے اگلے پاؤں کا ایک زانو باندھے ، پرندہ کو ذبح کے بعد چھوڑ دے ۔

مسائل :- (۱) وہ جانور جو مسلمانوں کے بازار میں بکتا ہو ۔ اور اس کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں علم نہ ہو وہ حلال ہے ۔

(۲) اگر جانور ذبح یا نحر نہ ہوسکے جیسے کوئی جانور اتنا سرکش ہو کہ ذبح نہ کرنے دے تو اسے تلوار یا کسی اور اوزار سے زخمی کرنا جائز ہے ۔ اس صورت میں جب کہ حیوان مذکور کے تلف ہوجانے کا اندیشہ ہو ۔

(۳) مچھلی کا ذبیحہ یہ ہے کہ اس کو پانی سے نکال لیا جائے ۔ اگر مچھلی پھنسنے کے بعد پانی میں مرجائے تو حلال نہیں ہے یہی حکم ٹڈی[1] کا ہے ۔ ان دونوں کے شکار میں مسلمان ہونا شرط نہیں ہے ۔

---

(۱) یعنی پھنسنے کے بعد ہاتھ میں آنے سے پہلے اگر ٹڈی مرجائے تو وہ حلال نہ ہوگی ۔

(۴) ٹڈی کا بچہ جو اڑ نہیں سکتا حرام ہے۔ اگر ٹڈیاں بھنسنے سے پہلے نیلستان (صحرا) میں جل جائیں تو حرام ہیں۔

(۵) ہر جانور کے پیٹ کا بچہ جو پورا ہوچکا ہو ماں کے ذبح کرنے سے حلال ہو جاتا ہے۔ اگر پیٹ سے زندہ برامد ہو تو ذبح کئے بغیر حلال نہیں ہوتا۔

خورد و نوش کے آداب :۔ دریائی جانوروں کا بیان۔

فلس دار مچھلی کے علاوہ تمام دریائی جانور حرام ہیں۔ مردہ مچھلی، اور جلال مچھلی حرام ہیں البتہ جلال مچھلی کو اگر ایک شب و روز پاک چارہ کھلائیں تو حلال ہوجائے گی مار ماہی، کچھوا، مینڈھک اور کیکڑا، حرام ہیں۔ کنعت، ربیثیا، طمرا، طبرانی، ابلامی، اربیان (یہ چھلکےدار مچھلیوں کی اقسام ہیں) کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر مچھلی کے پیٹ سے حلال مچھلی نکل آئے تو وہ حلال ہے۔ اگر سانپ مچھلی اُگلے اور مچھلی تڑپے، مچھلی کا پوست اکھڑا نہ ہو تو وہ حلال ہے ورنہ حرام۔ حلال مچھلی کا انڈا حلال ہے اور حرام کا حرام۔

خشکی کے جانور :۔ اونٹ، گائے، بھینس، بکرا، بھیڑ، جنگلی گائے، پہاڑی بکری، گورخر، ہرن اور گوزن حلال ہیں، گھوڑا، خچر اور گدھا مکروہ ہیں۔

جو حلال جانور جلال ہوجائیں وہ حرام ہیں۔ ایسے جانور استبراء سے پاک ہوجاتے ہیں۔

استبراء :۔ اونٹ کو چالیس دن تک پاک چارہ کھلائے،

گائے بھینس کو بیس دن اور بکری کو دس دن، پاک چارہ کھلانے سے حرمت ختم ہو جاتی ہے۔ جو حلال جانور سور کا دودھ پی لے وہ مکروہ ہے۔ اگر سور کے دودھ سے اس کا گوشت سخت ہو جائے تو وہ جانور اور اس کی نسل حرام ہے۔

حرام جانور :۔ نشتر کی طرح دانت رکھنے والے جانور جیسے شیر اور لومڑی، خرگوش، بجو، جنگلی چوہا اور حشرات الارض، سانپ، بچھو، جوں، مچھر، پسو، کھٹمل حرام ہیں۔

پرندے :۔ جو طائر گوشت خور ہوں جیسے باز، گدھ اور جن کی صف (جیسے کوے کی اڑان) دف (جیسے کبوتر کی اڑان) سے زیادہ ہو اور جن کے نہ سنگدانہ ہو نہ پوٹا اور نہ خار وہ سب حرام ہیں۔

شب پرہ (چمگادڑ) اور مور حرام ہیں۔ حلال پرندہ جو جلال ہو جائے وہ وقت استبراء تک حرام ہے۔ بطخ کو پانچ دن روک کر اور مرغی کو تین دن بند کرکے پاک چارہ کھلانے سے حرمت زائل ہو جاتی ہے۔ بھیڑ و مکھی بھی حرام ہیں۔

حرام جانور کا انڈا حرام ہے اگر انڈا مشتبہ ہو اور اس کے اطراف برابر ہوں تو وہ بھی حرام ہے۔

مکروہ جانور :۔ ہد ہد، لٹور، صوام، شقراق، فاختہ اور چکارک مکروہ جانور ہیں۔

خشک چیزیں :۔ مردہ جانور اور اس کے اجزاء حرام

ہیں - جو جانور زندگی میں حلال ہو اس کے بال ، سم ، ہڈی ، سینگ مرنے کے بعد نجس نہیں ہیں -

حلال جانور کے پیٹ سے اگر مرنے کے بعد انڈا نکلے اور انڈے کی کھال سخت ہو تو حلال ہے ورنہ حرام ہے -

ذبیحہ میں مندرجہ ذیل چیزیں حرام ہیں :-

(۱) ذکر ، خصیہ ، تلی ، خون ، مثانہ ، بچہ‌دانی ، فرج ، پٹھا ، حرام مغز غدود اور وہ رگیں جو پٹھوں سے ملی ہوتی ہیں -

مکروہات :- سیاہی چشم ، گردہ اور کان -

حرام چیزیں :- تمام نجس چیزیں حرام ہیں جیسے پیشاب ، پاخانہ ، منی ، مٹی (تھوڑی مٹی امام حسین کی تربت کی شفا کے لئے کھا سکتے ہیں) اور زہر قاتل -

سیال چیزیں :- نشہ آور چیز خواہ شراب ہو یا اور کوئی چیز ، حرام ہے انگور کا شیرہ جوش کھانے کے بعد ، جو کی شراب ، خون ، جمع ہوا خون (خواہ انڈے ہی میں ہو) نجس بھی ہے اور حرام بھی - ہر نجس چیز خواہ خشک ہو یا تر حرام ہے -

مسائل :- جمی ہوئی چیز جیسے گھی ، شہد وغیرہ پر اگر نجاست گر جائے تو اصل نجاست اور اطراف سے تھوڑا تھوڑا نکال دیا جائے تو باقی حصہ پاک رہے گا -

اگر تیل میں نجاست گر جائے تو اسے صرف زیر آسمان

جلایا جاسکتا ہے ۔ ہر طرح کا پیشاب حرام ہے البتہ اونٹ کا پیشاب دوا کے طور پر قابل استعمال ہے ۔ حرام جانوروں کا دودھ حرام ہے ۔

اگر حلال گوشت مشتبہ ہو جائے تو اُسے آگ میں ڈال دیں ، سکڑ جائے تو ذبیحہ کا ہے ورنہ مردار کا ہے ۔ حلال گوشت حرام میں مل جائے تو دونوں حرام ہیں ۔

متعلقہ مسائل :۔ (۱) جن[1] لوگوں کے بارے میں آیۂ شریفہ نازل ہوئی ہے ان کے یہاں کھانا پینا جائز ہے ۔ بشرطیکہ یہ معلوم ہو کہ وہ کھانے پینے میں مکروہات کا استعمال نہیں کرتے ہیں ۔

(۲) اگر شراب سرکہ ہو جائے تو پاک ہے خواہ کسی تدبیر سے ہو اور اس میں کوئی نجاست نہ ملے ۔

(۳) جوش کھایا ہوا شیرہ حرام نہیں ، خواہ اس میں سے کسی نشہ آور چیز کی خوشبو آتی ہو ۔

(۴) انگور کا شیرہ جوش کھانے کے بعد حرام ہو جاتا ہے ۔ خواہ از خود اُبل جائے یا آگ سے جوش کھائے ۔ اس وقت تک نجس ہے جب کہ اس کا ۲/۳ حصہ نہ جل جائے یا سرکہ نہ ہو جائے ۔

(۵) جس پر اس قدر فاقے گزریں کہ اسے مرنے کا خوف پیدا ہوجائے تو وہ بقدر ضرورت حرام چیز کھاسکتا ہے

---

۱ ۔ اہل کتاب

البتہ باغی (امام پر خروج کرنے والا) اور رہزن کو کسی حالت میں کچھ نہ دیا جائے گا۔

(٦) کھانے سے پہلے ہاتھوں کا دھونا، بسم اللہ کہنا، داھنے ہاتھ سے کھانا، کھانے کے بعد ہاتھ دھونا، شکر خدا کرنا، چت لیٹنا، داھنا پاؤں بائیں پاؤں پر (لیٹتے وقت) رکھنا سنت ہے۔

(۷) جس خوان پر نشہ آور چیز ہو اس پر کھانا حرام ہے۔ اتنا زیادہ کھانا بھی حرام ہے جو مضر صحت ہو۔

میراث

اسباب :۔ دو اسباب سے میراث ملتی ہے۔

(۱) از روئے نسب (۲) از روئے سبب۔

نسب کے تین طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ (۱) پہلے طبقہ میں ماں باپ اور اولاد میں باپ اگر اکیلا ہے تو اُسے کل مال ملے گا۔ اگر ماں اکیلی ہے تو اُسے ایک تہائی فریضہ کے طور پر اور باقی از روئے رد ملے گا اگر ماں باپ دونوں ہوں تو ماں کو تہائی اور باقی باپ کو ملے گا۔ اگر ماں باپ اور شوہر یا زوجہ ہو تو شوہر کو ۱ ۴، اگر زوجہ ہے تو ۱/۸، اور ماں کو تہائی باقی باپ کو ملے گا۔ اگر میت کے ایک بیٹا ہے تو وہ پورے مال کا وارث ہوگا۔ دو بیٹے ہوں یا اس سے زیادہ، تو اُن میں مال برابر، برابر تقسیم ہوگا۔

بیٹی اکیلی ہو تو آدھا بطور فریضہ بقیہ رد کی حیثیت سے ملے گا۔

دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو دو تہائی فریضہ کی حیثیت سے بقیہ بطور رد ان پر تقسیم ہوگا۔

اگر بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہوں تو بیٹے کو بیٹی سے دو گنا ملے گا۔ اگر بیٹیوں کے ساتھ ماں، باپ میں سے کوئی ہو تو ماں یا باپ کو چھٹا بقیہ اولاد کو ملے گا۔ اگر ان کے ساتھ بیٹی بھی ہو تو ماں یا باپ کو چھٹا اور بیٹے بیٹیوں میں بیٹے کو دوہرا بیٹی کو اکہرا ملے گا۔

میت کی بیٹی کے ساتھ ماں یا باپ ہوں تو ماں یا باپ کو چوتھائی (فریضہ) ملے گا۔ اور بقیہ مال بیٹی کو ملے گا۔ رد کے اعتبار سے بھی مال بیٹی ہی کو ملے گا۔ دو بیٹیاں ہوں تب بھی یہی حکم ہے۔ اگر بیٹیاں پانچ سے زیادہ ہوں تو ماں باپ کو ۲/۵ (از روئے فریضہ ورد) اور باقی بیٹیوں کو ملے گا۔

اگر بیٹیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں اور ان کے ساتھ ماں یا باپ ہو اور میت کا شوہر یا اس کی زوجہ بھی ہو تو ماں باپ کو ان کا پورا حصہ ملے گا۔ جو کچھ کمی واقع ہوگی وہ بیٹیوں کے حصہ میں واقع ہوگی۔

مسائل:۔ (۱) جب میت ماں باپ کے ساتھ ایک بھائی یا دو بہنیں یا چار بہنیں اور دو بھائی چھوڑے تو یہ بھائی بہن ماں کے لئے حاجب بن جائیں گے۔ یعنی اس (ماں) کو فریضہ

کے اعتبار سے چھٹا ملے گا اور از روئے رد کچھ نہیں ملے گا۔ بشرطیکہ یہ بھائی بہن مسلمان ہوں، قاتل نہ ہوں، غلام نہ ہوں اور حمل میں میت سے مختلف نہ ہوں یعنی ان کے اور میت کے ماں، باپ ایک ہوں یا باپ ایک ہو اور وہ موجود بھی ہو۔ اگر یہ چیزیں نہیں ہیں تو بھائی بہن ماں کے لئے حاجب نہ ہونگے۔

جب یہ تمام شرطیں پائی جائیں اور میت کے کوئی اولاد نہ ہو تو ماں کو چھٹا ملے گا باقی باپ کو ملے گا۔

اگر میت کے ماں، باپ کے ساتھ بیٹی بھی موجود ہو تو ماں، باپ کو چھٹا، اور بیٹی کو نصف، جو ترکہ بچ رہے اس میں سے ۱/ ۴ باپ کو اور ۳/ ۴ بیٹی کو ملے گا۔

(۲) اگر اولاد موجود نہ ہو تو اولاد کی اولاد اپنے ماں باپ کی قائم مقام ہوگی اور میت سے، جس کی وجہ سے ان کا رشتہ ہے اس کا حصہ پائیں گے (یعنی پوتی اور نواسا ہوں تو پوتی اپنے باپ کا حصہ یعنی ۲/ ۳ اور نواسا اپنی ماں کا حصہ یعنی اکہرا پائے گا)

قریب کے رشتہ دار بعید کے رشتہ داروں کے لئے مانع ہوجائیں گے۔ ماں، باپ کے ساتھ ان کا وہی حصہ ہوگا جو ان کے ماں، باپ کا ہوتا۔ بیٹی کی اولاد کو ترکہ از روئے رد اسی طرح ملے گا جس طرح بیٹی کو ملتا، خواہ بیٹی کی اولاد میں بیٹے ہوں یا بیٹیاں ہوں۔

حبوہ :- بڑے لڑکے کو میت کے کپڑے ' قرآن ، انگوٹھی ، تلوار ملے گی بشرطیکہ وہ (لڑکا) سفیہ اور بدعقیدہ نہ ہو اور میت نے ان چیزوں کے علاوہ میراث میں اور کچھ چھوڑا بھی ہو - میت کے ذمہ نماز اور روزہ کی قضا ہو تو ان کا بجالانا بھی اسی پر واجب ہے -

دوسرا طبقہ :- اس طبقہ میں بھائی ' بہن اور دادا ، دادی (نانا ، نانی) آتے ہیں -

جب میت کے اولاد نہ ہو اور اولاد الاولاد بھی نہ ہو تو میراث بھائی ، بہن اور اجداد[1] کو ملے گی -

اگر میت کے حقیقی بھائی ہوں تو ان کو پورا مال ملے گا - اگر ایک حقیقی بہن ہو تو آدھا بالفریضہ اور باقی بطور رد ملے گا - اگر دو یا دو سے زیادہ بہنیں ہیں تو اُنھیں دو تہائی بالفریضہ اور باقی رد کی حیثیت سے ملے گا - اگر بھائی اور بہن دونوں موجود ہوں تو بھائی کو دوہرا اور بہن کو اکہرا ملے گا -

اخیافی بھائی دو یا بہن ' اگر ایک ہے تو ۶/۱ بالفریضہ باقی رد کے طور پر ملے گا - اور اگر دو یا دو سے زیادہ

---

(۱) اجداد کا مطلب دادا ' دادی ، نانا ، نانی ہیں -

نوٹ :- اگر ماں اور باپ ایک ہیں تو ان کی اولاد حقیقی اور اگر باپ ایک ہے تو ان کی اولاد ' علاتی ' اور ماں ایک ہے اور باپ دو ہیں تو اولاد کا آپسی رشتہ 'اخیافی' کہلائے گا -

ہوں تو ۱/۳ فریضہ کے طور سے اور باقی رد سے ملے گا۔ ان کو میراث برابر، برابر تقسیم ہوگی۔ ان میں مرد و زن کا لحاظ نہ ہوگا۔

اگر حقیقی بھائی نہ ہوں تو علاتی بھائی اس کا قائم مقام ہوگا۔

اگر حقیقی بھائیوں کے ساتھ اخیافی بھائی بھی ہو تو اخیافی بھائی کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر کئی ہوں تو ۱/۳ حصہ اُن میں بلا لحاظ جنس برابر سے تقسیم ہوگا اور حقیقی بھائیوں کو بقیہ حصہ ملے گا خواہ وہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں۔ اگر اُن حقیقی بھائیوں کے ساتھ حقیقی بہنیں بھی ہوں تو اخیافی بھائی کا حصہ نکال کر حقیقی بھائیوں کو دوہرا ملے گا اور بہنوں کو اکہرا، علاتی بھائی محروم رہے گا۔

اگر اخیافی بھائیوں کے ساتھ میت کے علاتی بھائی بھی ہوں تو اخیافی کو اکیلا ہونے کی صورت میں ۱/۶ اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ۱/۳ ملے گا اور ان (اخیافی بھائیوں) میں بلا لحاظ جنس برابر، برابر حصہ تقسیم ہوگا۔ اور باقی حصہ علاتی بھائیوں کو ملے گا۔ علاتی بھائیوں میں یہ بقیہ حصہ مرد کو دوہرا اور عورت کو اکہرے کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

اگر علاتی بہنوں کے ساتھ اخیافی بھائی یا بہن ہو تو اخیافی بھائی یا بہن اگر اکیلے ہیں تو اُنہیں چھٹا اور علاتی بہنوں کو ۲/۳ دے کر جو باقی بچ رہے اس کے چار حصہ کئے

جائیں گے اور تین حصہ علاتی بہنوں کو اور ایک حصہ اخیافی کو بطور رد ملے گا ۔ ان لوگوں کے ساتھ شوہر اور بیوی کو ان کا بڑا حصہ یعنی جو حصہ میت کے اولاد نہ ہونے کی صورت میں ان کو ملتا ملے گا۔ اگر ترکہ کم پڑجائے تو اس کا اثر میت کے حقیقی یا علاتی بھائیوں پر پڑے گا ۔

دادا ، اگر اکیلا ہو تو اس کو پورا مال ملے گا یہی حکم دادی کے لئے ہے بشرطیکہ وہ اکیلی ہو ۔ اگر دونوں ہوں تو دادا کو دوہرا اور دادی کو اکہرا ملے گا ۔ اور اگر نانا ، نانی ہوں تو اُن میں برابر سے ترکہ تقسیم ہوگا ۔

اگر دادا ، اور نانا ہوں تو نانا کو ۱/۲ اور باقی دادا کو ملے گا ۔

اگر دادا اور نانا کے ساتھ میت کی بیوی یا شوہر بھی ہو اور ترکہ کم پڑ جائے تو اس کا اثر دادا پر پڑے گا نانا پر نہیں ۔

قریب کے رشتہ دار بعید والوں کے لئے مانع ہو جائیں گے ۔
اگر بھائی ، بہن اور اجداد جمع ہوجائیں تو دادا ترکہ کی تقسیم کے وقت مثل بھائی کے فرض کیا جائے گا اور دادی مثل بہن کے ۔

پردادا یا پرنانا بھائیوں کے ساتھ بھی حصہ پائیں گے اور میت کے بھتیجوں کے ساتھ بھی ۔

بھائی، بہن کی اولاد اپنے ماں، باپ کی قائم مقام ہوگی۔ اور اجداد کے ساتھ میراث میں حصہ پائے گی اس صورت میں جب کہ میت کے بھائی بہن نہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک اس شخص کے حصہ کا وارث ہوگا۔ جس کے ذریعہ سے وہ میت سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر یہ رشتہ‌دار اخیافی ہیں۔ تو ان میں حصہ برابر تقسیم ہوگا اور اگر علاتی ہیں تو عورت کو اکہرا مرد کو دوہرے کے حساب سے حصہ ملے گا۔

تیسرا مرتبہ:۔ اعمام و اخوال۔ یہ لوگ اس وقت وارث ہونگے جب پہلے دو مرتبہ کے لوگ موجود نہ ہوں۔

اگر چچا اکیلا ہے تو اسے کل مال ملے گا۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب دو یا دو سے زیادہ چچا ہوں اور ان کے علاوہ کوئی اور حصہ‌دار نہ ہو۔ ایک پھوپھی یا دو سے زیادہ پھوپھیوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

اگر چچا اور پھوپھی جمع ہوجائیں تو ان میں پھوپھی کو اکہرا اور چچا کو دوہرے کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اگر چچا اور پھوپھی ایک ہی ماں باپ سے نہ ہوں تو اخیافی کے لئے چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی۔ اور یہ ایک تہائی ان میں برابر سے تقسیم ہوگا اور باقی ان لوگوں کو ملے گا جو حقیقی چچا، پھوپھی ہیں خواہ وہ ایک ہوں یا ایک سے زیادہ ہوں اور ان میں مردوں کے لئے دوہرے اور عورتوں کے لئے اکہرے، کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اگر علاتی ہے تو وہ محروم رہے گا۔ اگر حقیقی نہ ہو تو علاتی اس

کا قائم مقام ہوگا ۔ اور اس کا مقام وہی ہے جو حقیقی کا ہے ۔

ماموں اگر اکیلا ہے تو سب مال اس کا ہے ۔ اگر دو یا دو سے زیادہ ماموں ہوں تب بھی وہ تمام مال کے وارث ہوں گے ۔

ایک ، دو یا دو سے زیادہ خالاؤں کے لئے بھی یہی حکم ہے ۔ اگر حقیقی خالا اور ماموں ہوں تو سب کو برابر سے حصہ ملے گا ۔ اگر حقیقی نہ ہوں تو اخیافی کو چھٹا حصہ ملے گا ۔ اگر ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی اور باقی حقیقی کو ملے گا ۔ خواہ حقیقی ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں ان میں حصہ برابر تقسیم ہوگا اور علاتی ماموں محروم رہے گا ۔ اگر حقیقی ماموں نہ ہو تو جو اس کا قائم مقام ہوگا اس کو ملے گا ۔

اگر اخوال (ماموں ، خالا) او اعمام (چچا ، پھوپھی) جمع ہوجائیں تو اخوال کو ایک تہائی ملے گا ۔ خواہ اخوال میں ایک ہی فرد ہو بقیہ مال اعمام کو ملے گا ۔ خواہ ایک ہی کیوں نہ ہو ، مرد ہو یا عورت ہو ۔

اگر اخوال میں حقیقی کے ساتھ اخیافی بھی ہوں تو اخیافی کو ایک تہائی کا چھٹا حصہ یعنی اصل ترکہ کا اٹھارھواں حصہ ملے گا ۔ بشرطیکہ اخیافی اکیلا ہو اور اگر ایک سے زیادہ ہو تو ایک تہائی کا تہائی یعنی نواں حصہ ملے گا ۔ اور یہ نواں

حصہ ان میں برابر سے تقسیم ہوگا۔ باقی حصہ حقیقی ماموؤں کو ملے گا۔ اور علاتی محروم رہیں گے۔

اخوال کے بعد بقیہ حصہ اعمام میں تقسیم ہوگا۔ اگر وہ مختلف ہیں تو اخیافی کو بقیہ ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ وہ اکیلا ہو ورنہ ایک تہائی ملے گا جو بچے گا وہ حقیقی کو ملے گا علاتی محروم رہے گا۔ اگر شوہر یا زوجہ بھی موجود ہیں تو انہیں ان کا اعلیٰ حصہ ملے گا یعنی وہ حصہ جو اولاد ہونے کی صورت میں انہیں ملتا۔

جو ماں کی طرف سے عزیز ہیں انہیں اصل ترکہ کا ایک تہائی حصہ ملے گا اور باقی ان لوگوں کو ملے گا جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے عزیز ہیں اور اگر یہ لوگ نہ ہوں تو علاتی کو ملے گا۔

اگر چچا، پھوپھی، ماموں، خالا، نہ ہوں تو ان کی اولاد اپنے ماں باپ کی قائم مقام ہوگی اور جو ان کے ماں باپ کو ملتا وہی انہیں ملے گا۔ خواہ یہ اولاد ایک ہو یا ایک سے زیادہ، ان میں جو زیادہ قریب ہوگا وہ بعید کے لئے مانع بن جائے گا۔ سوائے ایک صورت کے اور وہ یہ ہے کہ جب حقیقی چچا کا بیٹا "علاتی" چچا کے ساتھ ہو تو ترکہ حقیقی چچا کے بیٹے کو ملے گا "علاتی" چچا کو نہیں ملے گا۔

اگر میت کے اعمام و اخوال نہ ہوں تو میت کے باپ کے اعمام و اخوال اور میت کی ماں کے اعمام و اخوال میت کے

وارث ہونگے۔ ان میں سے قریب کا رشتہ دار بعید کے رشتہ داروں کے لئے مانع ہو جائے گا۔ چچا، پھوپھی، خالا، ماموں کی اولاد کے ہوتے ہوئے میت کے باپ کے اعمام و اخوال محروم رہیں گے۔

اگر ایک شخص دو سبب سے وارث ہورہا ہو تو وہ دونوں اسباب سے میراث پائے گا۔ جیسے وہ چچازاد بھائی جو خالازاد بھائی بھی ہو تو وہ دونوں اعتبار سے میراث کا حقدار ہوگا۔ یا شوہر جو چچازاد یا ماموں‌زاد بھائی بھی ہو تو اسے بھی دونوں طرح سے حصہ ملے گا۔

اگر ایک شخص دو طرح کا رشتہ دار ہو اور ایک رشتہ دوسرے رشتہ کے لئے میراث میں مانع ہو جیسے «علاتی» چچازاد بھائی، «اخیافی» بھائی بھی ہو اس صورت میں وہ اس رشتہ سے حصہ دار ہوگا جو مانع نہیں بن رہا ہے۔

سببی میراث :۔ اس کی دو نوعتیں ہیں۔ زوجیت اور ولا۔

زوجیت :۔ اولاد نہ ہونے کی صورت میں شوہر کو آدھا ملے گا اور اولاد ہونے کی صورت میں چوتھائی۔ زوجہ کو اولاد نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی اور اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں۔ اگر زوجہ یا شوہر کے علاوہ اور کوئی دوسرا وارث نہ ہو۔ تو شوہر کو اس کا حصہ دیکر بقیہ بھی اسی کو دے دیا جائے گا البتہ زوجہ کے لئے اختلاف ہے۔

اگر زوجہ ایک سے زیادہ ہیں تو وہ آٹھویں یا چوتھائی ترکہ میں برابر کی شریک ہوں گی۔

زوجہ اور شوہر دونوں میں سے ہر ایک ، ایک دوسرے کا وارث ہوگا خواہ دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ اگر طلاق «رجعی» ہوچکی ہے تب بھی ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔ شوہر تمام ترکہ کا وارث ہوگا اور عورت بھی اسی صورت میں وارث ہوگی جب اس کے اسی شوہر سے اولاد بھی ہو۔ اگر اولاد نہیں ہے تو وہ وارث تو ہوگی لیکن صحرا اور زمینوں کی وارث نہ ہوگی۔ البتہ ان میں جو عمارتیں، ہتھیار اور درخت وغیرہ ہوں گے ان کی قیمت کی وارث ہوگی۔

اگر مریض حالت مرض میں عقد کرے اور دخول بھی کرے تو زوجہ وارث ہوگی ورنہ نہ تو مہر کی حقدار ہوگی اور نہ میراث کی۔

ولا کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) ولائے عتق (۲) ولائے تضمن جریرہ (۳) ولائے امامت۔

ولائے عتق:۔ اگر میت کا کوئی نسبی یا سببی رشتہ دار نہ ہو اور وہ کسی کا غلام بھی رہ چکا ہو تو سابق مالک میراث پائے گا۔ بشرطیکہ اس نے بغیر کچھ اجرت کے فی سبیل اللہ غلام کو آزاد کیا ہو۔ اگر اس نے کچھ قیمت لے کر آزاد کیا ہے تب وہ وارث نہ ہوگا بلکہ وہ شخص وارث ہوگا جو ضامن جریرہ ہے۔

یہ شخص زوجہ اور شوہر کی میراث میں شریک رہے گا۔

اگر میت کو کئی آدمیوں نے آزاد کیا تھا تو میراث میں

سب ہی حصہ دار ہوں گے ۔ اگر آزاد کرنے والا نہیں ہے (یعنی مرگیا ہے) تو اس کے ماں باپ وارث ہوں گے اور اولاد میں سے صرف بیٹے وارث ہوں گے ۔

اگر کسی عورت نے آزاد کیا تھا ، تو اس عورت کا وہ بچہ وارث ہوگا جو پہلے شوہر سے ہے ۔ موجود شوہر سے بچے وارث نہیں ہوں گے ۔

میراث کی اس نوعیت میں ماں کے قریبی عزیز وارث نہ ہوں گے اور اسی طرح ولا کا بیچنا یا ہبہ کرنا جائز نہ ہوگا ۔ البتہ اگر یہ طے کرلیا جائے کہ ولدیت دوسرے کو بھی بیچ سکتے ہیں اور کسی دوسرے شخص کو ہبہ بھی کرسکتے ہیں تو صحیح ہے ۔

اگر آزاد کرنے والی عورت کسی غلام کو آزاد کر کے عقد کرلے اور اس سے حاملہ ہو جائے تو اس غلام کی ولایت اس عورت کے وارثوں کو ملے گی ۔

اگر کوئی شخص کسی کو آزاد کرے تو ولایت اس کے باپ تک پہونچے گی ۔ اگر اس کا باپ نہ ہو تو میراث کے مالک میت کے ماں ، باپ اور میت کے بیٹے ہوں گے ۔ اگر یہ لوگ بھی نہ ہوں تو وہ شخص ولی ہوگا جس نے میت کے باپ کو آزاد کیا ہے ۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو وہ شخص ولی ہوگا جو ضامن جریرہ ہے ۔ اور اگر ضامن جریرہ بھی نہ ہو تو امام وارث ہوگا ۔ ماں کے ولی کی طرف میراث نہیں پلٹے گی ۔

اگر آزاد کرنے والا مر جائے اور اس کے دو بیٹے ہوں اور ان میں سے ایک بیٹا مر جائے ۔ پھر آزاد شدہ غلام بھی مر جائے تو زندہ رہنے والا بیٹا میت کا وارث ہوگا ۔

(۲) ولائے تضمن جریرہ :۔ یہ وہ شخص ہوتا ہے جو کسی دوسرے کے گناہ کے سلسلہ میں ضامن بن جاتا ہے ۔ ضامن اس کی میراث کا ولی ہوتا ہے اس صورت میں جب کہ کوئی نسبی یا سببی رشتہ‌دار موجود ہو ۔ ضامن میراث پانے میں امام سے زیادہ حقدار ہوگا ۔

کئی شخص ضامن نہیں ہوسکتے ۔ وہ شخص بھی ضامن نہیں ہوسکتا جس پر کسی غلام کا آزاد کرنا واجب ہے اور نہ وہ شخص ضامن ہوسکتا ہے ۔ جو میت کا ایسا رشتہ‌دار ہو کہ اس کے علاوہ کوئی وارث ہی نہ ہو ۔

(۳) ولائے امامت :۔ جب کوئی وارث نہ ہو تو میراث امام کی طرف منتقل ہوگی ۔ اسے اختیار ہے جس طریقہ سے چاہے میراث استعمال کرے ۔ حضرت علی ایسا ترک اپنے شہر کے فقیروں اور تنگ دست پڑوسیوں میں تقسیم کردیا کرتے تھے زمانہ غیبت امام میں یہ مال (میراث) فقراء پر تقسیم ہوگا ۔

موانع ارث

میراث سے محروم کرنے والی تین چیزیں ہیں ۔ کفر ، قتل ، غلامی ۔

(۱) کفر :۔ مسلمان کی میراث کافر کو نہ ملے گی خواہ وہ قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔ اور نہ ہی یہ (کفر) کسی کے وارث بننے کے لئے حاجب بنے گا۔

اگر کسی مسلمان کا بیٹا کافر ہو اور اس کافر بیٹے کا بیٹا مسلمان ہو تو وہ مسلمان بیٹا اپنے دادا کی میراث پائے گا۔

اگر وارثوں میں کوئی مسلمان نہ ہو تو میراث کے حقدار امام ہوں گے۔

مسلمان کافر کا وارث ہوگا اور دوسرے کافروں کے لئے حاجب بھی بنے گا۔

اگر میت کافر ہے اور اس کا بیٹا بھی کافر ہے۔ لیکن میت کا چچازاد بھائی مسلمان ہے تو میراث چچازاد بھائی کو ملے گی۔

اگر میراث تقسیم ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوجائے تو وہ مسلمان وارث کے ساتھ ترکہ میں حصہ‌دار ہوگا۔ اگر یہ شخص پہلے شخص سے زیادہ میراث کا حقدار ہے۔ تو کل مال کا وارث ہوگا۔ خواہ میت مسلمان ہو یا کافر ہو۔

اگر کافر کا وارث صرف ایک مسلمان تھا اور ایک اور کافر مسلمان ہوجائے تو مسلمان ہونے والا وارث نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ پہلے سے موجود مسلمان وارث بغیر تقسیم اس کا وارث ہوجائے گا۔

مسلمان، ایک دوسرے کے وارث ہونگے خواہ مسلک کے لحاظ سے ایک دوسرے کے خلاف ہوں۔

کافر ایک، دوسرے کے وارث ہونگے۔ خواہ وہ مختلف ملتوں سے تعلق رکھتے ہوں۔

مرتد فطری کو فوراً قتل کردیا جائے گا۔

مرتد فطری کی زوجہ وقت ارتداد سے عدۂ وفات رکھے گی۔

یہ احکام توبہ کرلینے کی وجہ سے ختم نہیں ہوجائیں گے۔

مرتد ملیؔ سے توبہ کرائی جائے گی۔ اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے قتل کردیا جائے گا۔ اس کی زوجہ عدۂ طلاق رکھے گی۔ مرتد ملیؔ کا مال قتل سے پہلے تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

اگر وہ توبہ کرنے کے بعد پھر مرتد ہوجائے تو چوتھی بار قتل کردیا جائے گا اگر عورت مرتد ہوجائے (خواہ مرتد ملی یا فطری) اس کو قید کیا جائے گا۔ اور نماز کے اوقات میں اس کو زدو کوب کیا جائے گا۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلے۔

مرتد کی میراث مسلمان پائے گا۔ اگر کوئی مسلمان وارث نہیں ہے تو امام وارث ہونگے۔ مرتد مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

(۲) <u>قتل</u>:۔ یہ وارث کو میراث پانے سے محروم کردیتا ہے۔ بشرطیکہ عمداً اور بطور ظلم قتل کیا ہو۔ اگر غلطی سے مار ڈالا ہے تو خونبہا میں شریک نہ ہوگا۔ مقتول کی میراث قاتل کے علاوہ دوسرے لوگ پائیں گے خواہ یہ لوگ میت کے دور

کے رشتہ دار ہوں اور قاتل میت کا قریبی عزیز ہو مگر وہ محروم رہے گا۔

اگر قاتل کے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہو تو امام وارث ہونگے۔ خون بہا کے وارث وہ لوگ ہونگے جو میت کے باپ کی طرف سے عزیز ہیں اور شوہر اور زوجہ بھی وارث ہوں گے۔ ماں کے عزیزوں کے وارث ہونے میں اختلاف ہے۔

اگر مقتول کا کوئی ایسا وارث نہ ہو جو خون بہا لے تو امام کو معاف کرنے کا حق نہیں ہے۔ بلکہ امام کو خون بہا لینا چاہئے یا قتل کردینا چاہئے۔

خون بہا میں سے سب سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا۔ اور پھر وصیتیں پوری کی جائیں گی۔ قرض خواہ کو حق نہیں ہے کہ وہ اپنے قرض کی وجہ سے میت کا قصاص لینے سے روکے۔

(۳) غلامی :۔ غلامی بھی میراث کے لئے مانع ہے۔ خواہ غلام مرنے والا ہو یا وارث ہو۔ اگر غلام کے ساتھ کوئی آزاد بھی میت کا وارث ہو تو آزاد کو میراث ملے گی خواہ وہ دور کا عزیز ہی ہو۔

اگر غلام میراث کی تقسیم سے پہلے آزاد ہوجائے تو وہ دوسرے وارثوں کا شریک ہو جائے گا۔ لیکن اگر یہ شخص ان لوگوں سے زیادہ میراث کا حق دار ہے تو (غلام) تنہا وارث ہوگا۔ لیکن اگر میراث تقسیم ہوچکی ہے یا جو اس وقت وارث تھا وہ اکیلا ہی تھا۔ تب یہ تو آزاد وارث نہ ہوگا۔

اگر غلام کے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہو تو اس کے مالک کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ ترکہ سے قیمت لے کر آزاد کردے۔ باقی ترکہ تو آزاد کو ملے گا اگر ترکہ قیمت سے کم ہو تو غلام آزاد نہ ہوگا۔ اور غلام کی میراث اس کے مالک کو ملے گی۔ (اگرچہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ غلام کا کچھ حصہ اس سے آزاد کردیا جائے گا۔ علامہ مصنف)۔

مخارج سہام[1]

(۱) مخارج سہام کا پہلا مخرج دو ہے اس میں سے نصف عدد نکلتا ہے۔

(۲) دوسرا مخرج تین ہے اس میں سے ایک تہائی اور دو تہائی حصہ نکلتا ہے۔

(۳) تیسرا مخرج چار ہے۔ اس سے چوتھائی حصہ مراد ہوتا ہے۔

(۴) چوتھا حصہ چھ ہے۔ اس میں چھٹا حصہ دیا جاتا ہے۔

(۵) پانچواں مخرج آٹھ ہے۔ اس میں آٹھواں حصہ نکلتا ہے۔

اگر ترکہ پانے والے ایسے لوگ ہیں جن میں سے ایک کو

---

(۱) یعنی وہ اعداد جو میراث میں حصہ کی نوعیت کی وضاحت کرتے ہیں وہ چھ ہیں۔

چوتھائی ملے گا۔ اور ایک کو چھٹا تو اصل فریضہ بارہ سے تقسیم ہوگا۔ لیکن اگر ترکہ پانے والوں کا حصہ آٹھواں اور چھٹا ہے تو بیس سے تقسیم ہوگا۔ اگر ترکہ کم پڑ جائے تو جتنے نمبر سے کم پڑ رہا ہے اسی نمبر سے اصل ترکہ کو ضرب دیدیا جائے گا۔ اور حاصل ضرب کو سب پر تقسیم کیا جائے گا، بشرطیکہ میراث پانے والوں کے عدد اور اُن کے فریضوں میں توافق نہ ہو۔ اگر توافق ہے تو اس عدد سے ضرب دیا جائے گا کہ جو دونوں کو برابر سے تقسیم کردے۔ یعنی فریضہ اور اعداد کا ذواضعاف اقل نکال لیا جائے گا اور اس سے فریضہ تقسیم ہوگا۔ (جیسے فریضہ ہے چھ اور اعداد ہیں آٹھ۔ ظاہر ہے چھ، آٹھ پر تقسیم نہیں ہوسکتا اور یہ دونوں عدد ایک تیسرے عدد (دو) سے کٹ بھی سکتے ہیں۔ تو چھ اور آٹھ کا ذواضعاف اقل لے لیا جائے گا۔ اور وہ ۲۴ ہے اب اصل فریضہ چھ نہیں بلکہ چوبیس ہے)۔

مثلاً ماں باپ ہوں اور چھ لڑکیاں ہوں تو وہ عدد جو ان کے فریضہ کو تقسیم کرسکتا ہے وہ تین ہو جائے گا۔ اور اسی سے ان کے فریضیہ کو ضرب دے کر حاصل ضرب سے تقسیم کر دیا جائے گا۔

اگر فریضیہ کم پڑ جائے مثلاً اس طرح سے کہ وارثوں میں اولاد کے ساتھ شوہر یا زوجہ بھی ہو تو ترکہ کی کمی کا نقصان بیٹیوں کو ہوگا۔

اگر شوہر یا زوجہ کے ساتھ ایک بہن یا کئی بہنیں ہیں

اور فریضہ کم پڑ رہا ہے تو شوہر یا زوجہ اپنا پورا حصہ لیں گے اور جو کمی پڑے گی وہ بہنوں پر پڑے گی۔ اگر حقیقی بہنیں ہیں تب بھی کمی پڑے گی۔ «علاتی» ہیں تب بھی لیکن «اخیافی» بہنوں پر کمی نہیں واقع ہوگی۔

اگر فریضہ بڑھ جائے تو شوہر یا زوجہ کے علاوہ دوسرے حقداروں پر تقسیم کیا جائے گا۔

اگر ماں کے ساتھ بھائی بھی ہوں تو ماں کو بھی مزید حصہ نہیں دیا جائے گا اگرچہ بھائی خود بھی حصہ نہ پائیں گے۔

اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اس میں میراث پانے کے دو سبب موجود ہوں تو فریضہ بڑھنے کی صورت میں وہ رد کا بھی سب سے زیادہ مستحق ہے۔

اگر تقسیم میراث سے پہلے ہی کوئی وارث مرجائے تو دو فریضے مانے جائیں گے اور دوسرے فریضہ کو پہلے فریضہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو فریضہ مان کر میراث تقسیم ہوگی۔

ولدت ملاعنہ[1]، ولد زنا، حمل اور گمشدہ کی میراث

ولد ملاعنہ کی میراث ماں کو ملے گی یا خود ماں کے رشتہ دار کو ملے گی۔ اس کا بیٹا، اس کی زوجہ اور اس کا شوہر بھی میراث کے وارث ہوں گے۔ اور وہ خود ان کا وارث

---

(۱) ولدملاعنہ، وہ شخص جس کے ماں، باپ میں لعان ہوچکا ہو (لعان کی تفصیل گزر چکی ہے)

ہوگا۔ لیکن باپ میں اور اس میں میراث تقسیم نہ ہوگی (یعنی نہ تو وہ باپ کا وارث ہوگا اور نہ باپ کو اس کی میراث ملے گی) اور نہ ہی باپ کے رشتہ دار اس کی میراث پائیں گے۔

اگر ایسا شخص مرجائے اور وارثوں میں چند حقیقی بھائی اور مادری بھائی چھوڑے تو حقیقی اور مادری بھائیوں میں میراث برابر سے تقسیم ہوگی (اس لئے کہ حقیقی اور مادری بھائی ماں کے رشتہ سے برابر ہیں اور باپ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے)۔

ولد زنا کا وارث نہ زانیہ (ماں) ہوگی اور نہ زانی (باپ) اور نہ ہی اسکے ماں باپ کے رشتہ دار وارث ہوں گے۔ ولد زنا بھی ان کا وارث نہ ہوگا۔ ولد زنا کی اولاد، زوجہ، شوہر اس کے وارث ہوں گے اور وہ ان کا وارث ہوگا۔ اور اگر یہ لوگ نہیں ہیں تو امام وارث ہوں گے۔

حمل :۔ حمل اگر اس وقت ساقط ہو جب اس میں زندگی پیدا ہوچکی ہو تو وہ وارث ہوگا ورنہ نہیں۔

ولادت سے پہلے حمل کے واسطے دو مردوں کا حصہ بطور احتیاط مخصوص کردیا جائے گا اور صاحبان فریضہ کو ان کا کم سے کم حصہ تقسیم کیا جائے گا۔

جنین (وہ بچہ جوماں کے پیٹ میں ہو اور اس میں زندگی پیدا ہوچکی ہو) کا خون بہا، ماں باپ کو ملے گا اور ماں باپ کے عزیزوں کو ملے گا۔ یا ان کو ملے گا جو باپ کے رشتہ دار ہوں گے۔

گم شدہ شخص کی میراث اس وقت تقسیم ہوگی جب اتنی مدت گزر جائے کہ عام طور سے لوگ اتنے عرصہ تک زندہ نہ رہتے ہوں۔

خنثیٰ کی میراث

خنثیٰ وہ شخص ہے جس میں مرد اور عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں۔ جس سے پہلے پیشاب آجائے اسی سے خنثیٰ کو نامزد کیا جائے گا۔ اگر دونوں مقامات سے ساتھ ساتھ پیشاب آئے تو دیکھا جائے گا کہ آخر میں پیشاب کس مقام سے منقطع ہوتا ہے۔ اگر اس صورت میں بھی سلسلہ برابر ہو تو اس کو مرد کا نصف حصہ اور عورت کا نصف حصہ میراث میں دیا جائے گا۔

اگر میت کے وارثوں میں ایک لڑکا اور ایک خنثیٰ ہو تو ان دونوں کو ایک بار دو بیٹے فرض کیا جائے گا اور ایک بار ایک بیٹا اور ایک بیٹی فرض کیا جائے گا اور ایک کے فریضہ کو دوسرے میں ضرب دیا جائے گا پھر حاصل ضرب کو دونوں حالتوں میں تقسیم کیا جائے گا اس صورت میں حاصل ضرب بارہ آئے گا۔ خنثیٰ کو پانچ اور بیٹے کو سات ملے گا۔

اگر خنثیٰ کے ساتھ بیٹی کو ہو تو بیٹی کو پانچ اور خنثیٰ کو سات ملے گا۔

اگر خنثیٰ کے ساتھ بیٹی اور بیٹا دونوں ہوں تو فریضہ چالیس سے تقسیم ہوگا۔

اگر دونوں علامتیں نہ ہوں تو قرعہ اندازی کی جائے گی اور اسی اعتبار سے میراث ملے گی۔

جس کے دو سر اور دو بدن ہوں لیکن دھڑ ایک ہی ہو تو اُسے جگایا جائے گا اگر ساتھ ساتھ دونوں حصے جاگیں تو وہ ایک ہے ورنہ دو اور میراث میں بھی اس کا لحاظ کیا جائے گا۔

غرق ہونے والے اور دب کر مرجانے والے کی میراث

ان میں اس شرط کے ساتھ میراث جاری ہوگی جبکہ ان میں سے کسی ایک نے کچھ مال چھوڑا ہو اور یہ ایک دوسرے کے وارث ہونے کی حیثیت میں بھی ہوں یہ حکم غرق ہونے اور دبنے کے علاوہ دوسری جگہ نہیں ہے۔ اگر شرائط پائے جائیں تو دونوں غرق ہونے والے ایک دوسرے کے ذاتی مال میں سے ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔ لیکن جو مال ان کو دوسرے سے وراثت میں ملا ہے اس میں میراث جاری نہ ہوگی۔

جو شخص میراث میں کم حصہ پاتا ہے اس کی میراث پہلے تقسیم ہوگی یعنی اگر باپ اور بیٹا ڈوب جائیں تو پہلے بیٹے کی موت فرض کی جائے گی۔ اور باپ کو اس کا حصہ دیا جائے گا۔ پھر بیٹا باپ کے ترکہ میں سے اپنے حصہ کا وارث ہوگا۔ (یعنی اس کی اولاد کو یہ حق ملے گا) لیکن بیٹے کی میراث سے باپ کو جو حصہ ملا تھا۔ اس میں سے

بیٹے کو میراث نہیں ملے گی۔ ان دونوں میں، ہر ایک کا حصہ ان کے وارثوں کو دے دیا جائے گا۔

اگر دو بھائی ڈوب گئے اور ان میں سے ایک نے کچھ مال چھوڑا تو وہ مال دوسرے وارثوں کو منتقل ہوگا۔ اور اگر کوئی وارث نہیں ہے تو امام کو ملے گا۔

میراث مجوس

یہ لوگ ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔ (۱) سبب کے رشتہ سے۔ (۲) نسب کے رشتہ سے، خواہ نسب صحیح ہو یا غلط ہو۔ اگر کوئی شخص زوجہ چھوڑکر مرے اور وہ دو رشتوں سے میراث کی حقدار ہو تو اس کو دونوں حصے ملیں گے اگر دو رشتہ ایسے ہیں کہ ایک رشتہ دوسرے رشتہ کے لئے رکاوٹ بن رہا ہے تو رشتہ دار صرف اس رشتہ کا ترکہ پائے گا جو رشتہ دوسرے کے لئے مانع ہے مثلاً میت کی بیٹی ہے اور وہ میت کی نواسی بھی ہے تو اس کو ترکہ بیٹی کے لحاظ سے ملے گا نواسی کے لحاظ سے نہیں۔

فیصلہ

قاضی میں مندرجہ ذیل صفات کا ہونا ضروری ہیں۔

(۱) بالغ ہونا۔ (۲) عاقل ہونا۔ (۳) مومن ہونا۔
(۴) عادل ہونا۔ (۵) عالم ہونا۔ (۶) حلال زادہ ہونا۔
(۷) حافظہ کا قوی ہونا۔

متعلقہ مسائل:۔ قاضی کے لئے علماء کے فتوے کافی نہیں

ہیں (بلکہ اس میں اتنی صلاحیت ہونی چاہئے کہ وہ خود مسائل کا استنباط کر سکے)

اس کو امام کی طرف سے فیصلہ کی اجازت بھی ہو۔

غیبت امام میں مجتہد جامع الشرائط کے فیصلوں کو نافذ کیا جائے گا۔

<u>مستحبات</u> :- (۱) جس شہر میں کوئی شخص قاضی بن کر جائے تو اس شہر میں اس کے آنے کی اطلاع کرنا۔

(۲) قاضی کا وسط شہر میں قیام کرنا۔

(۳) فیصلہ کے وقت پشت بقبلہ بیٹھنا۔

(۴) سابقہ قاضی سے دفتر، امانتیں اور اسناد (ریکارڈ) وصول کرنا۔

(۵) قیدیوں کے قید ہونے کی وجہ دریافت کرنا۔

(٦) گواہی کے وقت گواہوں سے الگ الگ دریافت کرنا۔

(۷) علماء سے مشورہ کرنا۔

مکروہات :- غصہ، بھوک پیاس، غم اور خوشی کی کیفیات میں فیصلہ کرنا۔

(۲) دربان مقرر کرنا۔

(۳) گواہوں کا ایک مخصوص گروہ مقرر کرنا۔

نوٹ :- امام اپنے علم کے مطابق حکم دے گا اور غیر امام یعنی قاضی یا مجتہد اپنے علم کے مطابق حکم دے گا جب

علم نہ ہو تو گواہوں کی شہادت کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا بشرطیکہ گواہوں کی عدالت معلوم ہو۔ مطلق عدالت کا ثبوت کافی ہے۔ اگر کسی شخص کے عادل اور فاسق ہونے کے ثبوت مساوی ہوں تو اس کی گواہی قابل قبول نہیں ہے۔

محرمات :۔ رشوت لینا۔ اگر کسی نے رشوت لی ہے تو واجب ہے کہ اسے واپس کردے۔ خواہ فیصلہ حق کے مطابق ہی کیا ہو۔

اگر مدعی، مدعاعلیہ کو طلب کرنے کی درخواست کرے تو قاضی پر لازم ہے کہ درخواست منظور کرے۔ البتہ پردہ‌دار عورت اور بیمار کو طلب نہیں کیا جا سکتا۔ ان دونوں کے پاس کسی شخص کو بھیجنا چاہئے تاکہ وہ مدعی اور مدعاعلیہ میں فیصلہ کردے۔

<u>کیفیت حکم</u> :۔ (۱) قاضی پر واجب ہے کہ فریقین سے بات کرنے میں، سلام لینے میں، بیٹھنے کے لئے جگہ دینے میں، دیکھنے میں اور خاموشی میں برابری کا سلوک کرے۔

(۲) مکمل انصاف پر مبنی فیصلہ کرے۔

(۳) کسی فریق کو کچھ نہ سکھائے۔

(۴) جو شخص پہلے دعویٰ کرے اس کی بات پہلے سنے۔

(۵) اگر دو شخص ایک وقت دعوی پیش کریں تو پہلے اس شخص کا دعویٰ سنے جو فریق دائیں طرف ہو۔ اگر مدعاعلیہ دعوے کو قبول کر لے، اور وہ بالغ و عاقل اور

مختار بھی ہو تو قاضی کو چاہئے کہ اس پر دعویٰ ثابت کردے اگر وہ اُس کے باوجود مطالبہ پورا کرنے سے انکار کردے اور مدعی اس کو قید کرنے کی درخواست پیش کرے تو قاضی کو چاہئے کہ اُسے قید کردے ۔

(٦) اگر مدعی فیصلہ کی تحریری شکل چاہتا ہوں تو قاضی کو فیصلہ تحریر کر دینا چاہئے بشرطیکہ وہ مدعی کے نام و نسب سے واقف ہو یا دو گواہ اس کی شناخت کردیں ورنہ مدعی کا حلیہ تحریر کر دے ۔

(٧) مدعا علیہ تنگدستی کا عذر پیش کرے اور قاضی پر اس کا عذر ثابت بھی ہوجائے تو مدعا علیہ کو مہلت دے دینی چاہئے ۔ اگر تنگدستی ثابت نہ ہو تو مدعا علیہ پر لازم ہے کہ وہ ثبوت پیش کرے ۔ کہ جو مال میرے نام سے مشہور ہے وہ اصل میں میرا نہیں ہے ۔ یا اگر مدعی کا دعویٰ کسی خاص مال کے لئے ہو اور مدعا علیہ اسے ادا نہ کرسکنے کا عذر پیش کرے تو مدعا علیہ کو اتنا عذر ثابت کرنا ہوگا ۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو قسم دلانے کے بعد اس کی بات مان لی جائے گی ۔

(٨) مدعا علیہ ، مدعی کے داعویٰ سے انکار کرے تو قاضی کو مدعی سے گواہ طلب کرنا چاہئے ۔ اگر وہ گواہ پیش کردے تو گواہوں کے بیان کے مطابق قاضی فیصلہ دے ۔ اور اگر گواہ نہ ہوں تو مدعی کو اختیار ہے کہ مدعا علیہ سے انکار کی قسم لے اور قاضی پر فرض ہے کہ وہ مدعا علیہ کو قسم

دلائے - البتہ مدعی کی درخواست کے بغیر مدعا علیہ سے قسم نہیں لینی چاهئیے - مدعا علیہ اگر خود قسم کھائے یا مدعی کی خواهش کے بغیر قاضی خود قسم دلائے تو اس قسم کا کوئی اعتبار نہ هوگا -

(۹) مدعا علیہ قسم سے انکار کرے تو مدعی کو قسم کھانی هوگی - قسم کے بعد اس کا دعویٰ ثابت سمجھا جائے گا - لیکن اگر قسم کھانے سے انکار کردے تو دعویٰ باطل ٹھہرے گا -

(۱۰) اگر مدعا علیہ انکار کی قسم کھائے اور پھر بعد میں کسی وقت مدعا علیہ کا مال مدعی کے قبضہ میں آجائے تو مدعی کو اختیار نہیں هے کہ وہ اس مال کو اپنے قرضہ میں دبالے اس سلسلے میں مدعی کی دلیلیں سماعت کے قابل نہیں سمجھی جائیں گی -

(۱۱) اگر مدعا علیہ میت هے تو مدعی پر لازم هے کہ میت کے قرضدار هونے کا ثبوت پیش کرے اور بقائے قرض کے لئے مذید قسم بھی کھائے -

(۱۲) اگر مدعا علیہ دعوے کے جواب میں کسی عارضہ کی وجہ سے نہ بول سکے تو اس کی زبان یا اشارہ سمجھنے والے کی ضرورت هوگی - اس کے ترجماں کی تعداد کم سے کم دو هونی چاهئیں - اگر خاموشی کسی عارضہ کی وجہ سے نہیں بلکہ عناد یا کسی اور وجہ سے هے تو مدعا علیہ کو اس وقت تک قید کیا جائے گا جب تک کہ وہ اپنی زباں نہ کھولے -

حلف

حلف اللہ کے نام کے بغیر جائز نہیں ہے - ذمی کے مذہب میں اگر اس سے زیادہ کوئی خوف کی چیز ہو تو اسے اس کی قسم دلا سکتے ہیں -

حلف لینے والے کی پہلے نصیحت کرنی مستحب ہے - اگر اس پر نصیحت کارگر نہ ہو تو اسے خوف دلائیں اور اگر اس پر بھی نہ مانے تو اس سے سختی سے پیش آئیں - اس کی نوعیت مقام اور وقت کے لحاظ سے بدلتی رہے گی -

کیفیت حلف :- اس طرح قسم کھانی کافی ہے کہ خدا کی قسم میرے فلاں شخص کا فلاں قرض نہیں ہے - گونگے کی قسم اشارہ سے ہوگی -

قسم دلانے کے لئے امکان پر مجلس قضا میں لے جانا چاہئے قسم کی بنیاد یقین پر ہونی چاہئے - البتہ اگر کسی غیر شخص کے فعل کے نفی کی قسم کھائے تو یہ کہدینا کافی ہے کہ میں نہیں جانتا -

اگر مدعا علیہ یہ دعویٰ کرے کہ میں مدعی کا قرض ادا کرچکا ہوں یا مدعی نے مجھے قرض سے بری کردیا ہے تو ایسی حالت میں مدعا علیہ، مدعی ہو جائے گا -

حد، عدم علم اور غیر کے لئے مال ثابت کرنے کے سلسلہ میں قسم نہیں ہوگی - اگر ایک عادل گواہ پہلے گواہی دے پھر مدعی قسم کھائے تو دعویٰ مال اور قرض کے سلسلہ میں ثابت

سمجھا جائے گا۔ لیکن رویت ہلال، طلاق اور ایسا امر جس میں قصاص ہوتا ہو اس میں ایک عادل کی گواہی سے دعویٰ ثابت نہ ہوگا۔

اگر حاکم کے سامنے دو عادل شخص گواہی دیں کہ سابقہ حاکم نے ایسا حکم جاری کیا تھا تو حاکم ثانی کو اختیار ہے کہ وہ اسی حکم کو جاری کردے بشرطیکہ وہ حکم خلاف شرع نہ ہو۔

مدعی :۔ مدعی کے لئے شرط ہے کہ وہ بالغ اور عاقل ہو۔ جس چیز کے لئے وہ دعویٰ کررہا ہے اس میں اس کی ملکیت صحیح بھی ہو۔ مدعی اگر بالغ نہیں ہے تو اس کی طرف سے اس کا ولی دعویٰ کرے گا۔ مدعی کو حق ہے کہ جس چیز کا اس نے دعویٰ کیا ہے۔ اُسے مدعا علیہ سے کسی طرح لے لے بشرطیکہ وہ چیز بعینہ موجود ہو اور فساد کا خوف بھی نہ ہو۔

اگر قرض کا دعویٰ ہے اور مدعا علیہ انکار کر رہا ہے، مدعی کے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں ہے تو اس صورت میں جس طرح بن پڑے مدعی اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔ اگر مدعا علیہ اقرار کے باوجود قرض ادا نہ کرتا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

اگر کوئی شخص ایسے مال پر دعویٰ کرے جو کسی کے قبضہ میں نہ ہو تو مدعی کے دعوے کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

اگر مدعا علیہ غائب ہے اور مدعی اپنے دعوے کے لئے ثبوت بھی رکھتا ہے تو اسی کے دعوے کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ اور اس کی ادائیگی میں مدعی سے ضامن لے کر مال مدعی کے سپرد کردیا جائے گا۔ تاکہ اگر مدعا علیہ کسی وقت حاضر ہو کر اپنا عذر پیش کرے تو مدعی سے مال واپس لیا جاسکے۔

اگر دو آدمی ایسے کسی مال پر دعویٰ کریں جو دونوں کے قبضہ میں ہوں تو ایسا مال دونوں پر برابر، برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کو حق ہے کہ وہ دوسرے سے قسم لے لے۔

اگر ایک شخص کے قبضہ میں مال ہو تو مال اس شخص کو ملے گا جو قسم کھا کر اپنا دعویٰ ثابت کر رہا ہے۔

اگر مال کسی تیسرے شخص کے پاس ہے اور دو شخصوں میں جھگڑا ہو تو یہ تیسرا آدمی جس کی موافقت میں تصدیق کرے گا اسی کو مال ملے گا۔ اور دوسرے کو حق رہے گا کہ وہ پہلے شخص کو قسم کھلائے۔ یہ تیسرا شخص اگر دونوں کی تصدیق کرے تو مال دونوں پر برابر سے تقسیم ہوگا۔ اس صورت میں بھی یہ دونوں ایک دوسرے کو قسم دلا سکتے ہیں۔ اگر تیسرا شخص دونوں کے دعوے سے انکار کرے تو مال دونوں کو نہیں ملے گا بلکہ تیسرے کے پاس رہے گا۔

اگر شوہر اور زوجہ میں گھر کے مال پر جھگڑا ہو تو بعض علماء کے قول کے مطابق جو مال مرد کے قابل ہے وہ مرد کو اور جو عورت کے قابل ہے وہ عورت کو دیا جائے گا

اور بقیہ مشترکہ مال دونوں پر تقسیم کیا جائے گا ۔ لیکن شیخ ابوجعفر طوسی نے کتاب « مبسوط » میں لکھا ہے کہ اگر دونوں کا قبضہ ہے تو تمام مال برابر کیا جائے گا ۔ اگر دونوں کے گواہ ایک دوسرے کے خلاف ہوں تو مال تیسرے شخص کے پاس رکھا جائے گا ۔ جب قابض کے گواہ کسی ایک کی ملکیت کی گواہی دیں تو مال اسی کو مل جائے گا ۔

اگر مال پر فریقین کا قبضہ ہے تو مال دونوں پر برابر تقسیم کیا جائے گا ۔ اگر مال کسی تیسرے شخص کے پاس ہے تو جس کے گواہ زیادہ عادل ہوں مال اس کو ملے گا ۔ اگر طرفین کے گواہ عدالت میں برابر ہوں تو جس کے گواہ تعداد میں زیادہ ہوں گے اس کو ملے گا اگر تعداد میں بھی برابر ہوں تو قرعہ اندازی ہوگی جس کے نام قرعہ نکلے اس سے قسم لے کر مال اُسی کو دیدیا جائے گا ۔ اگر وہ انکار کرے تو دوسرے سے قسم لیں گے اور وہ بھی انکار کردے تو مال دونوں پر برابر سے تقسیم کردیا جائے گا ۔

گواہ کے صفات

گواہ میں مندرجہ ذیل چھ صفات ہونی ضروری ہیں :

(۱) بالغ ہونا ۔ (۲) عاقل ہونا ۔ (۳) صاحب ایمان ہونا ۔ (۴) عادل ہونا ۔ (۵) بدنام نہ ہونا ۔ (٦) حلال زادہ ہونا ۔

بچوں کی گواہی اس صورت میں قابل قبول ہے جب ان کی عمر کم سے کم دس سال ہو اور ان کے بیان میں اختلاف نہ ہو اور کسی حرام کام پر ان کا اتفاق نہ ہو ۔

ذمی کی گواہی وصیت کے معاملہ میں صرف اس وقت قبول کی جا سکتی ہے جب کسی مسلمان گواہ کا ملنا ممکن نہ ہو۔

فاسق کی گواہی اس وقت تک قبول نہ کی جائے گی جب تک کہ وہ اپنے فسق سے توبہ نہ کرلے حصہ‌دار کی گواہی حصہ‌دار کے لئے اس میں قابل قبول نہ ہوگی جس میں وہ خود حصہ دار ہے۔

ولی کی گواہی اس چیز میں قابل قبول نہ ہوگی جس کا وہ خود ولی ہے، اور یہی حکم وکیل کے لئے بھی ہے۔

جو شخص عام طور سے الزام لگاتا رہتا ہے گواہ کی حیثیت سے وہ بھی ناقابل اعتبار ہوگا۔

باپ کے خلاف بیٹے کی گواہی قبول نہ ہوگی البتہ باپ کی گواہی بیٹے کے خلاف قبول کی جا سکتی ہے باپ اور بیٹا ایک دوسرے کی موافقت مین گواہی دے سکتے ہیں۔ یہی حکم شوہر اور زوجہ کا بھی ہے۔

غلام کی گواہی آقا کے خلاف قابل قبول نہ ہوگی۔ اگر غلام کسی دوسرے کے خلاف گواہی دے تو اس کی گواہی کے اعتبار میں دو قول ہیں۔

اگر مالک غلام کو آزاد کردے تو غلام آقا کو موافقت اور مخالفت دونوں میں گواہی دے سکتا ہے۔

خود سے گواہ بننے والے کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔

رویت ہلال، طلاق اور تعزیرات کے سلسلہ میں عورتوں کی گواہی کا اعتبار نہ ہوگا۔

تعزیرات اور مالیات میں عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ قبول کی جائے گی۔

عورتوں کے باطنی امراض کے سلسلہ میں عورتوں کی گواہی معتبر ہے۔

مال کے ۱/۴ حصہ کی وصیت میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔

شہادت سے متعلق اہم مسائل :۔ (۱) گواہ کو علم کے بغیر گواہی نہیں دینی چاہئیے۔ ملکیت میں گواہ کا قابض کو تصرف کرتے ہوئے دیکھ لینا کافی ہے۔

(۲) نسب، عام ملکیت، وقف اور نکاح میں صرف سن لینا ہی کافی ہے خواہ گواہ نے صرف اقرار کرتے ہوئے سنا ہو اور اس سے یہ بھی کہا گیا ہو کہ تم گواہی نہ دینا۔

(۳) علم کے باوجود گواہ کا گواہی نہ دینا جائز نہیں ہے۔ جس شخص کو نہ جانتا ہو اس کے خلاف گواہی اس وقت تک نہیں دینی چاہئیے جب تک دو عادل گواہ اس کے بارے میں نہ بتا دیں۔ نامحرم عورت کو گواہی کی غرض سے دیکھنا جائز ہے۔

(۴) قرض، مال اور حقوق کے سلسلہ میں گواہی کے خلاف گواہی قبول کی جاسکتی ہے۔ لیکن حدود میں نہیں۔ اصل گواہ کے خلاف گواہی دینے والے کم سے کم دو ہونے

چاہیں ۔ اصل گواہوں میں سے ایک کے خلاف دو شخص گواہی دیں اور دوسرے کے خلاف دیگر دوسرے دو گواہ گواہی دیں تب بھی شہادت قابل قبول ہو سکتی ہے لیکن تیسری مرتبہ گواہی قبول نہ ہوگی ۔

(۵) اگر فیصلہ سے پہلے گواہ اپنے بیان سے پلٹ جائیں تو ان کی گواہی باطل ہے ۔ لیکن فیصلہ کے بعد پلٹنے پر فیصلہ کا حکم لاگو نہیں ہوگا لیکن گواہوں کو ضرور تادیب کی جائے گی ۔ اگر گواہوں کا رشوت لینا ثابت ہوجائے تو رشوت کا مال ان سے واپس لیا جائے گا ۔ اور اگر اُنہوں نے مال تلف کردیا ہے اور واپس کرنے سے معزور ہیں تو ان کو ضامن دینا ہوگا ۔

قتل کے گواہ قصاص کے بعد اگر کہیں کہ ہم سے غلطی ہوگئی تو ان کو سزا دی جائے گی ۔ اور اگر یہ کہیں کہ ہم نے عمداً غلط گواہی دی تو ان سے قصاص لیا جائے گا ۔

چوری کی گواہی دینے والے اگر یہ کہیں کہ ہم کو وہم ہوگیا تھا اصل چور تو دوسرا ہے جس شخص کے خلاف گواہوں نے گواہی دی تھی ان گواہوں سے ہاتھ کالے جانے کا خون بہا لیا جائے گا ۔ ان گواہوں کو اپنے دوسرے بیان سے پلٹنے کا اختیار نہیں ہے ۔

تعزیرات[1]

زنا کی سزا :- کسی عورت سے ناجائز جنسی تعلق قائم کرنے کو زنا کہتے ہیں ، یہ جرم ہے اور قابل سزا ہے - بشرطیکہ مجرم بالغ ہو ، عاقل ہو ، زنا کی حرمت سے واقف ہو اور صاحب اختیار ہو - کسی ایسی عورت سے عقد کرنا جس سے نکاح جائز نہیں ہے ، جرم ہے اور ایسا شخص مستحق سزا ہے -

کسی اجنبی عورت سے بیوی کے شبہ میں جنسی تعلق قائم کرلینے پر مرد مستحق سزا نہ ہوگا - بلکہ عورت سزا کی مستحق ہوگی - اگر مرد زوجیت کا دعویٰ کرے یا کوئی ایسا پہلو سامنے آئے جس سے شبہ کی تقویت ہوتی ہو تو حد ساقط ہوجائے گی -

ایسی عورت سے عمداً عقد کرنا جو عدۃ میں ہو جرم ہے - اگر دخول بھی کر لیا ہے تو حد جاری ہوگی - یہ ہی حکم عورت کے لئے بھی ہے[2] - اگر ان دونوں میں سے کوئی یہ عذر

---

(۱) اس باب میں مصنف نے حد اور تعزیر دو لفظیں عام طور سے استعمال کی ہیں - حد سے مراد وہ سزا ہے جو از روئے سزا معین ہے - مثلاً زنا کی سزا سو کوڑے اور تعزیر سے مراد وہ سزا ہے جو حاکم شرح مجرم کو موقع اور محل کے لحاظ سے مناسب سمجھ کر دے - ہم نے ترجمہ میں اس بات کا لحاظ رکھا ہے کہ معینہ سزا کے لئے لفظ «حد» استعمال کی ہے اور غیر معینہ کے لئے سزا لکھی ہے -

(۲) کوئی عورت عدۃ کے دوران عمداً عقد کرے تو اس پر حد جاری ہوگی -

پیش کرے کہ ہمیں مسئلہ معلوم نہیں تھا اور اس عذر کا احتمال بھی ہو تو یہ عذر قبول کرلیا جائیے گا - اگر اندھا زنا کرے اور کوئی ایسا احتمال بھی نہ ہو جس سے کسی غلط فہمی کا شبہ ہو تو اس پر حد جاری ہوگی -

زنا کا ثبوت :- (۱) مجرم خود چار بار اقرار کرے - (۲) چار عادل مرد گواہی دیں (۳) تین مرد اور دو عورتیں گواہی دیں -

اگر دو مرد اور چار عورتیں گواہی دیں تو ان کی گواہی کی بنیاد پر کوڑے مارے جاسکتے ہیں لیکن سنگسار نہیں کیا جا سکتا ہے -

ایک مرد اور کئی عورتوں کی گواہی قبول نہ کی جائیے گی خواہ عورتیں تعداد میں زیادہ ہوں -

گواہ چار سے کم ہوں تو اُن پر بہتان کی سزا جاری کی جائیے گی -

گواہوں کا اپنے بیان میں ہر اعتبار سے یکساں ہونا ضروری ہے -

مقدمات زنا ثابت ہونے پر مجرم کو سزا دی جائیے گی -

کوئی شخص کسی ایسے فعل کا اقرار کرے جو سنگساری کا سبب ہو اور پھر وہی شخص اپنے بیان سے پھر جائیے تو اسے سزا ساقط ہو جائیے گی[1] - البتہ اگر کوئی شخص ایسے

(۱) اس لئے کہ اگر مجرم چار بار اقرار کرے تب اس کا انکار نا قابل قبول ہوجاتا ہے اس سے کم اقرار پر انکار کی صورت میں اس سے حد ساقط ہو جائیے گی -

جرم کا اقرار کرے جس پر سنگساری تو نہیں لیکن حد جاری ہوتی ہو تو اقرار کے بعد اس کا انکار قبول نہیں کیا جائے گا۔

زنا کے اقرار کے بعد اگر کوئی شخص توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کرنے کا اختیار ہے۔ گواہی گذرنے کے بعد توبہ کرے تو توبہ قبول نہ کی جائے گی اور حد جاری ہوگی۔ اگر گواہی اور اقرار سے پہلے امام کے رو برو توبہ کرلے تو حد ساقط ہے۔

سزا کی دفعات

(۱) قتل :- اگر کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ یا کسی ایسی عورت کے ساتھ جو نسبی یا رضاعی اعتبار سے اس پر حرام ہے، زنا کرے، یا ذمی مسلمان عورت سے زنا کرے یا کوئی شخص کسی سے زنا بالجبر کرے تو ان تمام صورتوں میں زانی کو قتل کیا جائے گا۔

(۲) سو کوڑے :- نا بالغ بچی یا مجنون عورت سے زنا کرے تو زانی کو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۳) سو کوڑے اور سنگساری :- شادی شدہ مرد یا شادی شدہ عورت زنا کرے تو انہیں پہلے سو کوڑے لگائے جائیں گے بعد میں سنگسار کیا جائے گا۔

صلح کے بعد کوئی شخص رجوع کرے تو رجوع اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک کہ مقاربت نہ ہو جائے۔

(۴) سنگسار کرنا :۔ شادی شدہ عورت نابالغ لڑکے سے بد فعلی کی مرتکب ہو تو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور دیوانے سے بد فعلی کرے تو سنگسار کی جائے گی۔

زانی غیر شادی شدہ ہو تو اس کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اس کا سر مونڈا جائے گا اور ایک سال کے لئے شہر بدر کیا جائے گا۔ لیکن عورت اور غلام کو نہ تو شہر بدر کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے بال مونڈے جائیں گے۔

سزا کے بعد دوبارہ زنا کرنے پر حد جاری ہوگی حد جاری ہونے سے پہلے کئی بار زنا کرنے پر صرف ایک حد جاری ہوگی۔

جس شخص پر پہلے دو حدیں جاری ہوچکی ہوں پھر وہ تیسری بار زنا کرے تو اسے قتل کردیا جائے گا۔ لیکن بعض علماء کے نزدیک چوتھی بار اسے قتل کیا جائے گا۔ یہی حکم عورت کے لئے ہے۔

غلام کو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ یہی حکم کنیز کے لئے بھی ہے۔

غلام اور کنیز اگر سات مرتبہ زنا کریں اور ہر بار ان پر حد جاری ہوچکی ہو تو آٹھویں مرتبہ اُنہیں قتل کردیا جائے گا۔ اور ایک قول کے مطابق نویں بار میں قتل کیا جائے گا۔

متعلقہ مسائل :۔ (۱) حاکم کو اختیار ہے کہ ذمی کو خود سزا دے یا اس کی قوم کے سپرد کردے تاکہ اس کی قوم اس پر حد جاری کرسکے۔

(۲) حاملہ پر اس وقت تک حد جاری نہ ہوگی جب تک وضع حمل نہ ہوجائے اور بچہ دودھ پینا نہ چھوڑ دے۔

(۳) بیمار پر اور اس عورت جس کو خون استحاضہ ارھا ہو اس وقت تک حد جاری نہ ہوگی جب تک وہ اچھے نہ ہو جائیں البتہ اگر انہوں نے ایسا جرم کیا ہے جس کی سزا سنگساری ہے تو انہیں فوراً سنگسار کیا جاسکتا ہے۔ اگر بیمار کو بیماری کی حالت میں حد جاری کرنے میں کوئی خاص مصلحت ہو تو سو درے ایک جگہ باندھ کر ایک دفعہ مار دینا کافی ہے۔

گرمی اور سردی کی شدت میں، دشمن کی زمین پر، حرم میں پناہ لینے والے پر حد نہیں جاری ہوگی۔ حرم میں پناہ لینے والے پر کھانا پانی بند کر دینا چاہئے تاکہ وہ حرم سے باہر نکلے اور اس پر حد جاری ہوسکے حرم میں زنا کرنے والے پر حرم میں بھی حد جاری ہوسکتی ہے۔

(۴) درے مارنا اور سنگسار کرنا دونوں ضروری ہوں تو پہلے درے مارنے چاہئے پھر سنگسار کرنا چاہئے۔ مرد کو زمین میں کمر تک اور عورت کو سینہ تک گاڑکر کے سنگبار کرنا چاہئے۔

اگر مجرم بھاگ جائے اور جرم گواہوں کے ذریعہ سے ثابت ہو تو اسے گرفتار کرکے سنگسار کرنا چاہئے۔ اور اگر خود مجرم کے اقرار سے جرم ثابت ہوا ہو اور اس کے چند پتھر لگ بھی چکے ہوں تو اس کو گرفتار کرنا ضروری نہیں ہے۔

سنگسار کرنے میں گواہ ابتداء کریں اور اگر جرم اقرار سے ثابت ہوا ہے تو امام کو ابتدا کرنی چاہئیے ۔

(۵) کوڑے مارتے وقت مجرم (مرد) کو برھنہ کرکے سختی کے ساتھ کوڑے مارنا چاہئیے البتہ چہرہ اور شرمگاہ کو بچاکر کوڑا مارنا چاہئیے ۔

عورت کو بٹھاکر کپڑے لپیٹ کر اس کو کوڑا مارنا چاہئیے ۔

(٦) اگر غلام، مسلمان اور آزاد عورت رکھتے ہوئے آقا کی اجازت کے بغیر اس کی کنیز سے نکاح کرے تو اس پر زانی کی حدجاری ہوگی ۔

جو شخص اہم زمانے میں (جیسے رمضان المبارک وغیرہ) زنا کرے یا کسی مقدس مقام پر زنا کرے تو زنا کی سزا سے کچھ زیادہ ہی اس کو سزا دی جائے ۔

لواطہ[1] اور سحق[2]

لواطہ :۔ لواطہ اور سحق کے ثبوت کے لئے وہی شرائط ہیں جو زنا کے لئے ہیں ۔ اگر دخول ثابت ہوجائے تو تلوار وغیرہ سے اسے قتل کیا جائے گا یا سنگسار کیا جائے گا ۔

امام کو حق ہے کہ وہ مجرم کو جلا دیں یا کسی اور

---

۱ ۔ مرد کا مرد کے ساتھ بدفعل کرنے کو کہتے ہیں ۔

۲ ۔ عورت کا عورت کے ساتھ بدفعل کرنے کو سحق کہتے ہیں ۔ اس جرم کی سزا میں آزاد، غلام، مسلم، کافر، شادی شدہ اور غیر شادی شدہ سب برابر ۔

طرح قتل کردیں چاہے مجرم نے بچہ یا دیوانہ سے لواطہ کیا ہو۔

اگر دیوانہ یا بچہ کسی بالغ اور عاقل سے لواطہ کرنے تو دیوانہ اور بچہ پر حد جاری کی جائے گی اور بالغ و عاقل کو قتل کیا جائے گا۔

اگر غلام یہ عذر پیش کرے کہ اسے آقا نے فعل بد پر مجبور کیا تھا تو غلام پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ آقا پر حد جاری ہوگی۔

ذمی، مسلمان سے لواطہ کرے تو ذمی کو قتل کیا جائے گا خواہ اس نے دخول بھی نہ کیا ہو۔ اگر کسی کے ساتھ لواطہ میں دخول ہوا ہے تو وہ شخص قتل کردیا جائے گا۔

اور دخول نہ ہونے کی صورت میں اس کو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ اگر کسی شخص پر تین بار حد جاری ہوچکی ہو تو چوتھی بار اسے قتل کردیا جائے گا[1]۔

اگر دو اجنبی ایک چادر[2] میں برہنہ پائے جائیں تو انہیں

---

(۱) لواطہ کرنے والا اگر ثبوت سے پہلے توبہ کرے تو اس پر سے حد ساقط ہے۔ لیکن ثبوت کے بعد توبہ کرنے پر حد ساقط نہ ہوگی۔

(۲) ایسے لوگوں پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ سزا دی جائے گی۔ لیکن اگر تین بار ایسی حالت میں پائے جائیں تو ان پر حد جاری ہوگی۔ "نہایہ" میں ہے ان کو قتل کیا جائے گا۔

تیس سے ننانوے کوڑے تک لگائے جاسکتے ہیں۔ تعداد میں حاکم شرع کو اختیار ہے۔

اگر کوئی کسی لڑکے کا شہوت سے بوسہ لے تو اس کو بھی سزا دی جائے گی۔

سحق :۔ سحق کرنے والی عورتوں کو سو، سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ جن عورتوں پر تین مرتبہ حد جاری ہوچکی ہو چوتھی بار اُن کو قتل کردیا جائے گا۔ اس میں فاعلہ، مفعولہ نیز آزاد و کنیز سب برابر ہیں۔

ثبوت سے پہلے عورت توبہ کرلے تو حد ساقط ہے لیکن ثبوت کے بعد حد ساقط نہیں ہے۔

دو عورتیں ایک ہی چادر میں برہنہ پائی جائیں تو ان کو سزا دی جائے گی۔ دوسری مرتبہ حد جاری ہوگی اور (نہایہ) کے قول کے مطابق تیسری مرتبہ قتل کردی جائیں گی۔

دلالی[1] :۔ دلال کو پچھتر کوڑے لگائے جائیں گے۔ اس کا سر مونڈا جائے گا اور اس کی تشہیر کی جائے گی اور اس کو شہر بدر کردیا جائے گا[2]۔ دلال خواہ غلام ہو یا آزاد مسلمان ہو یا کافر سب کو یکساں سزا ملے گی۔ البتہ دلال

---

۱ ۔ مرد اور عورت کو زنا کے لئے ایک جگہ جمع کرنا یا دو مردوں کو لواطہ کے لئے جمع کرنا دلالی کہلاتا ہے۔

۲ ۔ «نہایہ» کے مطابق پہلی مرتبہ بھی شہر بدر کیا جائے گا اور شیخ مفید کے مطابق دوسری مرتبہ۔

عورت کو صرف کوڑے لگائے جائیں گے ، نہ تو اس کا سر ہی مونڈا جائے گا اور نہ اسے شہر بدر کیا جائے گا ۔

ثبوت :- دو عادل گواہوں کی گواہی سے یا مجرم کے دو مرتبہ اقرار سے جرم ثابت ہو جاتا ہے ۔

تہمت

بالغ و عاقل شخص اگر کسی بالغ و عاقل اور آزاد مسلمان پر زنا کی تہمت لگائے یا لواطہ کرے یا لواطہ کرانے کی نسبت دے یا ایسی کوئی لفظ کہے کہ جس سے عام طور سے لواطہ یا زنا کا مطلب سمجھا جاتا ہو تو ایسے شخص کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام ۔

اگر کوئی شخص اپنے فرزند کی ولدیت کا اقرار کرنے کے بعد کہے تو میرا بیٹا نہیں ہے ، یا کسی اور کے لئے کہے تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہے ، تو ایسے شخص پر حد جاری کرنا واجب ہے ۔

اگر کوئی شخص کسی کو زانی باپ کا یا زانیہ ماں کا بیٹا کہکر پکارے یا یہ کہے ہو او زانی ماں باپ کے بیٹے ، تو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے حد جاری ہوگی خواہ ماں اور باپ مسلمان ہوں اور وہ شخص جس پر تہمت لگائی جا رہی ہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو ۔

کافر ماں کے مسلمان بیٹے کے لئے کوئی شخص یہ کہے کہ تیری ماں زانیہ ہے تو اس کو سزا دی جائے گی ۔ حد

اس کی طرف سے جاری ہوگی جس پر الزام لگایا گیا ہے مخاطب کے لحاظ سے حد نہیں جاری ہوگی -

اگر کوئی شخص کسی کو یہ کہے تو نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے، یا فلاں مرد نے تجھ سے لواطہ کیا ہے، یا تو نے فلاں کے ساتھ لواطہ کیا ہے، تو متہم[1] پر دو حدین جاری ہونگی -

کوئی شخص اگر اپنی زوجہ سے یہ کہے کہ میں نے تجھے باکرہ نہیں پایا، یا کسی شخص سے یہ کہے کہ میں نے خواب میں تیری ماں سے بدفعلی کی ہے یا کسی کو فاسق کہے یا یہ کہے کہ تو شراب پینے والے، اور عام طور سے یہ چیزیں مخاطب میں نہ ہوں تو متہم کو سزا دی جائے گی -

اگر زنا کی نسبت بچہ، دیوانہ، کافر، غلام یا ایسے شخص کی طرف لگائی جائے جو علانیہ زنا کرتا رہتا ہے - تو ایسے متہم شخص کو سزا دی جائے گی -

باپ اپنے بیٹے پر الزام لگائے تو اُسے (باپ کو) بھی سزا دی جائے گی اگر کوئی شخص کسی جماعت پر الزام لگائے اور جماعت کے افراد مشترکہ طور پر احتجاج کریں تو متہم پر صرف ایک ہی حد جاری ہوگی - لیکن اگر متفرق طور پر احتجاج کریں تو ہر شخص کی طرف سے الگ الگ حد جاری ہوگی -

---

۱ - تہمت لگانے والا -

ثبوت :- تہمت ، دو عادل گواہوں کی گواہی سے یا مجرم کے دو مرتبہ اقرار سے ثابت ہوتی ہے ۔

نابالغ بچہ یا مجنون کسی پر تہمت لگائے تو اس کو سزا دی جائے گی ۔

حد ، مال کی طرح میراث میں منتقل ہوتی ہے ۔ لیکن شوہر اور زوجہ میں اس کا توارث نہ ہوگا ۔

وارثوں میں سے کوئی ایک وارث معاف کردے تو بقیہ وارثوں کو " حد " جاری کرنے کا اختیار باقی رہے گا ۔

جس شخص پر تین حدیں جاری ہو چکی ہوں چوتھی بار اُسے قتل کردیا جائے گا ۔ اگر دو شخص ایک دوسرے پر تہمت لگائیں تو دونوں کو سزا دی جائے گی نبی یا امام کو گالی دینے والا واجب القتل ہے ۔ جو شخص کسی کو نبی یا امام کو گالی دیتے ہوئے سنے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ گالی دینے والے کو قتل کردے بشرطیکہ نقص امن کا اندیشہ نہ ہو ۔ اسی طرح مدعی نبوت بھی واجب القتل ہے ۔

جو شخص بظاہر مسلمان ہو لیکن یہ کہتا ہو کہ میں نہیں جانتا کہ محمد سچے تھے یا نہیں تو وہ بھی واجب القتل ہے ۔ اگر کافر یہ کہے تو اُسے سزا دی جائے گی ۔

نشہ کی سزا

اگر کوئی شخص بالغ و عاقل ہوتے ہوئے نشہ آور چیز

یا جو کی شراب یا انگور کا رس (جو جوش کھا چکا ہو اور اس کا دو تہائی حصہ ختم نہ ہوا ہو) استعمال کرے یہ جانتے ہوئے کہ حرام ہے تو اس کو برھنہ کرکے پشت اور کاندھے پر اسی کوڑے مارے جائیں گے - چہرہ اور شرمگاہ پر کوڑے نہیں لگائے جائنگے - اس حکم میں آزاد، غلام، کافر اور مسلمان میں کوئی فرق نہیں کیا جائے گا - تین بار حد جاری ہونے کے بعد چوتھی مرتبہ جرم کرنے پر اسے قتل کر دیا جائے گا -

جو شخص شراب کو حلال سمجھ کر پئے وہ مرتد ہے -

اگر کوئی شخص شراب کو حلال سمجھ کر فروخت کرے تو اس سے توبہ کرائی جائے گی - اگر توبہ کرے تو ٹھیک ہے ورنہ اُسے قتل کردیا جائے گا - جو شخص شراب کو حرام سمجھتے ہوئے فروخت کرتا ہو تو اُسے سزا دی جائے گی - اگر یہ شخص ثبوت فراہم ہونے سے پہلے توبہ کرے تو اس پر سے حد ساقط ہے لیکن ثبوت کے بعد اس پر سے حد ساقط نہ ہوگی -

اگر کوئی شخص جرم کا اقرار کرنے کے بعد توبہ کرلے تو امام کو اختیار ہے کہ چاہے اسے سزا دے یا معاف کر دیں -

ثبوت :- دو عادل گواہوں کی گواہی یا مجرم کے دوبارہ اقرار سے جرم ثابت ہوتا ہے -

جو شخص کوئی نشہ‌آور چیز یہ سمجھ کر استعمال کرے

کہ یہ نشہ آور نہیں ہے یا نشہ سے واقف ہو لیکن اس کی حرمت سے واقف نہ ہو تو اس سے حد ساقط ہے۔

اگر کوئی شخص ایسی چیزوں کو حلال سمجھتا ہو جو اجتماعی طور پر حرام ہوں جیسے مردار خون، سور کا گوشت وغیرہ تو اسے قتل کیا جائے گا۔

اگر کوئی شخص ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہوئے بھی ان کا استعمال کرے تو اُسے سزا دی جائے گی۔

جو شخص حد جاری ہونے پر ختم ہوجائے تو اس کا نہ تو کوئی خون بہا ہے اور نہ اس پر کوئی سزا ہے۔

گواہوں کی بنیاد پر کسی شخص کو قتل کردیا جائے اور بعد میں معلوم ہو کہ گواہ فاسق ہیں تو مقتول کا خون بہا بیت المال میں جمع ہوگا۔

چوری کی سزا :۔ چوری کی سزا یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ لیکن اس کے لئے چند شرطیں ہیں۔

(۱) مکلف ہونا (بچہ اگر چوری کرے تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ اسے تادیب کی جائے گی)

(۲) مال کا مشتبہ نہ ہونا (اگر کوئی شخص اس وہم میں مال اٹھالے کہ یہ میری ملکیت ہے یا مال کو مشترک سمجھ کر اپنے حصہ بھر اٹھالے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ وہ مال ملکیت میں نہیں تھا یا مشترک نہیں تھا تو ایسے شخص پر حد جاری نہیں ہوگی)

(۳) تھک حرز :- یعنی ایسا مال جس کی حفاظت تالے میں بند کرکے یا کسی چیز سے باندھ کر یا زمین میں گاڑ کر کی جارہی ہو، اسے نکالنا، خواہ اکیلا نکالے یا مشترکہ نکالے ہر صورت میں حد جاری ہوگی۔ لیکن اگر کوئی شخص سامان نکال کر لائے اور کسی کو دیدے تو جس کو سامان دیا ہے اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔

(۴) مقررہ مقدار، سکہ دار اور خالص سونے کے ایک چوتھائی دینار کی قیمت کے برابر چیز کا چرانا[1]۔

(۵) پوشیدہ طریقہ سے چیز کا چرانا (اگر زبردستی اور کھلے عام کوئی شخص کسی چیز کو چھین لے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے)

کیفیت حد :- مندرجہ بالا شرائط کے ہوتے ہوئے کوئی شخص پہلے پہل چوری کرے تو اس کے داھنے ھاتھ کی چار انگلیاں کاٹی جائیں گی۔ اگر دوبارہ چوری کرے تو بایاں پاؤں قدم کے جوڑ سے قطع کیا جائے گا۔ اور ایڑی چھوڑ دی جائے گی تاکہ وہ اس کا سہارہ لے سکے۔ اگر تیسری بار چوری کرے تو اس کی سزا حبس دوام ہے۔ چوتھی بار اسے قتل کردیا جائے گا۔

اگر کوئی شخص کئی مرتبہ چوری کرچکا ہے لیکن اس پر حد جاری نہیں ہوسکی ہے تو ایسے شخص پر ایک حد کا جاری ہونا کافی ہے۔

۱۔ اصطلاح میں اس مقدار کو نصاب کہا جاتا ہے۔

اگر بچہ اور مجنوں چوری کریں تو ان پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ ان کو سزا دی جائے گی۔

اگر غلام اپنے مالک کا مال چرالے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے بلکہ اُسے سزا دی جائے گی۔

امین، زوجہ اور مہمان، چیز کی حفاظت کے باوجود اگر چوری کریں تو اُن کے ہاتھ قطع کئے جائیں گے۔ حد جاری ہونے کے باوجود مالک چور مال واپس لے گا۔

عام لوگوں کے جانے کی جگہ جیسے حمام۔ مسجد وغیرہ سے چوری کرنے پر چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔ اسی طرح بیرونی جیب اور تھیلی سے چرانے پر بھی ہاتھ قطع نہ ہونگے البتہ اندرونی جیب اور تھیلی سے چرانے پر ہاتھ قطع کردئے جائیں گے۔

کوئی شخص کسی ایسے غلام کو بیچے جو اس کی ملکیت نہ ہو اس کے اور بردہ فروش کے ہاتھ قطع کئے جائیں گے۔ کفن چور کا بھی یہی حکم ہے۔

اگر کوئی شخص نقب لگائے اور اس کو کچھ مال نہ ملے تو اس کے ہاتھ قطع نہیں ہونگے بلکہ اس کو سزا ملے گی۔ اگر اس سے دوبارہ یہی فعل سرزد ہو اور حفاظتی انتظام ختم ہو جائیں تو اس کو (آئندہ بچاؤ کے خیال سے) قتل کیا جا سکتا ہے۔

<u>ثبوت</u>:۔ دو عادل گواہوں کی گواہی اور خود مجرم کے

دو بار اقرار سے جرم ثابت ہو جاتا ہے ۔ مال کے نقصان کے لئے ایک مرتبہ کا اقرار بھی کافی ہے ۔ ایک عادل گواہ اگر با قسم گواہی دے تو ثبوت کے لئے اس کی گواہی کافی ہے ۔

ثبوت ملنے سے پہلے اگر چور اقرار کرے تو حد ساقط ہے بعد میں اقرار کرے تو نہیں ۔ اقرار کے باوجود سزا دینے اور معاف کرنے میں امام مختار ہے ۔

متعلقہ مسائل :۔ (۱) دو آدمی مشترکہ طور سے اتنی قیمت[۱] کی چیز چرائیں جس پر حد جاری ہو جاتی ہے ۔ تو قول قوی کے مطابق اُن دونوں کے ہاتھ نہیں قطع کئے جائیں گے ۔ البتہ ان کے ہاتھ اس وقت قطع کئے جائیں گے جب بقدر نصاب چوری کرلیں ۔

(۲) چور کا ہاتھ کاٹنے کا انحصار مدعی کے معاملہ پیش کرنے پر ہے ۔ اگر مال کا مالک معاملہ نہ پیش کرے تو امام ہاتھ نہیں کاٹے گیں ۔ اگر مال کا مالک چور کو اپنا مال بخش دے یا ہاتھ کاٹنے کی معافی دیدے تو ہاتھ نہیں قطع کئے جائیں گے بشرطیکہ معاملہ پیش کرنے سے قبل ہی مالک نے معاف کردیا ہو ۔ لیکن معاملہ پیش ہونے کے بعد مالک کو معاف کردینے کا حق نہیں ہے ۔

(۳) ایک مرتبہ نصاب بھر چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنا واجب ہے لیکن اگر کئی بار چوری کرنے کے بعد نصاب پورا

---

۱ پہلے اس کا ذکر آچکا ہے ۔

ہوا ہے ۔ تو ایسی صورت میں ہاتھ کاٹنے میں اختلاف ہے قول قوی کی بنیاد پر ہاتھ قطع کئے جائیں گے ۔

(۴) باپ بیٹے کا مال چرالے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے ۔ لیکن اگر بیٹا باپ کا مال چرالے تو اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے ۔

(۵) چور کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا خواہ اس کے ایک ہی ہاتھ ہے یا دونوں ہوں لیکن شل ہوں ۔ یا بایاں ہاتھ نہ بھی ہو ۔ اگر دایاں ہاتھ نہیں ہیں تو بایاں ہاتھ امد ایک قول کے مطابق بایاں پاؤں کاٹا جائے گا ۔

محارب کا بیان

جو لوگ خوفزدہ کرنے کے لئے کھلا ہوا ہتھیار لے کر گھومتے ہوں خواہ وہ خشکی میں ہوں یا سمندر میں رات کے وقت گھوم رہے ہوں یا دن کے وقت ان کے لئے امام کو اختیار ہے خواہ وہ ان کو قتل کردیں ، پھانسی دے دیں یا شہر بدر کردیں ۔ اگر یہ لوگ پکڑے جانے سے پہلے توبہ کرلیں تو ان سے حد ساقط ہے بشرطیکہ انہوں نے عوام کے حقوق پامال نہ کئے ہوں ۔ اگر ایسے مجرم گرفتاری کے بعد توبہ کرلیں تب بھی ان پر سے حد ساقط نہیں ہوگی ۔

شہر بدر کرتے وقت ہر شہر میں خط لکھنا چاہئے ۔ لوگوں کو منع کردینا چاہئے کہ وہ ان سے کسی طرح کا کوئی تعلق اس وقت تک نہ قائم کریں جب تک کہ یہ لوگ توبہ نہ کرلیں

دہشت پھیلانے والے چور کا دفاع ضروری ہے اگر ایسا چور دفاع کے دوران قتل ہو جائے تو اس کا کوئی خون بہا نہیں ہے۔

جو شخص عورت یا لڑکے پر مجرمانہ حملہ کرے اور دفاع کے دوران حملہ‌آور مار ڈالا جائے تو اس کا بھی کوئی خون بہا نہیں ہے۔

جو شخص کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہو اور گھر والے اسے منع کریں لیکن وہ نہ مانے اور بات اس حد تک بڑھ جائے کہ داخل ہونے والے کے بدن کا کوئی حصہ زخمی ہوجائے تو گھر کے افراد اس کے زخمی ہونے کے ذمہ‌دار نہیں ہونگے۔

فریبی، مکار یا جھوٹے گواہ کو تادیبی سزا دی جائے گی۔

ضروری مسائل:- بالغ اور عاقل ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص جنسی تعلق قائم کرے تو اس کو سزا ملے گی۔ اگر کوئی شخص نے ایسے جانور سے جنسی تعلق قائم کیا ہے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے تو جانور کے مالک کو اس کی قیمت دی جائے گی اور اس جانور اور اس کی نسل کا گوشت حرام ہو جائے گا۔ ایسے جانور کو ذبح کرکے اس کے گوشت کو جلا دیا جائے گا۔

اگر دو مشتبہ جانور ہوں تو تعین کے لئے ان میں قرعہ اندازی کی جائے گی۔

اگر ایسے جانور کے ساتھ بدفعلی کی ہے جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا تو جانور کو دوسرے شہر میں لے جاکر فروخت کردیا جائے گا۔

ثبوت :۔ (۱) دو عادل گواہوں کی گواہی یا مجرم کے دو مرتبہ اقرار سے جرم ثابت ہو جاتا ہے۔ جس شخص کو تین بار سزا مل چکی ہو۔ چوتھی بار جرم کرنے پر اسے قتل کردیا جائے گا۔

(۲) مردہ (عورت) کے ساتھ زنا کرنے والے کی وہی سزا ہے جو زندہ (عورت) سے بدفعلی کرنے والے کی ہے۔ شوہردار مردہ (عورت) کے ساتھ زانی پر وہی حد جاری ہوگی جو زندہ شوہردار عورت سے زنا کرنے والے پر جاری ہوتی ہے البتہ ایسے مجرم کے ساتھ سزا میں شدت اختیار کی جائے گی۔

مردہ عورت اگر مجرم کی زوجہ ہے تو اسے صرف سزا دی جائے گی اس پر حد نہیں جاری ہوگی۔ ایسے معاملہ میں ثبوت کے لئے چار آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔

مردہ کے ساتھ لواطہ کرنے والے کا حکم وہی ہے جو زندہ کے ساتھ بدفعلی کرنے والے کا ہے لیکن اس جرم میں اسے سخت سزا دی جائے گی۔

(۳) مشت زنی کرنے والے پر حد نہیں ہے لیکن وہ سزا کا مستحق ضرور ہے۔ دو عادل گواہوں کی گواہی یا مجرم کے ایک بار اقرار کرنے سے یہ جرم ثابت ہوجاتا ہے۔

(۴) انسان کو اپنی، اپنے ناموس کی اور اپنے مال کی بقدر طاقت حفاظت کرنے کا حق ہے۔ اس کے لئے یہ بھی واجب ہے کہ حفاظت کے آسان طریقے اپنائے لیکن اگر یہ ناکافی ہو تو سخت حفاظتی اقدامات کرے۔

غلط نامہ

کتاب کی طباعت میں چند غلطیاں رہ گئی ہیں ۔ قارئین سے درخواست ہے کہ انہیں درست فرمالیں ۔ ان غلطیوں کو چھوڑ دیا گیا ہے جو قیاس سے درست کی جاسکتی ہیں ۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ج	۱۰	جعضر	جعفر
ی	۴	کرنی	کرنا
"	"	کہ	زائد
ک	۹	گہوارو	گہوارہ
م	۵	ان کے	ان کو
ن	۷	الدر	الدرر
"	۱۸	لواورۃ الجرین	لولوۃ البحرین
"	۱۳	ڈل کر	ڈال کر
ف	۵	اجال	رجال
"	۹	دردی	بے دردی
"	۱۸	اجد	اجداد
"	"	مضید	مفید
"	۱۹	کے	سے
"	۱۳	کے بعد	کی
"	۱۴	نگ ورد	نگ و دو
"	۱۸	محمدح	ممدوح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ق	۹	فقتہ	فقیہ
ر	۸	زور تصنیف	زود تصنیف
۹	۱	راجت	واجب
"	۸	خباءبت	جنابت
"	"	افعل	افعال
"	حاشیہ	حات	حالت
۱۵	۱	حدیث	حدث
۱۶	حاشیہ	تھام	مقام
۱۸	"	پیٹھ	پیٹ
۲۰	۸	محترمات	محرمات
۲۳	آخری	"	بہ
۲۴	حاشیہ	اجلہ	اجلہ
۲۵	۱۲	جانب کو چلنا	جانب چلنا
۲۵	۲۲	چھوڑ دیں	چھوڑ دیا جائے گا
۳۰	۱۸	عید قربانی	عید قربان
۳۱	۱۲	مستعلقہ مسائل	متعلقہ مسائل
۳۴	۸	سے کم ہے	سے کم ہے تو وہ پاک ہے
"	"	کپڑہ	کپڑا
۴۴	۱۳	تنگ ہوجائے	تنگ نہ ہوجائے
"	آخری سطر	واجب نہ ہو	واجب کا وقت نہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸	۱۲	جب نک	تو جب تک
"	۱۵	تین چیزیں	تین چیزیں بھی
۵۴	۱۴	یا وہ کہ	زائد ہے
۵۵	۱	قرادہ	قرادیٰ
۶۱	حاشیہ	کرامثہ	کرامۃ
۶۴	۳	گرھین نہیں	گرھن
۷۱	۱۴	نہیں	ھیں
۷۲	۴	ھائل	حائل
۷۳	۸	عصر نماز کی	عصر کی نماز
۷۵	۱۷	کرایا	کرائی
۸۶	۱	جنسے	جن کی بنا پر
۸۷	۲	حالانکہ	جب کہ
۹۱	۵	روزے ھو	روزے واجب ھوں
۹۷	۱۴	انواع ۔ حج	انواع حج
۱۰۱	۱۴	کہاں	کوہان
۱۰۲	۹	عرقہ	عرفہ
۱۰۳	۵	پہنا	پہننا
۱۰۵	۸ ۔ ۹	۔ ۔ ۔	گے ۔ گا
"	۴	پو	پر
۱۱۰	۵	روزہ	روزے
۱۲۸	۲	بجا لائے عورت	بجا لائے تو اس پر عورت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۱	۱۷	شہادتیں	شہادتین
۱۴۰	۳	آزاد	غلام آزاد
۱۴۶	۱۳	یہ	زائد ہے
۱۴۷	۱۳	سے	ہیں
"	۱۶	مطالبعہ	مطالبہ
۱۵۰	۷	جائے	جائے گی
"	۱۳	طرقین	طرفین
۱۶۰	۱	اُوٹھایا	اُٹھایا
۱۶۱	۱۳	پہونچانا	پہونچانا چاہئے
"	۱۹	یہ اس	یہ جبز اس
"	۲۰	خف	خوف
۱۶۲	۳	پالنے	پانے
۱۶۳	۱۳	عضب	مال غصب
۱۶۴	۱۹	کرے	کرائے
۱۷۲	۱۵	ہیں	ہے
۱۷۴	۹	نہین ہے صحیح	نہیں صحیح ہے
۱۸۴	۹	تب	زائد ہے
۲۰۲	۱۷	دونوں	ادنوں میں
۲۰۳	۱	وقف کرے	وقف علی‌الاولاد کرے
۲۰۹	۱۴	مطاب	زائد ہے
۲۱۳	۶	دکنیز	کنیز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۴	۲۰	قمردو	قمردر
۲۱۸	۱	دوسری	دوسری سے
۲۱۹	۱۶	عائط	غائط
۲۲۳	۱	لین	لبن
۲۲۵	۱۸	مرمنہ	مومنہ
۲۲۶	۳	ہیں	ہے
۲۲۷	۹	غزل	عزل
۲۲۹	حاشیہ ۵	پیدو	پیدا
۲۳۱	۱۹	کوئی ایک عیب میں	زاید ہے
۲۴۳	۱۲	حاشیہ پر دیکھیے	صفحہ ۲۴۳ حاشیہ پر دیکھئے
۲۴۹	۱۴	مدخولا	مدخولہ
۲۵۹	۲۱	بھی	ہی
۲۶۰	۲	جائیں	جائے
۲۶۲	۱۳	بھی	زائد ہے
۲۶۳	۱۶	جانود	جانور
۲۶۶	۱۵	بھیڑ	بھڑ
۲۷۲	۴	بھی ہو	بھی نہ ہو
۲۸۳	۱۳	زدد	زدو
۲۸۴	۷	بہاے	بہالے
۲۸۶	۹	اضعاف	اضاف
۲۸۷	۱۶	والدت	والد
۲۸۹	۱۳	باد	بار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۹	۱۷	کو	زائد ہے
۲۹۱	۶	محوس	مجوس
۲۹۴	۱۵	اتنا	اپنا
۲۹۴	۱۷	واعوایٰ	دعویٰ
۲۹۵	۱۵	مذید	مزید
۲۹۵	۱۸	ترجمان	ترجمان
۲۹۵	۱۹	چاہئیں	چاہئے
۲۹۶	۹	میرے فلاں	میرے ذمہ فلاں
۲۹۹	۳	برابر کیا	برابر تقسیم کیا
۳۰۲	۱۰	معزور	معذور
۳۰۳	حاشیہ ۳	استمال	استعمال
۳۰۳	ایضاً ۴	شرح	شرع
۳۰۴	۲۰	اسے	اس سے
۳۰۴	۶	اس کو	زائد ہے
۳۰۴	حاشیہ ۱	بدفعل	بدفعلی
۳۱۴	۱۲	فردقت	فروخت
۳۱۵	۱۲	بعیت	بیت
۳۱۶	۱	نہک	ہتک
۳۱۷	۷	چور مال	چور سے مال
۳۱۹	۸	دایاں	داہنا
۳۱۹	۸	آمد	اور
۳۲۰	۱۱	زمہ دار	ذمہ دار
۳۲۰	۱۵	کوئی	کسی